صحت نامہ بنظر ثانی و تصحیح مصنف مدظلہ العالی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۸	پردردغم	پردردوغم	۱۶۹	۱	یوسف ہی	یوسف ہو
۱۸	۱۰	قدمونپہ	پاؤنپہ	۱۷۶	۹	جھجکتے	بجھجھکتے
۴۹	۳	چلے	چلنے	۱۸۶	۱	نظر	گذر
۶۴	۵	لالہ	لاکہ	۲۱۱	۱۱	بھی	سے
۶۴	۹	تذکرہ	ماجرا	۲۳۲	۱	العقود	عنود
۶۶	۷	غنچے	غنچہ	ایضاً	۲	جمال	جال
۷۲	۱۳	گل	کل	ایضاً	۴	یاران	بازان
۸۰	۸	دکھادین گے	دکھادینگے	ایضاً	۷	سرفروشی	خودفروشی
۸۷	۷	بیڑیان	بیڑہن	ایضاً	۱۹	اطراد	اطرا[illegible]
۹۴	۱۱	وہی	اوسے	۲۳۴	۹	عالم ورطلسم	عالم طلسم
۱۰۸	۴	بنتے ہین	بنتی ہی	۲۴۲	۳	وہ دیوان	یہ دیوان
۱۳۵	۵	الفت	غربت			تمت	
۱۴۳	۱	جنکا	جسکا				

ایضاً از جناب محمد حسن خانصاحب محافظ دفتر کچہری سپرنڈنٹی مہاراجہ بنارس متخلص حسن

مکرم معظم جناب احد	کہ اقلیم معنی کے ہین وہ امیر
مرتب یہ دیوان جب کر چکے	ہوے شادمان سب صغیر و کبیر
ضیاے معانی پر نور سے	اوسے شمس کہتے ہین روشن ضمیر
پے سال ترتیب و تاریخ طبع	حسن نے کیا جبکہ غور کثیر
ندا آئی ناگاہ یہ غیب سے	احد کا بھی دیوان ہے بے نظیر
	سنہ ۱۳۰۳ھ

دیگر در فارسی

مولوی احد بفکر سلیم	نزہے دیوان تو مرتب کرد
نزد اہل خرد درین چہ سخن	ہست این نسخہ در دواوین فرد
چون حسن جست نام تاریخ	ملہم غیب گفت نسخۂ درد
	سنہ ۱۳۰۳ھ

شکر و سپاس بیقیاس خداوند کون و مکان کہ درین زمان مسرت اقتران این دیوان بلاغت عنوان تصنیف علامۂ فصیح البیان نادرۂ طلیق اللسان سکہ زن دارالضرب جدت معانی معرکہ آرای عرصۂ نکتہ سنجی دانشمندی جامع فضائل سید جناب مولوی حکیم محمد عبدالاحد صاحب مدرس اول عربی مدرسۂ مرزاپور دام بالسرور والسرور در مطبع نامی نظامی واقع کانپور سنہ ۱۳۰۳ ہجری بتصحیح مصنف موصوف بحکم النقل کالاصل بلباس انطباع در برکشیدہ در چشم مشتاقان جلوۂ ظہور بخشید فقط

وجہ مہر و دستخط	
برای سند اینمعنی کہ کتاب ہذا در مطبع نظامی واقع کانپور مطبوع گردیدہ مہر و دستخط مہتمم بر خاتمۂ آن افزودہ شد	محمد عبدالرحمن بن حاجی روشن خان حنفی ۱۳۰۳

ایضاً در اردو

چھپا دیوان احمد کا شائقو اب — کرو ارمان پورا خوب دل کا
وہ آئینہ ہی مہو دیوان رنگین — کہ جسمین دیکھلو محبوب دل کا
ہوئی رخصت بقا چھپنے کی تاریخ — جہان نے جب کہا مرغوب دل کا ۱۳۰۳ھ
دعا طیب کی ہو سبحان سے اپنے — رہے تا حشر یہ مطلوب دل کا

ایضاً از جناب حکیم مولوی محمد ستار بخش صاحب متخلص بشفا ساکن فیض آباد حال ڈاکٹر پولیس اسپتال شہر مرزاپور شاگرد مصنف عم فیضہ

شدہ مطبوع چون دیوان استاد — بفضلِ ایزدِ بیچون خلاق
شفا پرسید تاریخش ز ہاتف — اشارت کرد گو خورشید آفاق ۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب مولوی محمد طاہر صاحب الہ آبادی متخلص بطاہر شاگرد مصنف مدظلہ

برای سال این دیوان استاد — چو طاہر راز ماے نگشت فکرے
بصد ناز و ادا فرمود ہاتف — سپہر حسن را تابندہ مہرے ۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب مولوی محمد اسحاق صاحب بہاری متخلص بفخر شاگرد مصنف مدظلہ

کس صفائی سے یہ چھپا دیوان — جسنے دیکھا دل اوسکا شاد ہوا
فخر سے سال طبع ہاتف نے — کہدیا غنچۂ مراد ہوا ۱۳۰۳ھ

چون نسازد بهار نظاره — شاهدے هست همدرین بستان
بر لطیف آلبیانی و تحریر — چون نیاید سلام از رضوان
مرحبا مرحبا زهے طالع — خوب مطبوع گشت این دیوان
دوستان را گل ست مضمونش — دشمنان راست خنجر بران
آسمان گردنت بعجز نهاد — گشت اصغر چو طبع این دیوان
هاتف غیب گفت تاریخش — نغمهٔ راز با من خوش خوان
سنه ۱۳۰۳ھ

ایضاً در اردو

شاہ دیوان احمد کا ہو دیوان — پھر دوا دین کا کیون نہ افسر ہو
دائرون پر جو خط کے غور کرے — اوربھی آسمان کو چکر ہو
جتنے حاسد ہین آج یا اللہ — تیغ کینے کی اونکے سر پر ہو
صفحہ پر آئینہ نثار کرے — پھر جو پیدا کہین سکندر ہو
اپنے استاد کا چھپا دیوان — سینۂ حاسدان کو نشتر ہو
اس روانی نظم پر اصغر — پانی کیونکر نہ آب گوہر ہو
خوب مرغوب یہ کہی تاریخ — غنچۂ مہر پھر نہ کیونکر ہو
سنه ۱۳۰۳ھ

ایضاً از جناب مولوی عبد السبحان صاحب متخلص بطیب ساکن بہار شاگرد مصنف مدظلہ

چو دیوان دلکش بحسن و لطافت — کہ ہر شعر شعری و فخر زمن شد
بہ طیب در آمد صدائے ز ہاتف — کہ تاریخ آن پاک شیرین سخن شد
سنه ۱۳۰۳ھ

نازک خیال چندان باشند کس ہمہ دان	گویدچنانکہ گفت آن اشعار برگزیدہ
مضمون آبدارش اشعار پر بہارش	ناظر شدہ نثارش وز جان و دل گزیدہ
ذوقی چو سال طبعش جستم زہاتف آمدم	باغ ارم مزیب درگوش من رسیدہ
	سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً از محمد صدر الدین صاحب متخلص بہ قمر برادر زادہ مصنف دام فیضہ

نہے دیوان اکنون شد مرتب	کہ رشک افزائے فردوس برین ست
بکام حاسدان گردید حنظل	برائے شائقان چون انگبین ست
قمر چون سال طبعش فکر کردم	کہ طرز یادگار من ہمین ست
سروش غیب الہامیہ گفتہ	شہنشاہ دوادین گو ہمین ست
	سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضاً در اردو

کیسا عمدہ ہی یہ دیوان غور سے تو دیکھیے	جسکا ہراک شعر مثل گوہر نایاب ہی
اوسکی ہراک سطر ہین مثل خیابان بہشت	اور مضمون دیکھیے تو موجزن سیلاب ہی
ہی کہان جرأت کہ ہو ہر شخص اوسمین غوطہ زن	دائرے کا حلقہ بیشک حلقۂ گرداب ہی
طبع کی تاریخ جب سوچی قمر نے دفعتہ	بولا خضر نیک رو دیوان نہین نخ تاب ہی
	سنہ ۱۳۰۳ھ سنہ ۱۸۸۶ع

ایضاً از جناب مولوی اصغر علی صاحب متخلص باصغر ساکن مرزاپور شاگرد مصنف

برسلسل سطور این دیوان	یشود صدقہ سنبل پیچان
شاعری ختم گشت بر استاد	مستند چون بنا شد این دیوان

بخت کے سر کو بڑھا کر لکھو وفا / اب ہوئی دیوان کی شہرت چار سو
سن مسیحی کا اگر ہووے خیال / سر ہر اک مصرع کا لیکر جوڑ تو
سنہ ۱۸۹۶ء

تاریخ طبع از جناب مولوی محمد سلامت اللہ صاحب سیف ساکن اعظم گڈھ شاگرد مصنف

ترتیب یافت اکنون این گلشن معانی / از شاعری کہ مثلش کس نیست در زمانہ
مضمون شعرہایش تاباں چو روے خوبان / حاسد چہ لب کشاید از بہر عیب و طعنہ
ہر نخل نظمہایش با طرز نو دمیدہ / ہرگز کسے ندیدہ زینسان درین زمانہ
از بہر سال طبعش ہاتف بہ سیف گفتہ / بگذار فرق اختر گو اختر زمانہ
سنہ ۱۳۱۳ھ

ایضاً در اردو

مرتب ہو گیا دیوان استاد / مجو رشک در باغِ جنان ہے
محلی زیورِ مضمون سے ہر شعر / یہ دیوان ہے کہ رشکِ مہوشان ہے
صفائی مضامین جسنے دیکھی / کہا بیشک بنا یہ بوستان ہے
ہوئی جب فکر مجکو سال تاریخ / کہا ہاتف نے کیا تیر نہان ہے
سر زائد گھٹا کر کہدو اے سیف / یہ کیسا عمدہ گلشن بیخزان ہے
سنہ ۱۳۱۳ھ

تاریخ طبع از جناب مولوی عبد الجلیل صاحب متخلص بذوقی ساکن حیدرآباد سندھ شاگرد مصنف

ترتیب داد دیوان استاد سن بطرزے / چشم فلک ندیدہ نے گوش او شنیدہ
چیدہ ز شاخہایش گلہاے عیش شائق / نشتر بچشم حاسد از دیدنش خلیدہ

تاریخ طبع کی ہی مجھے فکر اسلیے ۔ ہو میرا نام بھی ورقِ روزگار پر
از بہر سال عیسوی ہاتف نے یہ کہا ۔ کسواسطے ہو بیٹھے درِ انتظار پر
رکھو سر ہوس نہ ضیا لکھدو بس یہی ۔ ہو باغ یہ زمانہ مین ہر دم بہار پر
سنہ ۱۸۹۶ء

تاریخ طبع از جناب مولوی محمد عبد المجید صاحب فا ساکن اعظم گڈھ شاگرد مصنف مدظلہ

چون مکمل شدہ بزیور طبع ۔ رشک دہ مہو شان یغمائی
یعنی دیوان نادر و یکتا ۔ یافت شہرت بملک یکتائی
بے نظیر این شہِ دواوین ست ۔ در صفائی وطرز زیبائی
چیست دیوان ناسخ و آتش ۔ ختم بروے شدست گویائی
لفظ او مثل درج پُر گوہر ۔ عنیش ہمچو در یکتائی
بے تاریخ گفت ہاتف غیب ۔ بلبلے شاخسار دانائی
بیاسی ودو سنہ ۱۳۱۲ھ

ایضاً در اُردو

تُو مرتب ہی یہ دیوانِ احمدؔ ۔ دوستو تھی جسکی تکو جستجو
شائقو کیا یہ گلِ بے خار ہی ۔ سیر کرلو آکے ای فرخندہ خو
غم سے سینہ حاسدون کا چاک چاک ۔ دل ہی دل مین جوش کھاتا ہی لہو
دوستون نے شاد ہو کر یہ کہا ۔ تُو مبارک ہو بر آئی آرزو
راحتِ ارواح یہ دیوان ہی ۔ اہل فطرت کو ہی اسکی جستجو
فکر جب تاریخ ہجری کی ہوئی ۔ ناگہان ہاتف نے کی یہ گفتگو

حصولِ سالِ ہجری از مذاقِ شائقان گردی	ولے از بہر فصلی ای ضیا گو مصرعِ یکتا
بجوان از حرفِ غوطی بجذفِ یکعدد اکنون	چہ خوش دیوان شدہ از مولوی عبدالاحد پیدا
مولوی عبدالاحد صاحب ۱۳۱۲ھ	۱۲۹۳ فصلی

ایضاً در اردو

دیوان ہی یا کہ شمس ہی نصف النہار پر — یا گلشنِ سخن ہی یہ خندان بہار پر

یا شاخ سرو پر ہی یہ قمری ترانہ ریز — یا نغمہ خوان ہی مرغ چمن شاخسار پر

یا جام جم ہی یا کہ سکندر کا آئینہ — یا نازنین ہی گرسے زرین نگار پر

عنبر ہی یا عبیر ہی یا عطر یا گلاب — یا بوے زلف ہنستی ہی مشکِ تتار پر

اللہ رے سطرین اوسکی ہین کیا جسکو دیکھکر — آمادہ کہکشان بھی ہی اسدم نثار پر

کاغذ سفید پر ہین حروف ایسے خوش نما — جیسے کہ خطِ سبز ہو رخسار یار پر

اختر ہین نقطے واسے ہین مہر و ماہ سب — اور نظم مثل پروین کے ہی کس بہار پر

ہین جدولون کے گرد سطور ایسے جسطرح — سبزے ہون لہلہاتے لبِ جویبار پر

مضمون عاشقانہ ہین اوسکے یہ ہی اثر — زندہ ہون مردے پڑھیے گر اوسکو مزار پر

کسطرح کی تلاش ہی کیسی زبان ہی صاف — قربان دل ہی اس سخنِ آبدار پر

اسطرح سے صفائی ہو جسکے کلام مین — کیون شان اوسکی ہو نہ بڑھی سو ہزار پر

لب کھولنے کا قصد جو رکھتا ہو پہلے وہ — کرلے نظر تو اپنے کمال و وقار پر

حاسد کے رشک سے بھلا کیا خوف اوسکو ہی — صرصر کا زور چلتا نہین اس بہار پر

خوشبوے مشک چھپ نہین سکتی ہی سچ ہی یہ — حق گو ہی ایک ہوتا ہی غالب ہزار پر

ہی فیض سے اوسیکے جو ہون اوسکا مدح خوان — نازان ہون کیون نہ اس کرم بیشمار پر

لمّا رایتُ کلامَہ وابصرتُ حُسنَ ختامِہ ملتُ الیٰ تاریخِہ فازجتُ ازخ الکامل

نادی بصوتٍ جہورٍ اُضمہٗ عدد اہاتفٌ فاعلم ضیا تاریخہٗ روضٌ لاجلِ العاقلِ

سنہ ۱۳۰۳ھ

ایضًا در فارسی

مرتب کرد دیوان را چو اُستادِ احد یکتا برای داد بکشادند مرغانِ چمن لبہا

وفورِ حسنِ او غارتگرِ حسن بتان گشتہ رخش پر نور خیرہ کرد چشمانِ حسود انرا

لباسِ فاخرہ در برکشیدہ حسنِ ترتیبش سراپا شد محلّے لفظ او از زیورِ معنی

وزد بادِ بہاری گرچہ لیکن جعد مشکینش نہاد آن نکہتِ خود بر سرِ او تاج خجلت را

یقین کردند اربابِ سخن گر بہر ادراکش سخنور باید و نازک خیال و زیرک و دانا

علوِ شانِ او خود از کلامش میشود ظاہر ندارد احتیاجِ زیب و زینت شاہدِ زیبا

بکف شمشیرِ مضمونش بعالم سیر آورد در اقلیمِ معانی ہست او گردنکشِ اعدا

دو عالم را بگفتارش توان چون پیشکش کردن کجا آن گوہرِ یکتا کجا این مایۂ ادنیٰ

اگر خوانم بگلشن شمۂ از حسن مدحِ او رسد بر شاخ نظمم نغمہ خوان ہم بلبلِ شیدا

لوای شہرتش ارد قدم بر گنبدِ گردون رسیدہ صیت اقبالش کنون بر طارمِ اعلیٰ

الا ای حاسدِ بیدین دلن کن پنبہ غفلت بیا بشنو بگوشِ ہوش مضمونہای نازک را

حذاقت را چہ میخواہی فطانت را چہ میجوئی گر او را اگہی داری بر سرِ دیوان زبان بکشا

دلا از دامِ مدحِ او رہائی کے بود ممکن غرض ہا یکہ داری بر سرِ او کن زبان گویا

صنائع را کہ در نظمم ودیعت داشتم بشنو زحرفِ اولین ہر شعر دان اسم مصنف را

ازان ہر مصرعِ ثانی سیمی میشود ظاہر بود سمت زحرفِ آخرین ہر اولین پیدا

انچہ کردم نالہاے دل خراشش | بشنو از من [illegible] و غمخوار من
گر پسند آید ترا تو ہم بشو | نغمہ سنج ای بلبل گلزار من
سال نظمش از منِ حیرت چو خواست | گفتمش گو گلشن بیخار من
١٣٠٣ھ

ایضاً در اُردو

خیابان زار ہی یہ نظم رنگین | مگر کانٹا برائے چشم بد ہی
ہزارون ہی گلِ مضمون ہین اسمین | پئے اہلِ سخن یہ مستند ہی
نگاہِ شوق جو اسپر نڈالے | سخنور وہ نہین اہل حسد ہی
ہے جسکو نہو اس بوستان کی | مذاقِ شعر سے وہ نابلد ہی
مناسب ہی کہ اسکا سال تاریخ | لکھا جائے مصنف کو یہ کد ہی
کہو حیرت بقطعِ فرق زائد | بہارِ باغِ دیوانِ احد ہی
١٣٠٣ھ

تاریخ طبع از نتائج افکار جناب مولوی محمد عبد الغفار صاحب متخلص بضیا ساکن اعظم گڈھ تلمیذ مصنف مدظلہ

در عربی

یا غائصی بحرِ النُّہیٰ یا طالبی دُرَرِ الاَدَب | شِیمُوا الیٰ اَفکارِ مَن قد صارَ خیرَ القائلِ
ہٰذا کتابٌ لو رأی اَہلُ الکمال نکاتہٗ | یُوفَل و یرقص قائلًا لِلّٰہ دَرُّ القائلِ
یا صاحِ شم اَشعارہ شَمَّ المشوقِ حبیبہٗ | وَاصغِ اَعلیٰ اقوالِہٖ وانظرہ نظرَ الکامِلِ
لاتلتفت قطُّ الیٰ مَن شکَّ حُسنَ مقالِہٖ | وَارغب اِلیٰ مَدّاحِہٖ لاتمشِ ممشَی الغافِلِ
تعسًا علیٰ مَن ضدَّہٗ سحقًا علیٰ مَن نِدَّہٗ | وَاَسعیٰ لمن ودّہٗ بشریٰ لِکلِّ العاقِلِ

ہمہ دانی زبان دانی فصاحت اور بلاغت مین — بصنف حق تو یہ ہو آج اپنا آپ ہمسر ہی

کرے افسوس اسکا معترض اپنی حماقت پر — نہین سمجھا مصنف کا سخندان کون ہمسر ہی

ذریعہ نام استادِ احد ہی فخر و عزت کا — کہ شاگردی کا رتبہ مجکو ای نکتہ بیشتر ہی

بس اب خامہ دعا کے بعد ہی تاریخ بھی لکھتی — بیانِ وصف دیوان صرف ہمت سے فزون تر ہی

رہے یہ روضۂ دلکش خدایا اپنے جوبن پر — گلِ خورشید سے گلزار جب تک چرخ اخضر ہی

تاریخ در فارسی

چہ گلزارِ احمد رنگین ترین ست — بہارش رشک فردوسِ برین ست

قضا گفتہ کہ نغزِ تر ندیدم — قدر سر بر زدہ فرمود این ست

بمضمونش معانی آرمیدہ — برای صید دلہا در کمین ست

بباغِ نظم گلہای فصاحت — چو خوشبوئے بزلفِ عنبرین ست

چو ہاتف دید کاین فرخ کتاب ست — بگفتا گوہرِ غلطان ہمین ست

سنہ ۱۳۰۳ھ — سنہ ۱۸۸۶ع

ایضاً در اردو

چشمِ تصنیف جسکی نگران تھی — نکتہ دیوان اب ہوا وہ نصیب

فکرِ تاریخ کی تو ہاتف نے — گوش دل مین کہا کلام غریب

تاریخ طبع از جناب محمد جان خانصاحب آگرہ آبادی متخلص بحیرت صاحب دیوان

چون مرتب گشت دیوانِ احد — پیش آورد و گفت ای یار من

فلک کو رفعتِ شانِ سخندان سے یہ چکر ہی
کہان شایستگیٔ مرزہ گوئی مجھسے ممکن ہو
ہوا گلدستۂ وہ دیوانِ جہان مین دست شہرت کا
مسرت خاطرِ دوران کو ہی ترتیب دیوان کی
زبانِ نطق سے گویا ہی منشی بلاغت یون
یہ جلوہ ہی خدایا حسن توشیحِ معانی کا
بیاضِ صفحہ پر جوبن ہی سطحِ آب حیوان کا
تماشاے سوادِ سنبلِ سطرِ مسلسل سے
یہ رشحۂ ابرِ قلم نے دی بہار ایسی
حسینونکی ادا یا چستی بندش کا جوبن ہی
حناے عشوۂ معشوق ہی شوخی عبارت کی
غدوبت استعارونکی با عجاز سخن پیدا
درِ مکنونِ مضمونِ علو کی یہ درخشانی
شبِ خط مین یہ جلوہ چہرۂ پرنور معنی کا
روان مصرع برنگ جنبش ابروے خوبان سے
ہی اس دیوان کی خوبی منصفو ایمان کی کہنا
ہوا یہ مایۂ نغزِ سخن تقدیر سے حاصل
غبارِ عیب سے مطلق مبرا ہی یہ مجموعہ
مگر حاسد کہ کیا اسسمجھے یہ ہی کس رنگ کا دیوان

تحیر کا ہی عالم عقل کل کی عقل ششدر ہی
مگر بسم اللہ یہ احسان ہر اک اہلِ سخن پر ہی
رگِ گلہاے صفوت جسکا ہر اک تار مسطر ہی
دیا دلدادۂ مایوس کو پیغام دلبر ہی
کہ بیشک وصف دیوان قدرت امکانسے باہر ہی
کہ خورشید ضیاے طور کا ہر لفظ خاور ہی
دمِ نظارہ چشمِ دید مقصودِ سکندر ہی
نمایان عالمِ سربستۂ زلفِ معنبر ہی
کہ اس بستان مین ہر ہر کاہ خط رشک گل تر ہی
سخندان عاشقِ مضمون کا دل جسمین مسخر ہی
روانی جسکی رفتارِ بتانِ ناز پرور ہی
زلالِ خضر سے مملو کفِ عیسی مین ساغر ہی
سزاے زینتِ تاجِ سرِ سلطان خاور ہی
دلِ ظلمات مین گویا فروغِ صبح محشر ہی
سرِ بدخواہ پیہم ارتسامِ زخم خنجر ہی
کلامِ آتش و ناسخ کو بھی دیکھا تو اکثر ہی
پر اس سے منحرف کمبخت برگشتہ مقدر ہی
برنگِ باطنِ صوفی کہ یکسر نور پرور ہی
الف آغاز کا چشمِ حسد کو نوک نشتر ہی

اور رمز و کنایہ اور چھیڑ چھاڑ عاشقانہ غرض یہ کہ جو باتین شاعرونکے واسطے لائق ہین - وہ سب آہین دجہ بین جسطرف نگاہ اوٹھا کر دیکھیے - ایک جھرمٹ حسینان اور پریزادان معانی کا بیساختہ پنی ادا بے تکلفی کے ساتھ نظر آتا ہی - کہ نظر نظارہ کرشمہ و عشوہ مین مین ایک کیفیت چکاچوندھ اور حیرت کی چھا جاتی ہی - اگر دامن نگاہ گرد کدورت و کینہ سے پاک اور صاف ہو تو وہ جلوہ نظر آئے کہ حضرت سلیمان کو باوجود تابعداری پریزادونکے کبھی یہ جلوہ نظر نہ آیا ہوگا - حوران جنتی کی شان مین گو حدیث صحیح مین یہ مضمون وارد ہی - وَلَوْ اَنَّ امرأۃً من نساء اہل الجنۃ لاضائت ما بینہما ولنصیفہا علی راسہا خیر من الدنیا و ما فیہا - لیکن مین یہان پر یہ ضرور کہونگا کہ اگر کوئی معانی سے عالم فطانت اور زیرکی کی طرف جھانک نلے - تو وہ روشنی اور جلوہ پیدا ہو - کہ کبھی خورشید حشر اور برق طور نے بھی نہ دیکھا ہو - جس شعر مین مضمون ادا ہی - وہان بیشک خون قضا ہی - جہان عشوہ پردازی اور معاملہ نگاری ہی - وہان عالم اور طلسم سحر سامری ہی جہان چشم فسون پرداز کا بیان ہی - وہان مخمورا الست بر کم صرف صرفِ مستان بادہ روز ازل ہی - جو مطلع ہی وہ جام جہان نما ہی - جو شعر ہی وہ ہیلہ شعری ظہور مین ظہور مضمون ظہوری خطاے راز و نیاز مین خطاے خفائی - عرفی اور خاقانی کو پہلے ہی ہونا مناسب تھا - کیونکہ اسوقت اگر ہوتے تو سوا منفعل اور نادم ہونے کے اور کیا حاصل ہوتا - مین اہل بصیرت سے امید رکھتا ہون کہ یہ باتین میری مبالغے پر نہ محمول فرمائی جائین - البتہ اس مقام پر یہ مین ضرور کہونگا کہ یہ دیوان بیشک دیدۂ بدبین اور حاسد مین خار ہی اور منصف مزاج کی نگاہ مین گلزار - یاالٰہی جبتک دریاے سخن موج زن ہی - یہ درشاہوار ہمیشہ آویزۂ گوش حسینان جہان و سرمایۂ آبروے سخن سنجان رہے آمین ثم آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تقریظ جناب مولوی محمد بخش صاحب الہ آبادی متخلص بہ نکتہ شاگرد مصنف مدظلہ

باین تمہید عنوان حوصلہ اللہ اکبر ہی
مدد ای خامۂ قدرت کہ طبع نکتہ پرور ہی

چراغ طور صرفِ شعلۂ نطقِ سخنور ہی
فضاے گردشِ خامہ مین رقصِ برقِ مضطر ہی

تقریظ دلپذیر جناب مولوی محمد امین الدین صاحب آگہ آبادی برادر عزیز مصنف قلم نفیسہ

نغمہ سرائی بلبل طبیعت کی شاخسار گلشن معنی پر شان مین اوس خالق اکبر کے زیبا ہی کہ جسنے ہمارے اوج معانی کو دام فکر و خیال نکتہ سنجان دقیقہ رس و معنی پردازان عیسی نفس کے پھنسایا۔ اور ترانہ سنجی عندلیب فکر کی گلزار ہمیشہ بہار سخن مین شاخ شجر گل مضمون پر حق مین اوس بیہر کے روا ہی کہ جسنے چراغ ہدایت کو روشنی مین رتبہ شمع طور کا بخشا سبحان اللہ کیا کیا صنعتین اور قدرتین کاملہ اوسکی ہین کہ کہین قطرے کو دریا اور کہین ذرے کو آفتاب بنایا۔ اور ممکنات ہالکۃ الذات مین نوع بشر کو اشرف المخلوقات کا رتبہ عطا فرمایا اور حضیض نقصان سے اوج کمال پر ایسا پونہچایا کہ عقل اول کا مایۂ ادراک باوجود حصول کمالات بالفعل اور مرتبۂ قدیم بالزمان کے احصاے کمالات انسانی مین معترف بنارسائی ہی۔ سچ ہی انسان ضعیف البنیان نے طبیعت خداداد پائی ہی۔ ازانجملہ ذات بابرکات اخوی المعظم و برادر مکرم ہی۔ کہ جسکے سبب سے بالفعل کمال انسانی کو صد گونہ مایۂ ناز کا حاصل ہی۔ علوم معقول و منقول مین وہ ید طولی رکھتے ہین کہ اگر کوئی اونسے ہمسنگی کا دعوی کرے تو سوائے خرط القتاد کے اور کیا کہنا چاہیے۔ خلاصہ یہ ہی کہ مغتنمات روزگار سے شمار کیے جاتے ہین۔ مادر دہر کو اونکے سبب سے ہزار حصہ مایۂ نازیدن کا حاصل ہی۔ کسی منصف مزاج کو اونکی یکتائی مین گفتگو نہین۔ لیکن اگر کوئی حاسد بدبین حسد اور رشک سے زبان کھولے اوسکا جواب کیا۔ قاعدے کی بات ہی کہ لوگ اکثر اہل کمال کے پیچھے پڑتے چلے آئے ہین۔ یہ کوئی نئی بات نہین ہی۔ کہ جسپر خیال کیا جائے۔ علی ہذا القیاس فن طبابت مین بھی وہ مرتبۂ عالی پایا ہی کہ جالینوس و بقراط زمان ہین۔ وہ دم مسیحائی رکھتے ہین۔ نسخے مین تاثیر اعجاز ہی۔ فن شعر و سخن مین عربی ہو یا فارسی یا اردو وہ کمال حاصل ہی۔ کہ شاید متقدمین اور متاخرین مین سے کسی کو یہ رتبہ ملا ہو۔ یہ دیوان اردو جسکو محض بے توجہی اور عدیم الفرصتی کی حالت مین بپاس خاطر بعض احباب کے مرتب فرمایا ہی۔ دلیل ہی اس بات پر کہ نازک خیالی اور مضمون آفرینی اور حسن بندش اور صحت الفاظ اور چہلاپن

وسرح نظرہ علی مسالح الدعوۃ المرضیۃ - وسلاماً علی آلہ واصحابہ الذین ہم شادوا عقود الدینیۃ - اما بعد شائقون کو
مژدہ ہو کہ نازک خیالی کا آئینہ - نظارگیان معنی کا جال - از خودرفتگی کا تمغا - مضمون آفرینی کا قبالہ - صفائی کا جام
جہان نما - معاملہ نگاری کا صحیفہ - رنگ عاشقانہ کا لطیفہ - معانی آفرینی کا مجموعہ - مجموعۂ سخن کا شیرازہ - مجنون طبعون کا
مذاق - فرہاد منشون کی چاشنی - دیدۂ یاران انجمن سخن کا نور - نزاکت کے دیدے کی تپلی - صفاہان کا سرمہ - یعنی دیوان
مولانا واستاذنا مولوی محمد عبدالاحد صاحب مدظلہ کا طیار ہوا - سبحان اللہ کیا کیا نور دیدگان معانی آغوش الفاظ
مین بازی کر رہے ہین - وپریزادان معانی بنگاہ دزدیدہ جھروکے سے نظم کے جھانک رہے ہین - شاہد نزاکت معنی کی
کر بار الفاظ سے جھکی جاتی ہین - مہوشان شوخی آب از دیدہ رفتہ ہو کر بند شونکی چلمن سے سرنکالکر گلبانگ خود فروشی
کر رہے ہین - ایک ایک مصرعۂ پیچیدہ کی دقت مین ہزارون عرفی وخاقانی ایسے نافہم پیچ غیرت مین مبتلا ہو کر
بیچارہ پیچ حیرت مین پیچ کھا رہے ہین - اور ایک ایک بیت کی تحقیق مین سیکڑون فردوسی وانوری ایسے گھر
بھول گئے ہین - ہر ایک غزلون مین وہ تر و تازگی ہین کہ دماغ جو ہین سے عطسہ ریزی کراتی ہین - آشیانۂ
الفاظ پر طیور معانی کا با قرینہ بیٹھنا مکان دمکین کا ربط ہی - ناظرین کا استبعاد مصنف یعنی مولانا صاحب کے
کچھ حال سننے سے جاتا رہیگا مولانا کا ادنی وصف یہ ہی - کہ ان علوم متعددہ یعنی معقولات ومنقولات و
فن شاعری وکتابت ونیز دیگر علوم مین ایسا دسترس رکھتے ہین کہ اونکے بیان کی سکوت ورزی عین پایہ
شناسی ہی - ذرا دیکھیے انصاف کیجیے اعتساف چھوڑیے کہ باوصف حداثت سن وعوائق زمان ان علوم مین
ید طولی رکھنا - طوق بشری سے بعید ہی - الا ماشاء اللہ ان باتونسے حساد کے شعلۂ حسد نے اشتعال پایا ہوگا - مگر
امید ہی کہ حاسد ومحسود کی نسبت سمجھکر ناظرین حق وباطل مین تمیز کرینگے الحق مولانا صاحب اس زمانے مین
ادن تمیز یافتون سے ہین کہ اگر کوئی اونکی ہم پنجگی کا دعوی کرے تو اوسکا ادعا محض ہی - وعلی ہذا
دیوان مولانا ممدوح کا اور دواوین کے مقابل مین یہی نسبت رکھتا ہی - مولانا ممدوح کے حق مین جو باتین
کہی گئین ہین اونکو اطرا و اغراق پر محمول کرنا میری دانست مین بڑی نادانستگی کی بات ہی فقط

شاہ ظفر سا قدردان ہوتا تو ذوق ... غالب و مومن خان کا کوئی پرسان نہوتا - جاے غور ہی کہ قطرے کو دریا اور ذرے کو آفتاب بنانا - ہر شخص کا کام نہین - سخن سنجان دانشمند اور دانشمندان انصاف پسند اگر انصاف کو ہاتھ سے ندین تو گو اعجاز مین گفتگو کرین لیکن سحر کے قرار دینے مین کچھ تامل نہین کر سکتے - خوشا تقدیر اس ریختہ کی کہ ایسے سحبان کی زبان سے آشنا - اور ایسے حسان زمان کے بیانین جلوہ نما ہی - جناب احد کو اسم با مسمے شاعر یکتا قرار دینا کسیطرح شایان نہین بلکہ کسر شان ہی - یہ وہ وجود با جود ہی - کہ جہان فصاحت و بلاغت کو اپنی رسائی پر ناز اور علم و لیاقت کو فخر و اعزاز ہی - جب سحر بیانی اور آتش زبانی خود شاہد حال ہو - تو کسی کی ثنا و صفت کا کب خیال ہو - سچ ہی کہ ناقدردانی زمانہ نے نغمہ طرازی اور سخن پردازی کو سزاوار گریہ و زاری بنا دیا ہی - تاہم یہ ساز ہزار آہنگ فردہ ساز ہی - کہ جس ڈھنگ کا گوش دل و دماغ شنوا ہو - اوسکو ویسا ہی حظ و فائدہ ہو - جاننے والے جانینگے اور پہچاننے والے پہچانینگے کہ مولانا احد کی توجہ نے اردوے معلی کی توقیر کو کسقدر بڑھایا - اور ریختے کی آبرو نے کیا پایہ پایا خواہش دل آرزو مند تو یہ ہی کہ یہ دلبر بیمثال دراز نظر غیر اپنا ہی منظور نظر و خیال رہتا - اور بخلاف اسکے شان معشوقی اور صفت دلربائی کو ہر دل عزیز اور ہر جائی ہونا موجب کمال تھا - اس اجتماع ضدین سے مین دم بخود کہ سرکار حسن و جمال سے یہ حکم آیا کہ نازنینون کا فرمان نازبردارونکا ایمان ہوتا ہی ای فروغ ناز کیش تجکو کہ مدت سے دلدادہ موجد ایجاد ہی بجز تسلیم و رضا چارہ نہین - عرض کر کہ - رضاے ما ہمہ آنست کان رضاے شماست - لہذا دست بدعا ہون کہ یارب - اس نازنین [illegible] وع طبائع جہان و جہانیان اور مقبول خاطر دلدادگان و دلربایان کیجیو - اور حاسدون اور نکتہ چینونکی نظر بد سے محفوظ اور مصون رکھیو - بالنون والصاد فقط

تقریظ دلپذیر جناب مولوی کریم الدین صاحب ساکن مرزاپور شاگرد مصنف مدظلہ

حمداً لمن هو خلق البرية - وافازها على الرتب العلية - ورقاها على المدارج السنية - ونجاها النجوى السرمدية - واداها الى عقبى الدار التي ليس بدامنها للدنية والعلية - واعطاهم عيشة رضية - وصلوة لمن اسرى مسرى الهداية المصطفية

عمر تحصیل کمالات فنون عربیہ مین بسر ہوئی ہی اور منطق و فلسفہ و ریاضی و معانی و ادب و فقہ و طب خلاصہ یہ کہ معقول و منقول مین شہرت حاصل ہی لیکن نظم و نثر فارسی و اردو مین بھی وہ مرتبۂ عالی حاصل کیا ہی کہ حیرت ہوتی ہی تینتیس ۳۳ سال کی عمر مین ان کمالات کا جامع ہونا ہزارون بلکہ لاکھون مین سے کسی ایک کو نصیب نہین ہوتا ہی۔ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ اب اگر مولانا کی شان مین یہ کہا جائے۔ کہ وہ اپنے زمانے مین یکتا ہین۔ تو امید ہی کہ یہ شاعرانہ مبالغہ تصور نکیا جائیگا۔ احد تخلص کتنا موزون ہی۔ اور مولانا کی عمر اور فنون عربیہ کے کمالات پر دھیان کر کے اردو شاعری کو اس رتبۂ عالی پر پونہچانا بیشک عبدالاحد ہونے کی برکت ہی۔ نام یکتائی کے لیے کتنا شایان ہی۔ فقط

تقریظ جناب محمد عبدالرحمن خانصاحب فروغ متوطن حافظ آباد عرف پیلی بھیت حال کورٹ انسپکٹر شہر مرزاپور

پرستاران شاہد وہم و خیال شعرا۔ و نظارگیان حسن و جمال صورت و معنی کو مژدہ ہو۔ کہ شاہد شوخ مزاج سراپا ناز یعنی دیوان معجز بیان مولانا محمد عبدالاحد صاحب احد الہ آبادی کا بصد ادا و ناز برسر جلوہ ہی۔ بچشم ظاہر نازنینون کا تذکرہ۔ اور بحقیقت دستور العمل شعرا۔ اس دلبر رعنا کو گلشن گلہاے راز و نیاز اگر کہیے تو بہت بجا ہی۔ یا میخانۂ صہباے ناز و انداز قرار دیجیے تو نہایت زیبا۔ گلزار سخن مین بلبلون کی زبانون پر ہر سو یہی صدا ہی ے این نخل کہ از چشمۂ جان رستہ گشت ست ✤ وین خط کہ دہد یاد ز معجز کہ نوشت ست ✤ ہر سطر دلفریب ایک نخل ہی خیالات رنگین کا اور ہر صفحہ گلشن تازہ بہار ہی مضامین کا۔ ہر بیت مثل بیت ابروے مہ جبینان بلند مضمون۔ اور ہر مصرعہ بسان قد محبوبان موزون۔ سر سے پا تک ہر مقام پر ناز و کرشمہ سرگرم جلوہ فروشی۔ اور انداز و عشوہ مشتاق ہم آغوشی ے ز فرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم ✤ کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست ✤ شوخی ترکیب و چستی بندش و خوبی بیان لطف و عتاب و وضع استعارہ و اسلوبی کنایہ ماشاءاللہ۔ اس شاہد طناز کے مشاہدے سے جناب سودا کا سودائی ہو جانا اور حضرت آتش کا آتش حسد سے جلجانا اگر موجود ہوتے تو بعید نہ تھا۔ میر و میرزا ہی جو موجد زبان ریختہ تھے اگر منصف ٹھہرائے جاتے تو اس کلام فخر نظام کے مقابلے مین اپنے کلام کو کیا کہتے۔ اس عہد مین اگر

پانوؤنکے چھالے ہین اپنے مثل اختر دیکھیے

یون نہین ممکن کہ تیرا بطے انور دیکھلے
پہلے منہ آئینے مین خورشید محشر دیکھلے

تیرے دانتونکے مقابل ہو بکے بازار مین
آبرو پہلے تو اپنی آب گوہر دیکھلے

پھر تو شی کے لیے حاضر ہین ہارے سرفروش
تیغ قاتل سے کہو اب اپنا جوہر دیکھلے

پھر نہ تڑپے دم بخود ہوجائے اک سکتا سا ہو
بیقراری کو مری گر صید مضطر دیکھلے

ہی زمین شعر کو رتبہ فلک کا ای احمد
اپنے دیوان مین ہر اک نقطے کو اختر دیکھلے

تقریظ دلپذیر جناب مولوی محمد کریم بخش صاحب ڈپٹی کلکٹر مرزاپور رئیس شہر دہلی

احمد الاحد الذی لم یکن لہ کفواً احد۔ والصلی علی حبیبہ الذی لاشبہ لہ لاند۔ انسان عبید الاحسان کا اقتضا یہ ہی کہ ہمپر کوئی احسان کرے تو ہم اوسکی خدمت کرین۔ ہمکو کوئی راحت دے تو ہم اوسکا شکریہ ادا کرین۔ مین بیٹھا ہوا تھا کہ مولانا محمد عبد الاحد صاحب تشریف لائے۔ ایک کتاب مولانا کے ہاتھ مین تھی مین نے پوچھا کیا ہی مولانا نے وہ کتاب میرے ہاتھ مین دیدی۔ دیکھا تو مولانا کا دیوان اردو ہی۔ مین نے اوسکو پڑھا اور مسرت حاصل ہوئی اوس مسرت کا شکریہ ادا نکرون تو کفران نعمت ہی۔ سب سے پہلے جو خوشی اس کلام کے دیکھنے سے ہوئی وہ طبیعت کے جوش آمد سے تھی۔ کلام ہی کہ ایک دریاے زخار کیطرح جوش مین روان ہی۔ ایک ایک زمین مین کئی کئی غزلین اور ایک سے ایک بڑھکر۔ پھر مضامین آفرینی اور نازک خیالی سبحان اللہ۔ جودت ذہنی اور استعداد کا سرمایہ ظاہر ہوتا ہی۔ اگرچہ مولانا کی

رات دن سینے پہ یہ رہتا ہی پتھر دیکھیے

کوچۂ کاکل مین جاتے ہو تو بہتر دیکھیے
حضرتِ دل آئیے گا پھر بھی پھر کر دیکھیے

ناتوانی کے سبب سے پانون بھی اوٹھتے نہین
حلقۂ نقشِ قدم ہی مجھکو لنگر دیکھیے

بیٹھکر پہلو سے اپنے اوٹھگئے تم روٹھکر
رہگئی تقدیر اپنی ہاتھ ملکر دیکھیے

عشق بت یادِ خدا فکرِ معاشِ دنیوی
عمر دو روزہ مین ہین یہ بار سر پر دیکھیے

تھا وہ قیدی میرے دم تک تھی خوشی زندان مین بھی
حلقۂ ماتم ہی اب زنجیر کا گھر دیکھیے

لاکھ ڈھونڈھے آپکے مانند ملنے کا نہین
شمع لیکر ہاتھ مین خورشید محشر دیکھیے

مانا مین نے شوخیِ رفتار نے مارا مجھے
خونِ ناحق آخرش ہی کسکے سر پر دیکھیے

بل کی ہردم عاشقِ جانباز سے یعنی تیغ
سر چڑھی ہی آپکی زلفِ معنبر دیکھیے

مت اسے ڈھاؤ یہ پھر گرکے اوٹھنے کا نہین
کعبۂ دل ہی تو اللہ کا گھر دیکھیے

کشتئ دل ہی نہین گرداب غم مین بے سبب
دے رہی ہی گردشِ تقدیر چکر دیکھیے

اغنیا دلین جگہ مفلس کو دین پر کیا حصول
تر نہین رشتے کو کرتا آب گوہر دیکھیے

خاک چھانی ہی جو اک مہرو کی لقمین احمد

پھنسکے دل زلفون مین اونکے دیکھیے کہتا ہی کیا
سر چڑھا ہون کسکے مین میرا مقدر دیکھیے

چھوڑ کر زلفِ دوتا کو رخ پہ کہتا ہی وہ شوخ
شب کے پردے مین بیاضِ صبحِ محشر دیکھیے

بے سبب پھرتا نہین ہون خوبیِ قسمت ہی یہ
بن گئی ہی گردشِ تقدیر چکر دیکھیے

گوش تک پونہچا حسینون کے بڑھا یہ مرتبہ
گوشۂ تجرید مین رہکر کے گوہر دیکھیے

صاف دل ہر نیک و بد کو دل مین دیتے ہین جگہ
خانۂ آئینہ مین مہمان ہو کر دیکھیے

اسطرح چشمک ہی آنکھون مین طلائی رنگ سے
جسطرح لڑتے ہون دو مفلس پئے زر دیکھیے

جائیے گا نہ بیٹھیے یہ آخری دیدار ہی
ہون حباب بحر کی صورت مین دم بھر دیکھیے

تو وہ ہی صیاد تیرے صید اکثر دھوپ مین
سایہ کر دیتے ہین اپنے پر سے تجھ پر دیکھیے

قیدیِ زلفِ دوتا شاید چلے سوے عدم
خانۂ زنجیر مین ہی شور محشر دیکھیے

میرے مرنے سے رقیبونکو ہوئی ہی یہ خوشی
عید کا سامان نظر آتا ہی گھر گھر دیکھیے

نکہتِ زلفِ دوتا کب تک اوڑا لاتی ہی تو
ای صبا اسکا ہی سہرہ تیرے ہی سر دیکھیے

جنکو پاسِ آبرو ہی وہ اوبھرتے ہین کہان
موج کب دیتا ہی آخر آب گوہر دیکھیے

ای احد جاتا نہین اکدم بھی اوس بت کا خیال

ہماری آرزو ہے دل نہ نکلی وصل کی شب بھی
خدا شاہد ہے شک ہو پوچھ لو اوس شوخ پرفن سے

خرابی کی مری ہر دم یہ دل باتیں بکھاتا ہے
خدا محفوظ رکھے مجکو اس پہلو کے دشمن سے

چھپے یہ خونِ ناحق حشر مین ممکن نہین اپنا
نکل آویگا خون نکرکے مین قاتل کے دامن سے

نہین ہٹکر کے رخ سے پشت پہ آ گئے گیسو
تماشا ہے کہ جاگی ظلمتِ شب روز روشن سے

مجھے تر دامنی پر بھی اے ناصح یہ رتبہ ہے
فرشتے آنکھ ملجاتے ہین آکر میرے دامن سے

جو ہم زندانیون کا امتحان اوسنے لیا آکر
کڑے نکلے کڑی سہہ کے ہم زنجیر آہن سے

جو ہین طامع اونھین جز سوز و غم دولت سے کیا حاصل
فتیلے مین جلین ہوتی ہے زیادہ حرص روغن سے

تھی حسرت کچھ اوسے کچھ قتل ناحق کا تصور تھا
عجب حالت تھی جب قاتل چلا تھا میرے مدفن سے

گل و بلبل نہین اشعار مین اپنے فقط مضمون
وہی سمجھے گا جو واقف احد ہو خوب اس فن سے

نہ کیونکر شاعری کو ناز ہو دم سے احد میرے
فصاحت اور بلاغت مجکو حاصل ہوئی لڑکپن سے

خط کو پھر پڑھے گا پہلے حال مضطر دیکھیے
طائرِ سیماب ہے اپنا کبوتر دیکھیے

کسکے آغوشِ تمنا مین رہے ہو رات بھر
منہ تو اپنا آئینے مین بندہ پرور دیکھیے

وہ ہو نہین نرم دل احباب کا یان تذکرہ کیا ہی / احد تکلیف ہوتی ہی مجھے تکلیف دشمن سے

غزل گوئی نہین اپنی احد جادو بیانی ہی / تعشق دلکو میرے ہی جو چشم شوخ پرفن سے

کہین جھانکے جو تو آکر پر پروا اپنی چلمن سے / نکل آئے ابھی خورشید محشر تیرے روزن سے

نہ جائے رہائی کی تمنا تا اسیر و نہین / بنایا ہی قفس صیاد نے شاخ نشیمن سے

بکھیڑے تھے دیوانکے لیے یان زندگی مین / وہان اک نام کے نکلے گئے ستر ایک مدفن سے

نکلکر میرے پہلو سے ہوا ہی ہمنشین اوسکا / کبھی غفلت نہ اے دل چاہیے پہلوے دشمن سے

سو صحرا الٰہی کونسا خوش چشم آیا تھا / ہرن آنکھین نکوتے ہین نشانِ نعل توسن سے

جو آنا ہی اوٹھا کر آنکھ کے پردے مین آجاؤ / سبھی آؤ نہ چھپتے کیا ہو تم فرنگا کی چلمن سے

کیا ممنون منت اسقدر شمشیر قاتل نے / صدائے مرحبا آتی ہی ابتک اپنے مدفن سے

صدا پا زیب کی ہمکو جو یاد آتی ہی زندان مین / تو بہلاتے ہین دل کو نالۂ زنجیر آہن سے

نہین پھولے سماتے ہین خوشی سے اپنے جامے مین / بہت تنگ آگئے ہین اندنون وہ اپنے جوبن سے

چھپاؤ لاکھ منھ دامن سے لیکن چھپ نہین سکتا / عیان ہی طور کا شعلہ چراغ زیر دامن سے

بوقتِ شانہ یہ رخ سے نہین ہٹتی ہی زلف اوسکی
کنارہ کر رہی ہی ظلمتِ شب روزِ روشن سے

سمجھ کر دامنِ نظارہ جنبش چاہیے ورنہ
چراغ زندگی ہو جائیگا گل بادِ دامن سے

وہ ناکامِ تمنا باغِ عالم سے گیا ہون مین
مری افسردگی ظاہر ہی میری شمعِ مدفن سے

جو ایذا غیر کی چاہے وہ خود گردش مین پڑتا ہی
یقین جسکو نہو وہ پوچھلے سنگِ فلاخن سے

تواضع لاکھ دشمن سے ہو پر غافل نہو ای دل
خمِ شمشیر کا مطلب سمجھ تسلیم دشمن سے

ہمارے پاس آنے مین یہ ڈر فرطِ حیا سے ہی
نہ جھانکے مردمِ دیدہ کہین مژگان کی چلمن سے

ضرور اوس شہسوارِ حسن کا ہوگا یہ دیوانہ
مہِ نو کا بنے گا طوق اکدن نعلِ توسن سے

کہانتک آخرش عصیان نمازِ آخری پڑھ لے
وضو کر کے دلِ نادان تو آبِ تیغِ آہن سے

غضب کی تیرہ بختی ہی جو کھینچون اُف دم بھر کر
نکل آئے دھوان ایجان چراغِ روزِ روشن سے

سلامت کوچۂ کاکل سے پھر کر آگیا ای دل
خدا کا شکر کر اچھا بچا قابوے دشمن سے

برنگِ آسیا گھر بیٹھے روزی مجکو ملتی ہی
خدا بھر دیتا ہی منہ دانۂ رزقِ معین سے

خیال خانہ بربادی اسے تھا جو نکلتے دم
لپٹکر روح کیا کیا روئی ہی اس خانۂ تن سے

پس مردن بھی باقی ہی اثر یہ ناتوانی کا
کچھ اوٹھکر بیٹھ جاتا ہی بگولا اپنے مدفن سے

غضب کی سخت جانی ہی نہین ہوتی قتل ہو نا میز
لپٹ جاتا ہی جھلا کر کے قاتل میری گردن سے

بوقتِ قتل وحشت نے عجب وحشت دکھائی ہی
گریبانِ قضا کو پھاڑ کر نکلی ہی گردن سے

یہانتک روئے ہین اوس بحرِ خوبی کی محبت مین
ملا ہی حلقۂ گرداب دریا طوق گردن سے

جو کیفیت کبھی تھی ایکدن میخانے مین اپنی
صدا قلقل کی اب تک آتی ہی شیشے کی گردن سے

جھکے گرچہ ہو دشمن بھی تو جھک جاتے ہین ہم اوس سے
جو دیکھا تیغ مین خم تو لگایا اپنی گردن سے

[illegible] برسون ہاو ہبا اسیری کا
ہمین سمجھا کیے قیدی نشانِ طوق گردن سے

بوقتِ ذبح ہنستے ہین ہمارے زخم یہ ڈر ہی
نکل آئے نہ اُچھو بنکے آبِ تیغ گردن سے

نہین اونکو محبت تو احمد آخر یہ پھر کیا ہی
مین روتا ہون تو ہنسکر وہ لگا لیتے ہین گردن سے

نہ سمجھا دوست مجکو جا ملا اوس شوخ پرفن سے
خدا اس دل سے سمجھے ملگیا یہ کیسے دشمن سے

شبِ مہتاب مین ہنسکر کے یہ وہ شوخ کہتا ہی
تماشا دیکھیے کوندی ہی بجلی مہ کے خرمن سے

بسانِ آسیا دانہ ملا گردش ہوئی حاصل
مجھے آتا ہی چکر دانۂ رزقِ معین سے

نہین سنتے ہین خود یہ گالیان ہم چھیڑ کر انکو
مزاجِ ناز کو ہم پوچھتے ہین اونکے جوبن سے

اسیرانِ قفس کو پھر دوبارا زندگی بخشی
صبا بنکر کے آئی ہو مسیحا آج گلشن سے

جو گل کھائے ہین اوس گل کی محبت مین وہ کافی ہین
ہم اے سیرِ چمن باز آئے اس گلگشتِ گلشن سے

جدھر دیکھو ادھر اک قدرتِ صانع نمایان ہی
طلسمِ دیدہ حیرت بنے ہین سیرِ گلشن سے

خزان آئی نہین تا ہم یہ سب کھلائے جاتے ہین
خدا جانے صبا کیا کہگئی گلہاے گلشن سے

کہا صیاد سے بلبل نے رو رو کر یہ مرتے دم
رہے کو نا ملا مرقد کا کچھ دیوار گلشن سے

خزان آخر چلی آتی ہی لیکن کھولکر دل کو
بہارِ باغ مل لے اور بھی دو [illegible]

وہ بلبل تھا قفس مین میرے مرنیکی خبر سنکر
بہارِ باغ گھبرا کر نکل آئی ہی گلشن سے

نہو جب پاس وہ گل تو بتا کیا لطف ہو حاصل
بہلتا ہی کہین اپنا احد دل سیرِ گلشن سے

تمناے اسیری گر گے خواہش مرے تن سے
نکل آئے ابھی قمری کی صورت طوق گردن سے

جنون جسدم چھٹی ہی روح اپنی محبسِ تن سے
اسیری رو رہی ہی کیا گیا لپٹکر طوق گردن سے

نہ مجھا عاشقِ جانباز پیدا دوسرا ہوگا
لگا کر تیغ پچتائیگا قاتل میری گردن سے

لگا وٹ روح کی دیکھو لگا کر تیغ جب کھینچی
نکل آئی ہی آبِ تیغ قاتل بنکے گردن سے

کچھ غم نہین ہو جان کے جانیکا غم ہی
ان ظالمون کو یاد جفا بھی نہ آئیگی

قاتل نگاہ لطف اگر ہم پہ ہی یہی
سر تک ہمارے تیغ ادا بھی نہ آئیگی

پچتائینگے وہ ہاتھ کو مل ملکے میرے بعد
کیا اونکو یاد میری وفا بھی نہ آئیگی

اونکی طرح سے روٹھ گئے یہ بھی ای احمد
پیغام لیکے باد صبا بھی نہ آئیگی

ہوا نکلی ہی عنبر بیز یہ اوس گل کے دامن سے
نسیم نو بہاری پھر گئی آکر کے گلشن سے

گیا تھا مین پئے کسب مسرت پر یہ شومی ہی
غبار خاطر فرحت مین نکلا لیکے گلشن سے

تمنا نکہت زلف دوتا کی تھی جو پھولون مین
نکل آئی ہی موج بوئے گل بنکر کے گلشن سے

چھری صیاد نے پھیری مگر حلقوم بلبل پر
صبا کیون خاک اوڑاتی آخرش نکلی ہی گلشن سے

اسیران قفس راہی سوئے ملک عدم ہو گئے
سلام آخری کہنا صبا یاران گلشن سے

مزا کیا ہی اگر تنہا جلی ای بلبل نالان
جلا دے آشیان بھی آتش گلہائے گلشن سے

تری زلف دوتا کے پیچ نے یہ گل کھلائے ہین
چلی آتی ہی موج بوئے گل بھی آج گلشن سے

تمھارے گیسوئے مشکین کی نکہت جسگھڑی پہنچی
چرا کر دم کو اپنے بوئے گل بھاگی ہی گلشن سے

ناز بیجا بھی اوٹھائے تمھارا ای جان　　کیا کرین اگلی سی اپنی نہ طبیعت ہی رہی

لاکھ ہم انسے صفائی سے ملے بھی لیکن　　آئینہ رو ہے انکو جب دیکھو کدورت ہی رہی

بندہ ہو کر کے کسی بت کے خدا کو بھولے　　نہ دکھانے کی نہ اب حشر مین صورت ہی رہی

لاکھ چاہا کہ بچائینگے کسیکو ای جان　　اک نہ اک پر مری تا عمر طبیعت ہی رہی

عاشق گیسوی پیچان ہوئے جبسے ای جان　　سر پر اک روز مرے اک نہ اک آفت ہی رہی

آپنے گرچہ مجھے صدمہ بیجا بھی دیے　　اس جفا پر بھی مجھے آپسے الفت ہی رہی

آکے آغوش تمنا مین نہ بیٹھے وہ احمد
خوبی بخت سے تا عمر شکایت ہی رہی

کہتے ہین وہ کہ میری بلا بھی نہ آئیگی　　کیا وہ نہ آئینگے تو قضا بھی نہ آئیگی

سنتے ہین راہ کوچہ کاکل کی بند ہی　　اب لیکے بوے زلف صبا بھی نہ آئیگی

اک روز اپنا شیشہ دل سنگ جور سے　　ٹوٹے گا اسطرح کہ صدا بھی نہ آئیگی

نام خدا شباب ہی اترائے جاتے ہین　　چھیڑونگا مین تو شرم و حیا بھی نہ آئیگی

قدغن یہ ہی کہ باد صبا کا نہو گذر　　افسوس بوے زلف دوتا بھی نہ آئیگی

نہ پونہچین تو مر جائین رہِ طلب مین
بہت قرب او بعد منزل یہی ہی

دلِ غمزدہ کو نہ پٹی پڑہاؤ
سنا ہوگا اُستاد کامل یہی ہی

نہ دیکھو حقارت سے اسکی طرف تم
کرے جو جگہ دلمین وہ دل یہی ہی

ستانے کا شکوہ جو کرتا ہون اُنسے
تو کہتے ہین اب خواہشِ دل یہی ہی

رہِ عشق کی سختیان یہ سنی ہی
نہ چلنے سے طے ہو وہ منزل یہی ہی

ہوا نکلی ہی عنبر بیز پر [illegible] پوچھتے ہوے رنج کا تم
زبانسے نہ کچھ نکلے مشکل یہی ہی

گیا تھا مین [illegible] کسبِ [illegible]ت پر یہ شو[illegible] چھوڑین
ارادہ مرا حضرتِ دل یہی ہی

[illegible] تاکا تھی جو پھولونمین
مرا اندنون مشفقِ دل یہی ہی

غزل گوئی آسان ہی لیکن بیان
طبیعت نہین لگتی مشکل یہی ہی

مجھے دیکھکر اہلِ مرقد یہ بولے
ٹھہریے احمد پہلی منزل یہی ہی

عمر بھر مجھسے پھری میری جو قسمت ہی رہی
مجکو ملنے کی فقط یار سے حسرت ہی رہی

لاکھ کین ہمنے محبت کی بھی باتین لیکن
تمکو ایجان جہان ہمسے عداوت ہی رہی

دیکھکر بیخود ہوا مین یا کہ ہی اوسکا قصور
اُسکی آخرابی ہجوم بیخودی تقصیر ہی

جب کبھی گھر کی طرف آتے ہین وہ میرے احد
نالہ کرکے نالہ کہتا ہی مری تاثیر ہی

کون بدبختی مین مجسا ہوگا دنیا مین احد
جسکی قسمت لکھکے نادم خامۂ تقدیر ہی

صداے لبِ زخم بسمل یہی ہی
جگہ لوٹ جانے کی قاتل یہی ہی

نگہ کا ترے یار بسمل یہی ہی
ازل سے تڑپتا ہو لامت ہم یہی

جو نکلا وہ لیکر کے تیغِ ادا کو
مری ... وہ احد

کشش سے کہو اب تعلق سے کہدے
...ایت ہی رہی

ادا نے کجی یہ سکھائی ہی تمکو
بہت بل کی لیتے ہو مشکل یہی ہی

لبِ زخم سے مرحبا کی صدا ہو
اشارا ترا تیغِ قاتل یہی ہی

ہمین سے اب اولی چُراتے ہو آنکھیں
ان آنکھوں سے لڑنے کا حاصل یہی ہی

سنبھلکر قدم اپنا اوناز رکھنا
نہ لغزش نظر پر ہو مشکل یہی ہی

روان بحرِ خون آبِ شمشیر سے ہو
مرے غسل کا گھاٹ قاتل یہی ہی

آج مقتل مین اشارا تیغ قاتل کا یہ ہی — ای پیاسو اسطرف آب دم شمشیر ہی

اسقدر نادم مری قسمت کو لکھکر کے ہوا — خود کف افسوس ملتا کاتب تقدیر ہی

کیون نہ تڑپے رات دن پہلو مین ابرو کمان — تیر مژگان کا ترے دل اندنون نخچیر ہی

اکطرف مشغول ہون تم بہر وصل یار مین — اکطرف تکتی مرا منہ خود مری تقدیر ہی

کیون رگ گردن کو ہو الفت نہ قاتل تیغ سے — خود رگ جان تشنۂ آب دم شمشیر ہی

ضبط نالہ جسقدر ممکن ہو ای دل چاہیے — فائدہ نالے سے کیا جب نالہ بے تاثیر ہی

لاکے کہتا ہی یہ مجھسے نامہ بر خط یار کا — دیکھلو نامہ نہین یہ نامۂ تقدیر ہی

کاٹ ڈالین لیکے قاتل خود گلے کو ہاتھ سے — تیغ سے تیرے گلے ملنے کی یہ تدبیر ہی

کیون نہو طبع رسا کو شوق مضمون بلند — اندنون ملک معانی مین مری جاگیر ہی

زخمی تیر نگہ ہو کر کے اوس ابرو کمان — دل مرا پہلو مین مضطر صورت نخچیر ہی

وصل کی شب اسقدر قاتل مؤذن ہی اذان — نعرۂ اللہ اکبر ذبح کی تکبیر ہی

گرد عارض سبزۂ خط دیکھکر کہتے ہین لوگ — مصحف رخ کی خط ریحان مین کیا تفسیر ہی

سنو خلیل اللہ سے مت ڈھاؤ یہ اوٹھنے کا نہین — کعبۂ دل ای بتو اللہ کی تعمیر ہی

تو وہ گل ہی دیکھکر سکتے مین تجکو ہو گئی
آج بلبل بھی چمن مین بلبلِ تصویر ہی

گو جدا مجکو کیا جل جلکے تو نے ای فلک
شکر ہی دل مین ہمارے یار کی تصویر ہی

جب نکیرین آکے پوچھینگے تو کہدونگا یہ نیز
ہون اوسیکا بندہ جسکی دلمین یہ تصویر ہی

گر مرقع مین جہانکے غور سے دیکھو اسے
سر سے پاتک صورتِ مجنون مری تصویر ہی

دیکھتا ہی جو تری تصویر کو کہتا ہی یہ
کس بلاکی کس غضب کی شوخ تصویر ہی

کہتے ہین ذی فہم دیوان کو مرے یہ دیکھکر
سر سے پاتک اسمین معنی کی کھنچی تصویر ہی

گاہ آنکھون سے لگاتے ہو گہے سینے سے تم
ہاتھ مین کسکی تمہارے ای احمد تصویر ہی

ہم تمہین سے پوچھتے ہین [illegible]
یہ غزل ہی یا کہ حسن و عشق کی تصویر ہی

تشنہ لب ہون عشق ابرو اپنا دامنگیر ہی
باعثِ تسکین فقط آبِ دمِ شمشیر ہی

رو کے جب مینے کہا اب موت دامنگیر ہی
ہنس کے فرمایا کہ یہ بھی خوبیِ تقدیر ہی

صید آہو کا ہوا ہی شوق پیدا یار کو
آنکھ اوس خوش چشم کی اندوز آہو گیر ہی

ڈھونڈتا پھرتا ہون خود مین خانۂ صیاد کو
اسقدر شوقِ اسیری مجکو دامنگیر ہی

یاد آجاتی ہی زلفِ یار اسکو دیکھکر
باعث وحشت ہمارے پانونکی زنجیر ہی

واہ ری تاثیرِ خاموشی دلِ بے ضبطِ عشق
جو صدا دیتی نہین وہ پانو مین زنجیر ہی

عشق مین گیسو کے ہم زنجیر پر رکھتے ہین سر
اندنون وحشی کو تیرے بیعتِ زنجیر ہی

تیری فرقت مین مجھے زندانین اور دریاے حسن
حلقۂ گرداب غم ہر حلقۂ زنجیر ہی

سلسلہ ہی زلف جانانسے مرے دلکو احمد
ہاتھ مین آرزوون اپنے عرش کی زنجیر ہی

مین وہ وحشی ہون مری وحشت مین یہ تاثیر ہی
جلوہ گاہِ صورتِ مجنون مری تصویر ہی

شکوہ کیا غیرونکے کھنچنے کا یہان مجھے کیجیے
خود کھنچی مجھسے ازل ہی سے مری تصویر ہی

اشکو تم نے بچکے نکلو مٹ نجائے یہ کہین
آنکھ کی پتلی کے اندر یار کی تصویر ہی

بیخودی مین اسقدر محوِ جمالِ یار ہون
جسطرف مین دیکھتا ہون یار کی تصویر ہی

جبسے کی ہی جلوہ فرمائی تری صورت نے یار
شیشۂ دل اپنا اک آئینۂ تصویر ہی

جب لگاتا ہون تری تصویر کو آنکھون سے مین
کہتے ہین دیکھو کسی بسمل کی تصویر ہی

خاک کے پتلے کو دنیا مین نہین ہی باغ رو
صورتِ انسان جہان مین آب و گل کی تصویر ہی

جو قطرہ اپنے اشک کا ہی زنگدار ہی

چشم مستِ یار کی زندان مین تاثیر ہی
قلقلِ مینا سے می ہر نالۂ زنجیر ہی

بعد مردن بھی یہ عشقِ زلف کی تاثیر ہو
موج دودِ دل سے اپنے پانون مین زنجیر ہو

ضعف سے یہ حال زندان مین ہے میرا ہی
جسم پر اپنے گمانِ نالۂ زنجیر ہی

موت کس دیوانے کی زندان مین دامنگیر ہی
آج ماتم خانہ ہر اک حلقۂ زنجیر ہی

سرمے کا دنبالہ ہی چشمِ سیاہِ یار مین
یا کوئی خوش چشم آہو بستۂ زنجیر ہی

جاتی ہی دم سے مرے رونقِ زندان ضرور
پانون پڑتی اسلیے وحشت مین زنجیر ہی

ابتدا سے سلسلہ ہی زلفِ جانان سے مجھے
پانون مین روزِ ازل ہی سے پڑی زنجیر ہو

او نسیمِ صبح تو پھولونکو یون جھونکے نہ دے
موجِ بوے گل کسی کی پانون مین زنجیر ہو

جانیے کس شعرو سے لو لگی ہی دل کو پھر
موجِ دودِ دل کی صورت پانون مین زنجیر ہی

پوچھنا لوگون سے یون قاصد نشان قصرِ یار
جسکے دروازے مین زلفِ حور کی زنجیر ہی

باندھ لاتے کیون نہین مضمون زلفِ یار کو
پانون او فکرِ رسا کیا بستۂ زنجیر ہی

ہوگئے پر کے مین انکے دل تپتا ہی مرا
اب گئے مرغ بسمل حلقۂ زنجیر ہی

صرصر کے جھونکے نسیمِ سحر کے ہین | وہ گل نہین تو گل بھی گلستان مین خار ہی
اللہ رے شوق یہ شبِ وصلِ یار کا | آنکھو مین انتظار کے بھی انتظار ہی
نادان نہین جو کوچۂ کاکل مین جا رہین | اندھیر ہے اور وہان مارا مار ہی
بہر خدا جو آنا ہو دم بھر کو آئیے | مدت سے اپنے پہلو مین دل بیقرار ہی
بعدِ فنا بھی درپئے تخریب قبر ہو | اے گردشِ فلک نہین اب بھی قرار ہی
وہ ناتوان مرا ہون نکیرین کو کیا | ملتا نہین کفن مین کہان جسم زار ہی
دامن سے آنسو پونچھ کے پہلو کیے ہاتھ | اشکون کے ساتھ دل بھی یہان بیقرار ہی
سینے پہ رکھا ہاتھ تو کچھ ہنسکے بولے وہ | دیکھا یہ تم نے حسن کبھی پایہ و دور ہی
وہ ناتوان ہون ڈھونڈھتی ہے جو مجھے قضا | مجھسے چھپا ہوا ہے مرا جسم زار ہی
دشتِ جنون مین آبلے یہ گل چشم ہین | مژگان کی جا ہر ایک سیلانکا خار ہی
عاشق ہون اوسکی مژگان کا صحرا مین دیکھیے | دلمین ہر ایک خار کے بھی مجھسے خار ہی
فرمایا دیکھ آہ احد کو کہ سنتے ہین | جاری ہین اشک چشم سے دل بیقرار ہی

شاید دل اپنا عشق مین خون ہو گیا احد

اگر شوقِ شہادت مین تمھین تلوار کھانی ہو

جبسے کہ پیشِ چشم رخِ گلعذار ہی
نظارہ جلوہ گاہ شبیہ بہار ہی

بعدِ فنا بہ فیضِ رخِ گلعذار ہی
اپنا غبار سرمۂ چشمِ بہار ہی

جبسے تصورِ رخ و گیسوے یار ہی
مسکن کبھی حلب تو کبھی پھر تتار ہی

ابرو کمان ہی اور ہی صیاد ترکِ چشم
مرغِ چرخ تیرِ نگہ کا شکار ہی

صحرا مین گردباد کو چکر ہی بیطرح
شاید شریک اسمین ہمارا غبار ہی

آنکھین پسِ فنا بھی نہین ہوتین اپنی بند
ای شوق دید کسکا تجھے انتظار ہی

خالی خلش سے پایا نہ دنیا مین کوئی شی
دیکھا تو گل کے ساتھ چمن مین بھی خار ہی

مانگا جو اونسے بوسۂ لب مینے پھر کبھی
بولے وہ ہنسکے آپ پہ شامت سوار ہی

شاید پسِ فنا بھی کدورت ہی کچھ اونھین
ہو جو یون نہ اپنا مکدر غبار ہی

دم بھر کو ٹلجاتو ہی جو آتے نہین ہین وہ
ای انتظار کسکا تجھے انتظار ہی

ای بحر حسن اپنی یہ حالت ہی بعد مرگ
اک گوشۂ حباب ہمارا مزار ہی

نزدیک چشم سبزۂ خط کا نہو نہین
ان آہوؤنکے چرنے کو اک مرغزار ہی

اشارے کر رہی ہی یہ درازی دست وحشت کی
مجھے پھر دامنِ صحرا کی اب دھجی اڑانی ہی

مقدر کھینچ لایا ہی عدم سے ملک ہستی میں
سوارِ توسنِ عمرِ روان نے خاک چھانی ہی

اِدھر تو شوقِ نظارہ سے دم آنکھوں مین آیا ہی
اُدھر ہر دم وہ پابندِ صدائے لن ترانی ہی

رولا کر عاشقِ شیدا کو وہ بت ہنسکے کہتا ہی
ہمین پھر خرمنِ ہستی پر اب بجلی گرانی ہی

دوپٹا سرخ دکھلا کر وہ قاتل روز کہتا ہی
شہیدِ ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہی

کبھی میرا بھی ذکر آتا ہی جو افسانہ گو یون
تو وہ غصے سے کہتے ہین یہ سب جھوٹی کہانی ہی

خزان آکر چمن مین اسطرحسے روز کہتی ہی
مجھے اکدن گلون پر بلبلونکے خاک اڑانی ہی

کھڑا ہی تیغ کو کھینچے ہوے جو میرے لاشے پر
ابھی قاتل کو شاید طاقتِ بازو دکھانی ہی

اوسیکی جستجو مین مہر کی صورت ہین سرگردان
کھنچی جسکے لیے ہر جا ردائے آسمانی ہی

غضب کیا ہو گیا ہی دیر کا جانا بھی اب ہمکو
بتونکے عشق مین یہ جان آفت سے بچانی ہی

پھرا ہمکو نہ اے ناصح سیہ کارونکے کوچے سے
ابھی سودائے گیسو سے بلا سر پر چڑھانی ہی

کسیکے شعلۂ رخسار کی الفت مین بس اکدن
مثالِ طور آتش خانۂ تن مین لگانی ہی

جھکا دیجے احد گردن کو پیشِ ابروِ جانان

سے

فرماتے ہین نہ آئے جو شب کو ہمارے پاس
دلکو قرار کیسے رہا منہ سے بولیے

خنجر لگاکے سینے پہ بولے وہ ناز سے
جھگڑا ہی روز کا یہ مٹا منہ سے بولیے

حالت کو غیر دیکھکے کہنے لگا یہ شوخ
آئی جو ہو قضا تو ذرا منہ سے بولیے

کہتے ہین وہ نہ کہتے تھے آغاز عشق مین
لائیگی پیچ زلف دوتا منہ سے بولیے

کیسے ہوے ہو عاشقِ رخسار یار کے
سودا یہ کیسے سر مین ہوا منہ سے بولیے

ہمسے شبِ وصال گلے ملکے کہتے ہین
بگڑا مزاج کیسے بنا منہ سے بولیے

بجلی گرائیے گا جو ہی زلف چہرے پر
چھائی ہی کسلیے یہ گھٹا منہ سے بولیے

ملتے ہین لطف ملنے کا ملتا نہین ہمین
کیون اب ہمین ہا وہ مزا منہ سے بولیے

کہتے ہین کیون یہ عاشقِ زلفِ دوتا ہوے
بیٹھے بٹھائے کیا یہ کیا منہ سے بولیے

گل کان کھولے شائقِ سمعِ کلام ہین
چلیے جو باغ مین تو ذرا منہ سے بولیے

بعد صدمۂ شب ہجران کو جانے دو
جو کچھ ہوا احد وہ ہوا منہ سے بولیے

نہ سمجھو روے انور اسکو مہر آسمانی ہی
نہین ہی فرق پر یہ مانگ خطِ کہکشانی ہی

وہی فضلِ خدا سے ہی شبابِ یار کا عالم
وہی شکل اور وہی صورت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

نہین لگتی ہی دم بھر آنکھ اوس گیسو کے سودے مین
بلا ہے جان شبِ فرقت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی اب تک تمھارے حسن کا چرچا ہی عالم مین
حسینو نمین وہی شہرت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

تجھے ملنے سے میرے ہی اگر انکار ای ظالم
مجھے تو خواہشِ وصلت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

مزاجِ یار مین اب تک وہی دشمن نوازی ہی
رقیبونسے وہی صحبت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

شبِ وصلت گلے سے لگ کے میرے وہ یہ کہتے ہین
ذرا تبلاؤ سچ الفت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

کرو توبہ ڈرو کہتے ہین تم اتنا ستانیسے
تو احمد مین قدرت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

بہت بہلاتے ہو گھر اونکے ذرا تبلاؤ تو ہمسے
تمھاری ای احمد عزت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

مجھسے ہوئی ہی کون خطا منہ سے بولیے
بیوجہ کیون خفا ہو ذرا منہ سے بولیے

ہمسے شبِ وصال ذرا منہ سے بولیے
کیجے نہ غمزہ بہر خدا منہ سے بولیے

تمکو اگر خیال مرا کچھ نہین رہا
دل کھو دیا کہان ذرا منہ سے بولیے

بل بے غرور آنکھین بھی ملتین نہین کبھی
جن ایک اور سر پہ چڑھا منہ سے بولیے

ہی یہی باعث نہین آتا ہی جو تو گھر مے
تجکو الفت ای بتِ بے پیر آدھی رہگئی

کھنچ سکی تیری کمر کی جب مانی سے شبیہ
ہوکے حیران بول اوٹھا تصویر آدھی رہگئی

دلمین تھا یہ بارِ دوش اپنا اوتارینگے احد
کیا کہین پر تیزیِ شمشیر آدھی رہگئی

مجھے او شمع رو الفت جو آگے تھی سو اب بھی ہی
تجھے او تند خو نفرت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

سسکنا ہی وہی ہر دم وہی رونا بلکنا ہی
دلِ بیتاب کی حالت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی ہی ساقِ سیمین اور تنِ سیمین وہی اونکا
اونھین حاصل وہی دولت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی سر مین سمایا ہی خیالِ کجکلاہی بھی
تو [illegible] و عادتِ نخوت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی فضلِ الٰہی ہی شریکِ مجرمان ہر دم
وہی بخشش وہی رحمت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

وہی ہی کوچہ گردی اور وہی صحرا نوردی ہی
دلِ وحشی تجھے وحشت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

دکھاتی ہین جو اک گردش مین آنکھین گردشِ ساغر
وہی مستی کی کیفیت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

چمکتا ہی بدن جامے کے باہر صاف اوس بت کا
وہی کندن کی سی رنگت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

ہنسانا جز رولانیکے اونھین آتا نہین ابتک
دلِ آزاری کی بس عادت جو آگے تھی سو اب بھی ہی

دیکھتے جلوۂ خلاق دو عالم کو احد
ڈیر سے کعبے مین تقدیر جو لائی ہوتی

حسرت اپنے دلمین ای تقدیر آدھی رہگئی
وصل کی پوری جو تھی تدبیر آدھی رہگئی

نیم راضی ہوگیا منت سے میرے وہ صنم
ہاتھ جب جوڑے تو پھر تقصیر آدھی رہگئی

نیم جان تب سے تڑپتے ہین گلی مین ہم تری
جبسے تجکو خواہشِ نخچیر آدھی رہگئی

دل ادبھکر زلف پرخم سے نکل آیا مرا
پانو مین پڑکر مرے زنجیر آدھی رہگئی

ساتھ غیروں کے جو دیکھا اوس مین کل یار کو
خواہش دل ہوکے دامن گیر آدھی رہگئی

خانۂ دل کو بسا کرکے مرے ویران کیا
اس مکان کی ای بتو تعمیر آدھی رہگئی

کیا کہین ہم کم نصیبی بخت کی اپنے دلا
وادی وحشت مین بھی جاگیر آدھی رہگئی

خطِ شوقِ یار مین یہ ہاتھ اپنا تھکگیا
لکھتے لکھتے اک قلم تحریر آدھی رہگئی

کیا غضب ہی جسکو دعوی اپنے تھا گفتار کا
سامنے اوس شوخ کے تقریر آدھی رہگئی

آئے وہ میرے جنازے پر جو پھر بعد الصلوۃ
تب لگے فرمانے کیا تکبیر آدھی رہگئی

سنکے حالِ مرگ بھکایا رقیبون نے انھین
میرے مرنے کی ولے تشہیر آدھی رہگئی

بچین گرداب عصیان سے الٰہی تا دمِ آخر ۔ سلامت کشتیِ عمرِ روان ساحل تلک آئے

اگر مجنون سُنے حال ورودِ ناقۂ لیلی ۔ تو دل ہاتھون سے بگڑے پردۂ محمل تلک آئے

ہزارون آفتین ہمنے اوٹھائین راہ الفت مین ۔ گھٹے جب غم سے تب اوس ماہ کی منزل تلک آئے

تصور چھوڑ دو کہتے تھے تمسے اونکی مژگان کا ۔ احد آخر یہ خارِ غم تمھارے دل تلک آئے

اوس مسیحا نے اگر شکل دکھائی ہوتی ۔ موت بھولے سے مرے پاس نہ آئی ہوتی

نقش پا پر ترے ہم سر کو رگڑتے ای بت ۔ تیرے در تک جو کسیطرح رسائی ہوتی

پانونکو معرکۂ عشق مین رکھتے نہ اگر ۔ فوجِ غم کی مرے دل پر نہ چڑھائی ہوتی

آپکا عشق نہوتا جو یہ عالم کے لیے ۔ روح کی خانۂ تن مین نہ سمائی ہوتی

دل کو بیتابی نہوتی نہ یہ رسوا ہوتا ۔ کاش ای جان تری صورت نظر آئی ہوتی

شام سے ہوتا اگر کوٹھے پہ تو جلوہ نما ۔ بام پر ماہ کی انگشت نمائی ہوتی

شاخ مرجان نظر آجاتی ابھی سنبل مین ۔ تیرے گیسو مین جو انگشت حنائی ہوتی

جلوہ فرما جو صنم خانو نمین ہوتا وہ بت ۔ دیر مین جمع ابھی ساری خدائی ہوتی

سودے مین اوسکی زلف کے جب سیر کیجیے تاتار کو کبھی کبھی تبت کو دیکھیے

ہمسے شب وصال وہ پوچھتے ہین کسطرح اب آج اونکے پردۂ عفت کو دیکھیے

جوڑا جو کھل پڑا تو کمر تک لچک گئی اوس ماہرو کے ناز و نزاکت کو دیکھیے

بیٹھے بٹھائے عاشق کاکل مین ہوگیا سودے کو دیکھیے مری وحشت کو دیکھیے

ارمان سبکے دلمین ہین دوزخمین جتنے ہین اکبار چلکے صورتِ جنت کو دیکھیے

پہونچا ہی گی صبا تو کہین سے شمیم زلف خاموش ہوکے رخنۂ تربت کو دیکھیے

دیکھا جسے شہید کیا تیغ ناز سے ان قاتلونکی چشم عنایت کو دیکھیے

غیرت دہ مسیح تو ہے نام آپکا چلکر مریض عشق کی حالت کو دیکھیے

مسکن جو ہو گو باغ ارم مین ملے احمد طوبا کے بدلے یار کی قامت کو دیکھیے

نہ کیونکر آب خنجر گردن بسمل تلک آئے تمنا لے شہادت مین در قاتل تلک آئے

صبا نے کر دیا دم مین پریشان وائے ناکامی جو بوئے گل بھی ہوکر ہم تری محفل تلک آئے

ہوئے بیتاب ویسے اسطرح شوق شہادت مین ہتیلی پر لیے سر کوچۂ قاتل تلک آئے

روح جسدم قالبِ خاکی مین آئی ای احمد
گلشنِ ایجاد مین مرغِ نوازن نگئی

آمد گلِ رعنا کی جو گلشن مین نہین ہی
سنتے ہین کہ بلبل بھی نشیمن مین نہین ہی

یوسف کو نہ دیکھا تو یہ کہتی تھی زلیخا
وہ نور مرے دیدۂ روشن مین نہین ہی

اس طرح سے وحشت نے ہی کی دست درازی
اک تار بھی باقی مرے دامن مین نہین ہی

دیوانہ ترا دونو طریقے سے ہی باہر
یہ سلسلۂ شیخ و برہمن [illegible]

دیوانے کا تربت مین جو کرتا ہون تجسس
آواز یہ آتی ہی کہ مدفن مین نہین ہی

جب دونو کی خلقت ہوئی اک کن کی صدا سے
[illegible] شیخ مین ہی کیا جو برہمن مین نہین ہی

ہر بار احمد دل کو پھنسا لیتے ہین گیسو
وہ کون ہی فن جو بت پرفن مین نہین ہی

آئینہ رکھکے سامنے صورت کو دیکھیے
ای شاہ حسن حور سی طلعت کو دیکھیے

برباد ہوگئے طمعِ مال و زر مین لوگ
قارون کے ساتھ کیا کیا دولت کو دیکھیے

بعدِ فنا ہی لاش مری دوشِ یار پر
بختِ ہماے اوج کی ہمت کو دیکھیے

کاکلِ مشکین جانان صید افگن بنگئی ‏ دیکھیے زنجیرِ وحشت طوقِ گردن بنگئی

شہسواری کا کیا ای ترک تونے جبسے شوق ‏ تب سے روحِ عاشقِ دلگیر توسن بنگئی

سینہ پر داغ پر جب ہاتھ رکھا یار نے ‏ شاخِ مرجان بلبلِ دل کی نشیمن بنگئی

کام آیا عشق تیرا قبر مین ای روے یار ‏ یاد تیری روشنیِ شمعِ مدفن بنگئی

صاف دیوارون پہ عکسِ نور آتا ہی نظر ‏ چادرِ مہتاب اوسکی آج چلمن بنگئی

نکہتِ گل بسگئی بوے قباے یار مین ‏ سینے گلرو کا بہارِ باغِ دامن بنگئی

ہوگیا دورِ فلک سے حالِ دنیا کا خراب ‏ جاے شادی جس جگہ تھی جاے شیون بنگئی

جان بچانے کے لیے تدبیر اب کیا کیجیے ‏ ہم غریبون کی نگاہِ یار دشمن بنگئی

زخمیِ تیغِ نگہ وہ ہوگیا دیکھا جسے ‏ قاتلِ عالم تری ای ترک چتون بنگئی

تیرے ہی چشمِ عنایت سے خلیلِ کعبہ پر ‏ دفعۃً سب آتشِ جوالہ گلشن بنگئی

حسن نے چمکائی ایسی آتشِ رخسارِ یار ‏ بزمِ عالم مین یکایک شمع روشن بنگئی

وصف قامت مین ترے سب بول اوٹھے سروِ سہی ‏ باغ مین گویا زبانِ برگِ سوسن بنگئی

آج کل ہی سنگدل کچھ اسطرح سے خوے یار ‏ شیشۂ دل توڑنے کو میرے آہن بنگئی

گل کی خواہش نہ دلِ بلبلِ نالان مین رہے
تو جو اوغیرتِ گل جا کے گلستان مین رہے

جب تلک رنگ حنائی کفِ خوبان مین رہے
پایمالی کی ہوس خونِ شہیدان مین رہے

وقت امداد ہی ای زلفِ درازِ جانان
کبتلک یوسفِ دل چاہِ زنخدان مین رہے

کیا درازی ہی تری ای کششِ دستِ جنون
تار باقی نکوئی اپنے گریبان مین رہے

یوسفِ مصر کو پونہچادے وطن مین یارب
فرش اب دیدۂ یعقوب کا کنعان مین رہے

عارض و خط کے تصور مین ہوئی عمر بسر
یاد کافر مین رہے یا کہ مسلمان مین رہے

ہی یہی اپنی خوشی اب کہ مثالِ شانہ
دل بھی اولجھا ہوا اوسکے گیسوے پیچان مین رہے

گوہرِ اشک کے دانونکی بنائی تسبیح
رات بھر ذکر خیالِ دُردندان مین رہے

چاہیے دل سے نہ نکلے کسی یوسف کی شبیہ
روح گو قالبِ خاکی کے نہ زندان مین رہے

مئے گلرنگ کا ساقی نہ کبھی دَور تھمے
جب تلک ساغر و مئے محفلِ رندان مین رہے

پاکدامن کے لیے بھی ہی مصیبت لازم
کچھ دنون یوسفِ صدیق بھی زندان مین رہے

شیفتہ ہو کے یہان اک بتِ کافر کے احد
عمر بھر حلقۂ زنار پرستان مین رہے

خیال زلف تھا اب عشق رخ ہی — چلے کعبے کو ہم بھی کربلا سے

مجھے وہ دیکھکر لوگونسے بولے — نظر آتے ہین یہ بھی مبتلا سے

تامل ہو بتانے مین اوسے بھی — پتا گر پوچھیے میرے اپنا سے

عبث یہ تیغِ ابرو سے کھینچتے ہو — ہمارے خون کے ناحق ہو پیاسے

بہت پوچھا نہ پایا ہمنے لیکن — پتا اونکی کمر کا بھی پتا سے

[illegible] فرقت مین ہین دیکھو — یہان بھی داغ دلمین ابتدا سے

ق شبِ فرقت مین ہاتھ اپنا اوٹھا کر — دعا یہ مانگتے ہین ہم خدا سے

وہ آمین یا کہ بس دم ہی [illegible] — کسی صورت تو چھوٹین اس بلا سے

ق احد احوال ازروزون عجب ہی — نظر آتے ہین جو یہ آشنا سے

یہی کمبخت ہین در پردہ دشمن — نہین ڈرتے ہین کچھ روز جزا سے

احد اپنا عقیدہ بس یہی ہی
محمد نور ہین نورِ خدا سے

دلِ پر داغ خیالِ رخِ تابان مین ہے — یا الٰہی پرِ طاؤس یہ قرآن مین ہے

مرے دیوانین گر دیکھو تو اکثر — بندھے مضمون ہَو فکرِ رسا سے

رہے تابان کسیکا اخترِ حسن — قیامت تک فقیرونکی دعا سے

مریضِ غم وہان ہوتے ہین اچھے — ترا گھر کم ہی کیا دار الشفا سے

سوالِ بوسہ پر جھنجلا کے بولے — بہت تنگ آئے ہین ہم اس گدا سے

نپڑتے عشق کے پھندے مین اے دل — جو کچھ آگاہ ہوتے انتہا سے

تمہارے حسن کے جلوے کا ایجان — اثر ہی دل پہ اپنے ابتدا سے

زبانی کہنا یون احوال قاصد — نہ واقف مدعی ہو مدعا سے

وہ شاہِ حسن ہین مین بینوا ہون — ملینگے کیون وہ مجھ ایسے گدا سے

زمانے مین وہ ہون برگشتہ طالع — نحوست آتی ہی ظلِّ ہما سے

تنفر اونکو مجھسے اس قدر ہی — کہ آئے خواب مین نا آشنا سے

پھنسا کر زلف کے پھندے مین دلکو — یہ کافر مارتے ہین بس دغا سے

نہ پوچھو میرے سوزِ دل کی حالت — بھڑکتے شعلے ہین یان ابتدا سے

مجھے ہر حال مین خوش پاکے بولے — جو بندے ہین وہ ملتے ہین رضا سے

ملے ملنے سے غیرونکے جو فرصت　　ادھر بھی دیکھلو صاحب ادا سے
پھڑکتا مرغ دل ہی سر قفس مین　　کہا اوس گل نے شاید کچھ صبا سے
مریض غم سے یہ بولے اطبا　　نہو گے اچھے تم ہرگز دوا سے
جو لیکر بوسہ مانگا اور بولے　　بشر خالی نہین حرص و ہوا سے
نہو عاشق کوئی زلف دوتا کا　　خدا سبکو بچائے اس بلا سے
دبا کر پاؤنسے دامن کو اپنے　ق　جھکا کر سر کو بھی شرم و حیا سے
لگے کہنے یہ ہنسکر ای احد تم　　بہت ہو شربت وصلت کے پیاسے

احد یہ اپنے جی مین ہی کرین گے
بتون کا شکوہ محشر مین خدا سے

دل اولجھا ہی تری زلف دوتا سے　　نہو کیون سامنا شب بھر بلا سے
دکھاؤ بانکپن بہر خدا وہ　　قضا کو موت آئی جس ادا سے
ارادہ قتل کا کس جرم پر ہی　　ہمارے خون کے تم کیون ہو پیاسے
نہ دیکھا جسنے اس ناز و ادا کو　　نہین واقف زمانے مین قضا سے

بچو ای حضرتِ دل کہنا مانو — نہ اولجھو اونکی تم زلفِ دوتا سے

ملو اب شوق سے تم دستِ پا مین — ہمارا خون مشابہ ہی حنا سے

کسی نے حال جاکر میرا اونسے — کہا مرتا ہی بولے پھر بلا سے

ستم ڈھاتے تھے پہلے ناز کے وان — گلے کٹتے ہین اب تیغِ ادا سے

خبر ملجائے اوس گل کی تو جانین — بہت پیغام بھیجا ہی صبا سے

دلا دیتے ہین روحِ کوہکن پر — منگا کر فاتحہ شیرین بتاسے

خدا کے واسطے ہی وصل کی شب — چھپاؤ منہ نہ اب شرم و حیا سے

نہ ڈھاؤ کعبۂ دل کو ہمارے — بتو کچھ تو ڈرو اپنے خدا سے

معطر ہو گئے سب گل چمن مین — ہوئی زلف اونکی جب بہم ہوا سے

اوسکی چال سے پامال ہی دل — عیان شوخی ہی جسکے نقشِ پا سے

ہزارون جی اوٹھے قبرونسے مردے — بپا محشر ہی گھنگرو کی صدا سے

خدا کے واسطے سچ سچ بتاؤ — رہا کرتے ہو کیون مجھسے خفا سے

اوڑا کر زلف کی بو لاتی ہی یہ — ہماری زیست ہی بادِ صبا سے

آئے مثلِ برق باغِ دہر مین
ابر کی صورت بچشمِ تر چلے

سیرِ گلشن ہو مبارک جائیے
بگڑے کیون ہمسے جو تم تنکر چلے

حق سے اب میرے گنہ بخشائیے
تیرے در پر شافعِ محشر چلے

مدعاے وصل جب مین نے کہا
پھیر کر وہ مجھسے منہ ہنسکر چلے

تیرے میخانے کے جانب ساقیا
دور سے ہم دیکھکر ساغر چلے

ہو خفا کچھ آپ شاید آجکل
بیٹھتے ہی آپ جو اوٹھکر چلے

چھوڑکر عشقِ بتان کو ای احد
کعبے کو بتخانے سے کیونکر چلے

کہونگا حشر کے دن یہ خدا سے
بتون نے پہلے ہی مارا قضا سے

ملو ہر چند تم جور و جفا سے
نہ باز آئینگے ہم مہر و وفا سے

جلاتے عیسے تھے حکمِ خدا سے
جلا دو تم لبِ معجز نما سے

بچوگے حضرتِ دل اس بلا سے
خطا کی اولجھے جو زلفِ دوتا سے

کیا بدنام مجکو مارا تو نے
قضا رو کر یہ کہتی ہے ادا سے

تیرِ مژگان کا تصور جو رہا — رات بھر سینے پہ یانِ خنجر چلے
چھوڑ کر دنیا کو عقبےٰ کی طرف — تیرے دم پر ساقیِ کوثر چلے
فصلِ گل آئی ہوا جوشِ جنون — پھر رگِ جان پر مرے نشتر چلے
آیئے تشریف رکھیے کوئی دم — بے سبب یہ کیون خفا ہو کر چلے
ابرِ باران دیکھکر نادم ہوا — اسقدر آنکھونسے اشکِ تر چلے
تیرے ہاتھونسے بتِ سفاک اب — ہم قضا سے پہلے ہی بس مر چلے
آئے تھے خالی مگر اب جاتے دم — لیکے اک اعمال کا دفتر چلے
تیرِ مژگان کا نشانہ کرکے وہ — تیغِ ابرو کھینچ کر ہم پر چلے
قتل کس مجرم کا ہے مدِ نظر — سچ کہو کس کر کمر کسپر چلے
طے نہ راہِ عشقِ زلف و رخ ہوئی — گرچہ شب بھر اور ہم دن بھر چلے
ہین وہ دیوانہ تھا میری خاک سے — جو بنا پتلا تو پھر پتھر چلے
رہ روانِ جانبِ ملکِ فنا — ٹھیر جاؤ ہم بھی تم دم بھر چلے
تین دن کی زندگی ہین ہمدمو — حسرت و رنج و الم لیکر چلے

اب مجھکو مٹایا بھی تو کیا خاک مٹایا
باقی کوئی خواہش فلک پر نہین ہی

کب کشتۂ نظارۂ سفاک نہین ہون
کب پار مرے سینے کے یہ تیر نہین ہی

عالم ہی جوانی کا لڑکپن کی ہین چالین
اللہ رے تلوّن ابھی تاخیر نہین ہی

ابرو کی ادا مجکو وہ دکھلاکے یہ بولے
اوصاف ہین سب نام کو شمشیر نہین ہی

ہی لاش کو کوچے مین پھرانے کا ارادہ
کیا قتل مرا یہ سببِ تعزیر نہین ہی

جو صید ہی ہی صید ترے دامِ بلا کا
باقی کوئی اب ڈھونڈھیے نخچیر نہین ہی

کیون وعدۂ وصلت پہ احد نازان ہو اس سے
یہ یار کا خط ہی خطِ تقدیر نہین ہی

بحرِ ہستی مین حباب آکر چلے
زندگی کا کہنے کو دم بھر چلے

وہ جو ہین پہلو سے دل لیکر چلے
کہدو اونسے کوئی یہ کیا کر چلے

جانبِ ہستی جو تم دلبر چلے
ساتھ لیکر فتنۂ محشر چلے

اب جیینگے کسطرح سے ہم بھلا
دل ہمارا لیکے تم تو گھر چلے

گم ہوئے وہ قافلے عشاق کے
کوچۂ کاکل مین جو شب بھر چلے

کچھ سوزِ جگر پیدا کر ای بلبلِ نالان
نالو نمین ابھی تک ترے تاثیر نہین ہی

عالم ہی ابھی زلف کا پھرے کیطرحسے
گردن ہی جوان رات بھی کچھ پیر نہین ہی

لوگونکو بنا دیتے ہین بت بات سنا کر
گویا ہی طلسمات یہ تقریر نہین ہی

کب خاک مین تونے نہ جوانونکو ملایا
کاوش تجھے کب ای فلکِ پیر نہین ہی

بل بے شبِ فرقت یہ تری جانگدازی
تا صبح کوئی بچنے کی تدبیر نہین ہی

کسدن مری آنکھونکو نہین شوقِ تماشا
کب پیشِ نظر یار کی تصویر نہین ہی

فرماتے ہین دکھلاکے یہی حلقۂ گیسو
کیون دامِ بلا حلقۂ تسخیر نہین ہی

کیا بزم مین آئین ترے ای شوخِ ستمگر
غیرونسے مقابل مری توقیر نہین ہی

پھانسی ملے الفت مین تری زلف کی مجکو
اب نعش کی کچھ حاجتِ تشہیر نہین ہی

کسدن مجھے ابرو کا تصور نہین رہتا
کب اپنا گلا بھی تہِ شمشیر نہین ہی

شکوہ نہین ای جان جہان عشق مین تمسے
اپنا ہی قصور آپکی تقصیر نہین ہی

ہم کہتے ابھی سے ہین نہو عاشق کاکل
پھر دیکھو نہ کہنا مری توقیر نہین ہی

جب قتل کیا تیغِ ادا سے تو یہ بولے
کچھ ہاتھ مین دیکھو مرے شمشیر نہین ہی

اوراق تھے دلیل جو فصلِ بہار کے
دو دن کے بعد دیکھا تو سب ہین جھڑے ہوے

صحرا مین وہ غزالون کو بولے یہ دیکھکر
آنکھونکے یہ شکار ہین اپنے ترڑے ہوے

بل بے غرورِ حسن کہ دیکھا نہ مڑکے پھر
مشتاق دید کتنے ہین پیچھے کھڑے ہوے

اغیار بزم یار مین بیٹھے مزا کیے
مانند شمع جلتے رہے ہم کھڑے ہوے

ہین قید وہ بھی میری طرح فرق پر یہ ہی
بیڑی کے بدلے پانو مین اونکے کڑے ہوے

بیمارِ عشق سنکے وہ لوگونسے بول اوٹھے
دیکھو میان احد کو کہ کیون ہین پڑے ہوے

کب پاے جنون بستۂ زنجیر نہین ہی
کب مجکو سرِ زلف گرہ گیر نہین ہی

کچھ کارگر ای دل تری تدبیر نہین ہی
سنتا ہون کہ مٹتا خط تقدیر نہین ہی

باتو نمین کیا کرتے ہین مُردونکو وہ زندہ
اعجاز مسیحا ہی یہ تقریر نہین ہی

سن سنکے مرے نالونکو فرماتے ہین اکثر
کیونکر کہون اب اسمین کہ تاثیر نہین ہی

ہون نقش کتابی کا تسے محو تماشا
عالم ہی طلسمات کا تحریر نہین ہی

لو مین بھی روانہ طرفِ ملکِ عدم ہون
گر آپکے اب جانے مین تاخیر نہین ہی

دنیا مین قاعدہ یہی سنگین دلون کا ہی / دیکھا جسے ہی نرم زیادہ کڑے ہوئے

دیکھا جو تیری قامت موزون کی چال کو / مارے ادب کے سرو گلستان کھڑے ہوئے

ہوگا خدا کے سامنے اوس بت سے سامنا / جسدن اوٹھینگے قبر سے مردے گڑے ہوئے

ہوئے شکستگی طبیعت کو دیکھکر / فوجِ الم سے خوب ہین یہ بھی لڑے ہوئے

اللہ رے رعبِ شوکتِ حسنِ جمالِ یار / دم بھر نہ پاس بیٹھ سکے اوٹھ کھڑے ہوئے

پوچھا کسی نے مجکو تو ہنسکر دیا جواب / مدت ہوئی اونھین تو گلے اور سڑے ہوئے

جسکو نصیب وصل صنم ہو نصیب ہو / ہمکو تو اپنی جان کے ہین لالے پڑے ہوئے

ہم بزم یار مین رہے در پئے نشست کے / [illegible] بھی لوگ بیٹھے بھی اوٹھ بھی کھڑے ہوئے

مین تو تڑپ تڑپ کے مرا شوقِ دید مین / بالین پہ وقتِ نزع نہ آ کر کھڑے ہوئے

دیکھو بچشمِ غور تو عبرت کی ہی یہ جا / کیا کیا حسین ہین خاک کے اندر گڑے ہوئے

ہمسے گریز کرکے تو جائیگا اب کہان / سایے کیطرح ساتھ ہین ہم بھی پڑے ہوئے

رنجِ فراق حسرتِ دنیا خیالِ حشر / کیا کیا نگین ہین خاتمِ دلبر جڑے ہوئے

موجود جسمین سازتھے عیش و نشاط کے / دیکھا تو وہ مکان ہین اوجڑے پڑے ہوئے

تالے بھی نکلتے نہیں دل سے مرے باہر
کہتے ہیں کہ ہوگی ہمیں تکلیف سفر کی

اب سوئے عدم روح مری ہوگی روانہ
دیتی ہے شب ہجر خبر آج سفر کی

ای روح روان اس تن خاکی کو نہ تو چھوڑ
مٹی ہوا یہ گھر جو کہیں تو نے سفر کی

ہستی سے سوئے ملک عدم جانا ہے اکدن
او دل تجھے کچھ فکر بھی ہے زاد سفر کی

برہم نہوں گیسو کی طرح خوف ہے مجکو
ایمان کیطرح دل میں جگہ رکھتے ہیں ڈر کی

اسطرح احمد راز دل اپنا ہوا مشہور
جسطرح کہ شہرت ہو زبانوں پہ خبر کی

طفلی میں گھٹنیوں چلے پھر اوٹھ کھڑے ہوے
ایام زیست کم ہوئے جیوں جیوں بڑے ہوے

وہ تیغ زن جہاں میں جو سب سے بڑے ہوے
شکر خدا کہ دکھے تو ہم بھی کڑے سہے ہوے

ہم خاک میں ملینگے اوٹھانے سے اور بھی
چھیڑو نہ نقش پا کیطرح ہیں پڑے ہوے

لب کو دبایا دانتوں سے اوسنے گمان ہوا
موتی ہیں گویا لعل میں یہ جڑے ہوے

دے ہمکو اپنا جلوۂ دیدار شاہ حسن
در پر ترے گدا کیطرح ہیں پڑے ہوے

دیکھا جو مجھ غریب کو پھر سائل وصال
بولے ہوا اسلیے مرے در پر اڑے ہوے

گردش مین ہی تقدیر کسی رشک قمر کی

جب سوے کمر زلف تری سر سے ہی سرکی
عالم مین ہوا شور کہ ہو خیر کمر کی

کھنچ جائے مصور تو اسی سے کہین کھنچ جائے
پیے کھنچے عنقا کے جو تصویر کمر کی

ہون بعد فنا بوسۂ لب کا ترے خواہان
حسرت ہی جو مرنیکے لیے عمر دگر کی

ڈرتا ہون کہ بو خون تمنا کی نہ پھوٹے
ای دل بری حالت ہی جدائی مین جگر کی

چھوڑیگی نہ بے خانۂ تن کے یہ جلائے
بیطرح یہ بھڑکی ہوئی آتش ہی جگر کی

بیتاب ہین دونو نہین اک حال پہ دونو
ہی برق کی حالت مرے دل اور جگر کی

توقیر ہو درگاہ شہ ملک عدم مین
ہو بال ہی بھرا اور رسائی جو کمر کی

غنچے نے تو بلبل سے بہت راز چھپایا
در پردہ مگر باد صبا نے یہ خبر کی

یہ ضعف سے حالت مری ای جان جہان ہی
لیکر کے چلی مجکو ہوا آئی جدھر کی

کوچے سے نکلوائے گئے طرہ ہی اوسپر
شہرت ہی رقیبون کے لیے شہر بدر کی

بولے کہ نہ سویا نہ تو سونے دیا مجکو
نالے مین ہی کمبخت کے کیا چیز اثر کی

کعبے نہ گیا چھوڑ کے مین کوچۂ جانان
قسمت مین نہ لکھی تھی جو تکلیف سفر کی

دیکھا ہی ترے جلوۂ رخسار کو جب سے — غم سے گھٹا جاتا ہی یہ حالت ہی قمر کی
جلکر کے سیہ داغ ہو خورشید فلک پر — صورت کبھی دیکھے جو مرے رشک قمر کی
راتون کو سوا بام پہ پھر نکلے نہین شوق — عادت جو مرے ماہ نے پائی ہی قمر کی
اب وصل کے پیچھے جو فلک تونے کیا دور — حسرت نہین کچھ دلمین اب اوس رشک قمر کی
دیکھا ہی تجھے بام پہ چڑھتے ہوے جبسے — او تری ہوئی صورت نظر آتی ہی قمر کی
ای چارہ گرو ملے مین اس چارہ گری کے — تصویر دکھادو مجھے اوس رشک قمر کی
کھاتا ہی یہ کیون منہ کی اوسے دیکھکے اکثر — اعلی تو بہت شان تھی ای چرخ قمر کی
تیرے رخ روشن کے مقابل مین پہ پڑ — توقیر نگاہون مین نہین اب ہی قمر کی
فرماتے ہین آئینے مین منہ دیکھکے اپنا — ہو میرے مقابل کہین طاقت ہی قمر کی
دنیا کے مرقع مین جواب اسکا نہین ہی — تصویر ہی بے شل مرے رشک قمر کی
ای اشکو مٹاتے ہو بھلا دیکھو تو کس کو — تصویر ہی آنکھو نمین کسی رشک قمر کی
او غیرت خورشید تجھے دیکھکے اکثر — شب بھر رہا کرتی ہی نگہ نیچی قمر کی

پھرتے ہین احمد رات کو ہمراہ کسیکے

ناصح کی نصیحت سے بھلا ہوتا ہی اب کیا
آئی جدھر آئی یہ طبیعت ہی بشر کی

ہی مصلحت وقت ہر اک کام مین تیرے
منہ کھولے کسی بات مین طاقت ہی بشر کی

گھبرانے سے ہوتا ہی بھلا کیا دل مضطر
ہوتا ہی وہی جو کہ ہی قسمت مین بشر کی

لازم ہی حسینون کو ستمگار بھی ہونا
الفت جو کرے انسے حماقت ہی بشر کی

ہم تڑپے یہان اور نہ لٹے کوئی وان
قسمت بھی جداگانہ ہی ہر ایک بشر کی

ملکے گلے وصل مین فرمانے لگے وہ
بڑھجاتی ہی آخر کو محبت بھی بشر کی

انسان کو لازم ہی نہو عاشق انسان
الفت مین [illegible] ہی توقیر بشر کی

تا عرش گئی فکر تو یہ بولے فرشتے
[illegible] تو ہو بختی ہی یہان [illegible] بشر کی

پڑھتا ہون جو اشعار تو کہتے ہین فرشتے
دیکھو تو خداداد لیاقت یہ بشر کی

شرمندہ احمد حورونکو جنت مین کرینگے
تصویر لیے جائینگے ہم ایک بشر کی

جبسے کہ تمھارے رخ روشن پہ نظر کی
اُتری ہوئی صورت نظر آتی ہی قمر کی

ہر سمت نظر آتا ہی اک جلوۂ خورشید
آمد ہی مرے گھر مین یہ کس رشک قمر کی

برباد ہوئی کوچے سے اوس گل کے مری خاک
غارت کہین مٹی ہو خدا باد سحر کی

کس شوخ نے روزن سے سحر ہوتے ہی جھانکا
پیدا ہی تجلی جو قیامت کی سحر کی

سجدہ کرینگے صبح کو بپیش رخ جانان
کعبے مین نماز ابتو ادا ہو گی سحر کی

کہتا ہی مرے عشق سے یہ حسن کسی کا
پروانے سے رخصت ہی بس اب شمع سحر کی

ہنستے ہوے اوس گل کو ضرور اسنے ہی دیکھا
بجلی کی سی جو چال ہی اب باد سحر کی

کیا قہر گلے ملکے تھا فرمانا کہ جاؤ
آواز احد آتی ہی اب مرغ سحر کی

فرقت مین دعا ہی مرے دل اور جگر کی
آئے نہ طبیعت کسی انسان پہ بشر کی

آنکھوں سے لگاتا ہون تو کہتی ہی یہ تصویر
دیکھو تو یہ تصویر ہی تصویر بشر کی

لازم ہی بشر کو کہ کرے عشق خدا کا
عاشق جو بشر پہ ہو تو شامت ہی بشر کی

پہلے تو فقط نام تھا انسان مین ہمارا
حق تو یہ ہی انسان بنے الفت مین بشر کی

ملتے نہین گر وہ تو شکایت نہین اسکی
خلقت تو جداگانہ ہی ہر ایک بشر کی

الفت سے جو دیکھا اونھین تو بولے کہ دیکھو
جاتی ہی انھین باتو نمین بس جان بشر کی

گذر

پھر کوچۂ کاکل مین صبا نے نظر کی — مٹی نہو برباد کہین باد سحر کی
مت پوچھو کہ کیونکر شب فرقت مین بسر کی — شبنم کی طرح ہمنے بھی رو رو کے سحر کی
کہتا ہون ملو مجھسے تو فرماتے ہین جاؤ — کہتا ہون نہین شب کی تو وہ کہتے ہین سحر کی
کچھ حال کہون اس سے تو کیا خاک کہون میں — سنتا ہون کہ سنتے نہین کچھ باد سحر کی
دکھلاکے رخ و زلف یہ فرماتے ہین مجھسے — یہ رات کی صورت تو وہ صورت ہی سحر کی
کھو کر کے جوانی کو یہ پیری مین بھی غفلت — شب کا ہی نہین خواب یہ ہی نیند سحر کی
کہتا ہون شب وصل یہ گھبرا کے مین ہردم — آواز سنائے نہ خدا مرغ سحر کی
خود بھی جلی پروانے کو بھی تونے جلایا — کیا بات ہی ای شمع جو یون تونے سحر کی
بالو مین چھپا کر رخ روشن کو یہ بولے — صورت ہی چھپی رات کے گھونگٹ مین سحر کی
خوشبو ترے گیسو کی اوڑا لائی یہانتک — ہو عمر فزون اور خدا باد سحر کی
در پردہ شب وصل اسے مجھسے تھی رنجش — بیوقت مؤذن نے اذان دی جو سحر کی
اللہ رے غرور اوسنے کبھی یہ بھی نہ پوچھا — بیمار شب ہجر نے کس طرح سحر کی
او شمع جلانا نہ تھا غم کرنا اگر تھا — ماتم مین جو پروانے کے رو رو کے سحر کی

پامال ہوا کوچہ کاکل مین مرا دل
تنے کبھی سدھ بھی لی مجھی اسیر تہ نظر کی

جیتے رہے ابتک نہ مرے بچ گئے کیونکر
در پردہ یہی مجھسے شکایت ہی نظر کی

جب صانع قدرت نے ترا نقشہ بنایا
حسرت سے اوسے دیکھا حسرت سے نظر کی

پوچھا بھی کبھی حال دل عاشق محزون
تنے کبھی بیتابی دلبر بھی نظر کی

بے صید کیے دل نہ حرم والون کا چھوڑا
اللہ ری رسائی بت کافر کی نظر کی

مارا ہے بے موت قضا کو کیا بدنام
تونے جو نظر اوترک ستمگار نظر کی

دنیا کے مرقع مین جو پایا تجھے یکتا
تو دیدۂ حیرت نے بھی حیرت سے نظر کی

دل کو کیا بیتاب مرے یار کی جب [illegible]
ایجان جہان سب یہ عنایت ہی نظر کی

تنے یہ تو بھی جانے کا دھڑکا تھا اوسے کچھ
قاتل نے پس مرگ بھی ٹھم کے نظر کی

ادراک معانی بھی سخن سنج ہین رکھتے
ہم دیکھتے ہین آج نظر اہل نظر کی

تحسین ہی نا فہم کی کب لائق تحسین
تحسین کے لیے چاہیے وسعت بھی نظر کی

صد شکر احد فیض سے فیاض سخن کے
تا حیز امکان رسائی ہو نظر کی

کہتے ہوئے محشر مین لحد سے یہ اوٹھینگے
مارا تری آنکھون نے دوہائی ہی نظر کی

مجروح ہین پر بان ہین ملایک ہون کہ انسان
کس کسکے ہی سینے مین جگہ تیری نظر کی

اللہ رے تیری نگہ ناز کی تاثیر
بجلی گری جس سمت کو بھولیسے نظر کی

جز سوز نہین شعلہ رخونسے ہمین حاصل
پروانہ پہ کب شمع نے الفت سے نظر کی

پایا نہ شگفتہ گل رخسار سا ایجان
گلشن مین جو پھولون پہ کبھی جاکے نظر کی

رکھتے ہین جگہ تیرے لیے مردم دیدہ
جسطرح جگہ آنکھونمین رکھتے ہین نظر کی

میت پہ مری آکے قضا کہتی ہی مجھسے
یہ کارروائی تو ادا کی ہی نظر کی

تصویر کو جب دیکھا تو چپکے سے یہ بولے
لو چاہیے کیا اور بن آئی ہی نظر کی

کس قہر کی چتون ہی بس اللہ بچائے
مارا اوسے بے موت جدھر تو نے نظر کی

تصویر کو آنکھونسے لگا لیتے ہین تیری
آنکھونمین کمی پاتے ہین جب نور نظر کی

بجلی کیطرح رہتا ہی بیتاب مرا دل
کسنے نگہ ناز سے پہلو پہ نظر کی

جیسے کہ تو او گل چمن دہر مین آیا
بلبل نے کبھی گل پہ نہ بھولے سے نظر کی

تیغ نگہ ناز نے کشتہ کیا سبکو
عالم مین جدھر دیکھو دوہائی ہی نظر کی

کسکے لیے گیسوے شبگون کے ہونگے چاہنے والے
یہی تعبیر ہو شاید مرے خوابِ پریشان کی

نہو مضطر احد شبکو تمھارے پاس آئینگے
قسم کھا کر کے جاتے ہین تمھارے چشمِ گریان کی

احد خبر لے مرے دل اور جگر کی
قاتل تری آنکھین ہین دوہائی ہو نظر کی

کچھ راز نہین کھلتا چڑھائی ہو کدھر کی
بگڑی ہوئی چتون نظر آتی ہو نظر کی

قسمت کھلی آئے وہ اگر دیدۂ تر کی
آنکھون مین جگہ رکھتے ہین اوس نورِ نظر کی

بے طرح مزاج آپکی آنکھون کا ہو بگڑا
کسنے نگہ گرم سے آنکھون پہ نظر کی

تکتے ہین وہ پہلو کو تو کہتا ہو مرا دل
اللہ بچائے مجھے برچھی سے نظر کی

جلوے کو ترے دیکھکے جب سے کہ ہو آئی
حالت تری اے جان ہو آنکھون مین نظر کی

چلمن کے پسِ پشت یہ سنتا ہون مین اکثر
کہتی ہو قضا بھی کہ دوہائی ہو نظر کی

وہ غمزدہ اس بزم جہان مین ہون مین اے جان
گریان ہوا جسنے مری حالت پہ نظر کی

پوچھا نہ کبھی حالِ دلِ عاشقِ محزون
اک روز بھی تمنے نہ عنایت سے نظر کی

برباد کیا عشق مین قسمت نے پھنسا کر
کچھ شکوہ نہ دل کا نہ شکایت ہو نظر کی

انہیں پلا تمھارے مصحفِ رخ کی یہ الفت کا / خدا کی شان ہی کافر قسم کھاتے ہین قرآن کی
ترقی اور ہوتی ہی مری وحشت مزاجی کو / صدا آتی ہی جسدم کانین مرغِ خوش الحان کی
عبث نشتر سے چھیڑا تونے میرے عضوِ ظاہر کو / تجھے فصّاد لینی فصد تھی میری رگِ جان کی
ہر اک عضوِ بدن سے انکے بوے عشق آتی ہی / اسیرانِ چمن مین بات باقی ہی گلستان کی
یقین آئے نہ تمکو گر مری وحشت مزاجی کا / حقیقت پوچھ لو دستِ جنون سے جیب و دامان کی
یوہین فرقت مین رو رو کر زلیخا صاف کہتی تھی / گئے کیا قید مین یوسف کھلی تقدیر زندان کی
بھلا ہم پوچھتے ہین تم سے یہ کیسے مسیحا ہو / خبر لیتے نہین اب بھی جو تم بیمار ہجران کی
بوقتِ نزع وہ تشریف لا کر جاتے ہین لیکن / نہ نکلی ہاے اپنے منہ سے کوئی بات ارمان کی
جو آنا ہو تو آجا ورنہ جہان ہی کوئی دم کا / ستمگر اب یہ ہی حالت ترے بیمار ہجران کی
تجھے منظور گر ہی قتل عالم کا تو ای قاتل / جگہ تجویز کر لے پہلے ہی گنجِ شہیدان کی
خدا کے واسطے باتین شریعت کی نکر زاہد / محبت مین نہین ہی یاد کچھ بھی دین و ایمان کی
وہ کہتے ہین یہ کسکی زلف کے ہو چاہنے والے / بنائے رہتے ہو صورت جو تم صورت پریشان کی
تماشا دیکھنا ہی تو ٹھہر کر دیکھ لے دم بھر / نکلتی کسطرح ہی جان ترے بیمار ہجران کی

مجکو ہر حال مین خورش پا کے یہ بولے ہنسکر
یہ مرا بندہ ہی مجسے برضا ملتا ہی

زلف کو چہرے پہ وہ چھوڑ کے بولے ہنسکر
ابر مین چاند ہی نظرون مین چھپا ملتا ہی

غم غلط اپنا کیا کرتے ہین بیٹھے بیٹھے
شعر گوئی مین بھی اک لطف نیا ملتا ہی

آج بنکر کے بگڑنے کا ارادہ کیا ہی
نوعروسون سے کچھ انداز حیا ملتا ہی

پاس وہ جاکے رقیبون کے نہ بیٹھینگے احد
سایۂ چغد سے کب ظلِّ ہما ملتا ہی

کسیکو ہو نہ یارب الفت اس گیسوئے پیچان کی
نہین رہتی ہی باقی عشق مین توقیر انسان کی

عجب رنگت ہی دیکھو تو لب گلرنگ جانان کی
اوڑی رہتی ہی سرخی اندنون لعلِ بدخشان کی

نہ پوچھو اندنون حالت مریضِ دردِ ہجران کی
جدائی ہمدم اب ہو رہی ہی جسم سے جان کی

کوئی پوچھے تو جا کر اونسے کیا جی ہی کے خواہان ہین
خبر لیتے نہین آکر جواب بھی وہ مری جان کی

نکیرین آئینگے مرقد مین تو دیوانہ کر دونگا
لیے آئے ہین اپنے ساتھ ہم تصویر جانان کی

تلاشِ یار مین ہم کھو گئے ہین آپ ہی ایسے
خبر دلکی نہ جانکو ہی نہ کچھ ہی دلکو بھی جان کی

کھلے جاتے ہین خود مجموعۂ خاطر کے شیرازے
خبر لائی ہی کیا بادِ صبا زلفِ پریشان کی

مانگا اک بوسہ تو وہ دو دیکے یہ بولے ہنسکر
خوش جو مالک ہو تو مانگے سے سوا ملتا ہی

اب عدم مین کہین ڈھونڈھینگے یہ سنتے ہین ہان
کمر یار کا عنقا سے پتا ملتا ہی

جو کوئی جاتا ہی یانسے طرفِ ملکِ عدم
نہ نشان ملتا ہی اوسکا نہ پتا ملتا ہی

لطف نظارہ اوٹھائین ترے عاشق کیونکر
آنکھ ملتی ہی تو پیغام قضا ملتا ہی

چاندنی رات مین چھپ چھپکے تو اکثر ہمسے
سچ بتا کس سے تو اے ماہ لقا ملتا ہی

ہوے مجسے جو پریشان تو اولجھکر بولے
جو کوئی ملتا ہی گیسو مین پھنسا ملتا ہی

اونکو لپٹا کے جو بوسہ لب شیرین کا لیا
بولے ان باتونمین کیونجی تمھین کیا ملتا ہی

مرگیا عاشقِ دلگیر ہوا قصہ تمام
دام گیسو سے ترے آج رہا ملتا ہی

خونِ دل پیتے ہین پانی کی جگہہ ہم جو مدام
غم غذا کے لیے ہر روز جدا ملتا ہی

بوے گیسو سے پریشان جو کرتی ہی تو دل
تجکو ان باتونمین کیا باد صبا ملتا ہی

حسن عارض مین خطِ سبز ہی اونکا ملفوف
خط کے آنے کا لفافے سے پتا ملتا ہی

تیرے گیسو مین پھنسا تھا نہین معلوم یہ کیا
دلِ نادان مرا پابند بلا ملتا ہی

حال کچھ اپنا کہینگے یہ بتادے ہمسے
میرا اگر وہی تجھے بادِ صبا ملتا ہی

نازاونسے یہی کہتا ہی بوقتِ رفتار
چال وہ چلیے کہ نظرونمین سماتے چلیے

مرگیا حسرت پامالی ابھی باقی ہی
میری تربت کو ذرا آپ مٹاتے چلیے

خاکِ پاکو یہی جی مین ہی اوٹھاکراونکی
سرمے کی طرح سے آنکھونمین لگاتے چلیے

دشت غربت سے پھر آنا جو سمجھتے ہو محال
تو درِ یار سے بستر بھی اوٹھاتے چلیے

خوش ہوے راہ مین وہ مجسے تو بولے ہنسکر
اپنے سینے سے احد مجکو لگاتے چلیے

چاہنے سے کہا مین نے تو بھلا ملتا ہی
کہا مین تو نہین سنتا ہون خدا ملتا ہی

مسکراؤ کبھی روٹھو بھی کبھی خوش بھی ہو
انھین باتونمین تو ملنے کا مزا ملتا ہی

راہ مین بوسۂ لب مانگا تو بولے ہنسکر
مال ایسا کہین رستے مین پڑا ملتا ہی

مسکرا کرکے دکھاتے ہین وہ آنکھین ہمکو
اس بگڑنے مین تو بننے کا مزا ملتا ہی

منہ چھپا لیتے ہو تو صاف مین مرجاتا ہون
منہ دکھا دیتے ہو جینے کا مزا ملتا ہی

بات کچھ بھی ہنوئی یار جو خدمت سے ملا
بندگی کرنے سے بندون کو خدا ملتا ہی

مجکو دیکھا جو دعا مانگتے مسجد مین کبھی
ہنسکے کہنے لگے بتلاؤ تو کیا ملتا ہی

گر مسیحائے زمان آپ ہوئے ہین صاحب
کشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلاتے چلیے

رونق افروز مرے گھر ہو جو آئے ہو ادھر
بختِ خوابیدہ کو میرے بھی جگاتے چلیے

جب کبھی مین ترے کوچے کی طرف جاتا ہون
دل یہ کہتا ہی ذرا پاؤن اوٹھاتے چلیے

بوسۂ چشم عنایت ہو اگر ساتھ چلے
تھوڑی باتون پہ نہ یون آنکھ چراتے چلیے

آئے وہ میری عیادت کو لگا کہنے یہ ناز
دیکھ لینا کبھی پھر بھی ادھر آتے چلیے

باغ مین آئے ہو دکھلا کے بہار عارض
گل و بلبل کا یہ جھگڑا ہی چکاتے چلیے

یہ اشارہ ہی نزاکت سے بوقتِ رفتار
ہاتھ بازو مین ذرا آپ لگاتے چلیے

ضعف سے منزل ہستی پہ پڑے ہین کبسے
قافلہ والو ہمین بھی تو اوٹھاتے چلیے

آئے ہو قبر پہ عاشق کی تو لازم ہی تمھین
اپنے سر کی کوئی چادر بھی چڑھاتے چلیے

بیٹھے محفل مین ہین جی مین یہی ہی اونکے
دل جو ملجائے کسیکا تو چراتے چلیے

فرقت یار نے تو گوشت نہ باقی رکھا
ہڈیان بھی سگِ جانانکو کھلاتے چلیے

پیسکر دانت مرینگے یہ ادا پر عاشق
لب لعلین کو نہ دانتونسے دباتے چلیے

چشم بد دور نظر اونکو نہ لگ جائے کہین
باغ مین آنکھ نہ نرگس کو دکھاتے چلیے

غم نہین اسکا کرم درکار ہی ہر حال مین
بگڑی کو لگتی نہین کچھ دیر بنجاتے ہوے

انتہاے ظلم بھی ہی آخر ای جانِ جہان
ایک مدت ہوگئی ہی پر ستم ڈھاتے ہوے

مرحبا ای طالعِ خفتہ ہمارے مرحبا
صبح اونکو پاس میرے ہوگئی آتے ہوے

دل نہ باز آیا سرِ زلفِ بتان سے ای احد
ایک مدت ہوگئی ہی اسکو سمجھاتے ہوے

اسقدر آلودۂ عصیان ہوا ہون ای احد
پاس آئینگے فرشتے میرے شرماتے ہوے

رخِ تابان سے نقاب اپنے اوٹھاتے چلیے
جلوۂ عارضِ پرنور دکھاتے چلیے

باغ مین چلیے رقیبون کو رولاتے چلیے
غنچۂ دل کو مرے خوب ہنساتے چلیے

ہی شہادت کی نہ جانبازون مین حسرت رہجاے
تیغ ابرو کے بھی دو ہاتھ لگاتے چلیے

آپ چلتے ہین مرے گھر مین زہے بخت مگر
کوئی بتا بھی رقیبون کو بتاتے چلیے

مجکو لیکر کے چلے ساتھ تو فرمانے لگے
قصۂ درد و الم اپنا سناتے چلیے

آپ سے کرتے ہین اغیار تمسخر بیجا
گالیان اونکو بھی دو چار سناتے چلیے

اب ہوا جاتا ہی پامال زمانہ صاحب
ناز سے یون نہ قدم اپنا اوٹھاتے چلیے

بناوٹ تک تصدق آپ کی اس سادگی پر ہی
تکلف بھی بلائین لیتا ہی بیساختہ پن کی

پسِ مردن لپٹ کر خاک سے یہ روح کہتی ہی
غضب کی خانہ بربادی ہوئی ہی خانۂ تن کی

کہا لوگون نے دیوانے احد بھی ہین تو فرمایا
حقیقت مین اگر مجنون ہین تو لین راہ بھی بن کی

احد وہ رحم دل ہون مین کہ ذکرِ دوستان کیا ہی
گوارا قلب کو ہوتی نہین تکلیف دشمن کی

دیکھتے ہین پیار مین جب مجکو رکجاتے ہوے
ڈالدیتے ہین گلے مین ہاتھ شرماتے ہوے

دیکھتا ہی [illegible] مجکو رنج و غم کھاتے ہوے
نالہاے [illegible] نکلے دلین تڑپاتے ہوے

بڑھکے ہشیاری سے غفلت مین مزا حاصل ہوا
جی چراتا ہون مین اپنے مین بھی آتے ہوے

اسقدر میری طرف سے بدگمانی ہی اونھین
خواب مین بھی وہ جھجکتے ہین یہان آتے ہوے

دل ہوا مجروح جان پر بنگئی دم چڑھ گیا
او نگاہِ ناز یہ سفاکیان آتے ہوے

ای جنون لیچل مجھے خارِ مغیلان کی طرف
ایک مدت ہوگئی تلوون کو سہلاتے ہوے

بالے آخر کیون تہ و بالا کیا کرتے ہو تم
بجلیان کانونکی کیون چلنے ہو تڑپاتے ہوے

خواب مین وہ دیکھتے ہین جب مری بیباکیان
منہ دوپٹے سے چھپا لیتے ہین شرماتے ہوے

تجلی بخش دلمین شکل ہی اوس جلوہ افگن کی
عجب یہ خانہ کعبہ مین ہنسے شمع روشن کی

تہ خنجر سسکنے کی ہی حسرت دلمین ہی قاتل
ازل سے ہچکیان لیتی ہی رگ تک اپنی گردن کی

لب گور فریدونسے صدا آتی ہی کانو نمین
لحد مین دھجیان اوڑتی ہین کیا پیراہن تن کی

دم آخر ہوئی حاصل ندامت سخت جانی سے
کٹی شمشیر قاتل سے نہ رگ جب اپنی گردن کی

برنگ حضرت موسی مجھے آتا ہی غش اس سے
تجلی طور کی ہی کیا تجلی روے روشن کی

حرم مین چشم بد دور آہوین زخمی تڑپتے ہین
نگہ دیکھو تو آہو کش ہی کیا اوس صید افگن کی

تمہارے روے انور پر نہین عالم یہ بینی کا
چراغ طور نے پائی ہی تہی صبح روشن کی

غبار دامن دشت تمنا بعد مردن ہون
کریگی جستجو سرگشتہ کیا کیا شوخ پرفن کی

رقیب اونکو او بھارے پھرتا ہی سیر گلستانکو
نصیب دوستان انسو زون بن آئی ہی دشمن کی

جدھر دیکھو صفین باندھے کھڑے آہو ہین صحرا مین
نہین معلوم آمد آج ہی کس صید افگن کی

مقام نیستی عبرت کی جا ہی ہوشیارونکو
خبر بعد فنا ہوتی نہین آسایش تن کی

وہ بلبل ہون چمن سے جب کبھی مین روٹھکر نکلا
منانے کے لیے میرے بہار آئی ہی گلشن کی

ہمارے خرمن ہستی پر اک بجلی گری آخر
دم گریہ جو یاد آئی ہنسی اوس شوخ پرفن کی

مین وہ دیوانہ ہون پا مین ہمارے آنے نہین پاتی
بنا کر ڈالدیجاتی ہی اک زنجیر سوسن کی

یہ جذبِ عشق تو دیکھو ہوا خاموش جب بولے
خدارا اب نہ غمزہ سے کہیجے کہدیجے من کی

سؤالِ بوسہ پر جھنجلا کے جو آتا ہی کہتے ہین
ابھی نام خدا خو بھی نہین بدلی لڑکپن کی

اسی سے مرنے والے اونکے جی اوٹھتے ہین حیرت ہی
یہ روحِ مردگان ہی یا ہوا یارب ہی دامن کی

جو مرجاتے ہین ٹھوکر سے جلا دیتی ہی یہ اونکو
دمِ اعجاز رکھتی ہی ہوا کیا تیرے دامن کی

کجی بل بے یہ ہی شانے سے بل اسکا نہین جاتا
تمھاری زلف جب دیکھو لیا کرتی ہی الجھن کی

وہ بولے آکے تبلاؤ احد یہ ماجرا کیا ہی
کہ جیسے آمد آمد ہو کسیکے گھر مین دولہن کی

بھلا طبع رسا کیا باندھ لائے خاک مضمون کو
زمین شعر ہی جب معدنہ اپنے ای احد من کی

احد بزم سخن مین فیض آتش سے جو جاتے ہین
دکھا دیتے ہین اکثر روشنی ہم طبع روشن کی

سحر کو گھر مین تیرے روشنی سے روے روشن کی
سراپا مطلعِ خورشید کی صورت ہی روزن کی

جہا مین کیون بھلا شہرت نہو اوس جلوہ افگن کی
بیاضِ صبحِ محشر ہی تجلی روے روشن کی

برآئیگی تمنا یا رہیگی من ہی مین من کی
نگہ دیکھین ادھر پھرتی ہی کبتک تیری چتون کی

کسقدر چھوٹی سمجھ ہی صدقے مین اس فہم کے
تیغ ابرو کو احد سمجھا ہی تمنے نیمچہ

ردیف یای تحتانی

صدا ہی دردناک ایسی ہمارے شور و شیون کی
بیانِ دوست کیا چھاتی پھٹی جاتی ہی دشمن کی

عیان دیسے گر ہووے تجلی روے روشن کی
نگاہِ دید مین صورت کھنچے بیساختہ پن کی

غضب کرتی ہی یہ اولٹی شکایت شوخ پرفن کی
کہی اک بات بھی ای مشفقِ من آپنے من کی

مری تربت پر آکر بولے کس بیدل کی تربت ہی
اداسی چھا رہی ہی روشنی پر شمعِ مدفن کی

نہین ہو جاتا نروان جو کہ اوٹھتے ہین وہ از خود
کہین در پردہ اونکے چٹکیان لیتی ہین جوبن کی

کسیکی حسرتِ دل دیکھیے اب یون نکلتی ہی
یہ فرماتے ہین سن سنکر صدا وہ شور و شیون کی

تو وہ گل ہی اگر گلشن مین بھولے سے قدم رکھے
بہارِ خلد آئے ناز برداری کو گلشن کی

جہانتک بدزبانی وہ کرین شکوہ نہین اسکا
وہ خود مجبور ہین جاتی نہین عادت لڑکپن کی

گلے مین لیکے انگڑائی وہ باہین ڈالدیتے ہین
زیادہ عمر یارب اور ہو بیساختہ پن کی

پیامِ مرگ جسکو دیکھے تو اوسکو نہ کیون آئے
قضا کے واسطے خلقت ہوئی ہی تیری چتون کی

جو تو دکھلا کے آنکھین میری آنکھونسے ہوا غائب
نگاہِ یاس مین سوجھی ہی تصویر چتون کی

جب نہ ساتھ اوس بت کے ہین کچھ چل سکا
رہگیا بس چھٹ کے نقشِ پا کے ساتھ

دل ہرا اک سبزہ لیے لیتا ہی آج
یہ خدا کا فیض ہی صحرا کے ساتھ

تم نہ سر بک بک پھراؤ واعظو
جان جائیگی بتِ ترسا کے ساتھ

چھوڑا تب سے ماہ کا بھی دیکھنا
عشق ہی جب سے رخِ زیبا کے ساتھ

ہی ابھی نامِ خدا نادان مگر
دانا بنجاتا ہی وہ دانا کے ساتھ

چھوڑ کر کعبے کو بس اب ای احمد
چلیے بتخانے بتِ ترسا کے ساتھ

قتل کر ڈالو اگر کھینچا ہی تمنے نیمچہ
کیون گلے سے یہ لگا رکھا ہی تمنے نیمچہ

ابروِ خمدار کو دکھلا کے وہ کہتے ہین آج
اسطرح کا بھی کہین دیکھا ہی تمنے نیمچہ

قتل کر ڈالو جسے چاہو نگاہِ ناز سے
پایا او ابرو کمان اچھا ہی تمنے نیمچہ

دیکھتے ہی موت کو بھی موت آخر آگئی
کس ادا سے یار یہ باندھا ہی تمنے نیمچہ

قتل کس بیجرم کا ہی آج پھر مدِ نظر
سچ کہو کسکے لیے باندھا ہی تمنے نیمچہ

یہ اشارا ہی گلے کو کاٹکر مر جائیے
خط کے بدلے اسلیے بھیجا ہی تمنے نیمچہ

کس منہ سے زبانسے مین کرون شکوۂ بیداد
پہلو مین دل اونکا ہی طرفدار ہمیشہ

پتھرا گئین یان روتے ہی روتے مری آنکھین
لیکن رہا پتھر ہی دل یار ہمیشہ

ہم نیک کرین جان جہان یا کہ کرین بد
پر آپ کے آگے ہین گنہگار ہمیشہ

ہی آسرا یان اور وہان آپہی کا حضرت
چھوڑیگا نہ دامن یہ گنہگار ہمیشہ

فرمایا کہ دیکھ آؤ احد کو کوئی جاکر
سنتا ہون کہ رہتے ہین وہ بیمار ہمیشہ

حسرتِ دنیا رہی دنیا کے ساتھ
ہم ہوئے اعمال اور عقبا کے ساتھ

مہر ہو یا ظلم ہو شکوہ نہین
جا کے بھی ہین ساتھ اوس بیجا کے ساتھ

گھر مین وہ اپنے گئے یان رہ گئی
آرزوے دید نقش پا کے ساتھ

جب کہا لینگے بلاے زلف کو
بولے بکجاؤ گے اس سودا کے ساتھ

اسقدر رویا فراقِ یار مین
بہ چلے آنسو مرے دریا کے ساتھ

بل نہین پڑتا ذرا اوس مین کبھی
کام ہوتا ہی جو کچھ شورا کے ساتھ

زلف کا لینا نہ سمجھو سہل ہی
جان بکجاتی ہی اس سودا کے ساتھ

ہی فتنۂ محشر تری رفتار ہمیشہ
دل لیتی ہی پازیب کی جھنکار ہمیشہ

دیکھو تو ذرا خفتگی بخت دمِ وصل
سو جاتے ہین یہ دیدۂ بیدار ہمیشہ

جو کوئی گیا بادشہ وقت ہوا وہ
ہی ظلِّ ہما سایۂ دیوار ہمیشہ

سونگھا نہ کبھی ہڈی کو آکر مری اوسنے
نفرت ہی رہا کرتا سگِ یار ہمیشہ

نالے یونہین کرتے ہین ترے عاشقِ کاکل
کہتی ہی یہ زنجیر کی جھنکار ہمیشہ

وہ وحشی ہون فرقت مین جو روتا ہون تو منہ کو
رکھ لیتا ہون مین دامنِ کہسار ہمیشہ

تربت ہو مری قصر کے نیچے ترے اوسجا
جس جا پہ رہے سایۂ دیوار ہمیشہ

وحشت زدہ وہ تھا مین کہ بھاگا کیا مجسے
وحشی کی طرح سایۂ دیوار ہمیشہ

ملجائے کہین مجکو تو یہ پوچھو نہین اوس سے
رہتا ہی کہان او بتِ عیار ہمیشہ

ہوتے ہو جو عاشق تو یہ کہتے ہین نہ کہنا
ایذا مین رہے او بتِ عیار ہمیشہ

تا عمر رہا سلسلۂ حسن پرستی
ڈھونڈھا کیے معشوق طرحدار ہمیشہ

کچھ فرق نہین حاضر و غائب مین سمجھتا
ہی پیشِ نظر صورتِ دلدار ہمیشہ

ہی وصل کی شب بوسۂ لب دیجیے مجکو
للہ نہ یون کیجیے انکار ہمیشہ

ہو حسن ترا رونقِ بازار کبھی گر
سو جان سے یوسف ہو خریدار ہمیشہ ہو

اس خرمن ہستی کے جلانے کو ہمارے
بجلی ہی رہی ہی نگہِ یار ہمیشہ

اللہ ری تاثیرِ نظر تا دمِ مردن
آنکھون مین پھرا کی نگہِ یار ہمیشہ

حالت ہوئی افتادگی مین ضعف سے ایسی
سمجھا کیے وہ سایۂ دیوار ہمیشہ

عالم مین جدھر دیکھو بس اک فتنۂ محشر
کرتی ہی بپا آپ کی رفتار ہمیشہ

پانؤمین جو ملنے کا حنا کے تھا اونھین شوق
خون کرتی رہی شوخیِ رفتار ہمیشہ

عالم مین بپا شور نہ کیونکر ہو مری جان
ہی فتنۂ محشر تری رفتار ہمیشہ

آمد کی خبر او گلِ رعنا تری سنکر
آغوشِ تمنا رہا گلزار ہمیشہ

اللہ ری وحشت مین مری دستِ درازی
پھٹ پھٹ گئے ہین دامنِ کہسار ہمیشہ

دنیا مین جو تو دیکھ تو ہم تیری طرح سے
ہین خاک نشین سایۂ دیوار ہمیشہ

سرمے کا نہ دنبالہ ہو کیون آنکھون مین انکی
رکھتے ہین عصا مردمِ بیمار ہمیشہ

معشوق احد خوبی قسمت سے جو دیکھو
ملتے ہی رہے مجکو ستمگار ہمیشہ

خون کرنے سے ناحق کے ملا پھل یہی قاتل
مقتل مین پشیمان رہی تلوار ہمیشہ

مقتل مین جو مین دیکھتا ہون چلتی ہی قاتل
رفتار بدل کر تری تلوار ہمیشہ

مقتول و قد پیشہ تھا الفت کا ہماری
دم بھرتی ہی قاتل تری تلوار ہمیشہ

قاتل کے نہین ہاتھ مین ہی دست اجل مین
قبضے مین قضا کے ہی یہ تلوار ہمیشہ

وہ سیف زبان ہون مین کہ میدان سخن مین
چلتی ہی احد اپنی یہ تلوار ہمیشہ

وہ کشتہ احد ہون کہ عوض پھولون کے قاتل
تربت پہ چڑھا جاتے ہین تلوار ہمیشہ

پردے مین رہا جلوۂ رخسار ہمیشہ
جان لیتی رہی حسرت دیدار ہمیشہ

اللہ رے جادۂ حرم روے منور
کعبہ نے اسے سمجھا کیے دیندار ہمیشہ

ایما ہے رخ صاف یہ ہی خال کی جانب
کافر اسے سمجھا کرین دیندار ہمیشہ

منہ دیکھنے کہتا ہون تو کہتے ہین وہ ہنسکر
ملتی نہین یون دولت دیدار ہمیشہ

اللہ کرے حسن زیادہ ہو تمھارا
باقی رہے یہ گرمی بازار ہمیشہ

وہ غیرت یوسف تو ہی بازار جہان مین
بکتے ہین ترے ہاتھ خریدار ہمیشہ

وہ سختی جان ہو کہ دمِ قتل عزیزو
مُنہ پھیر لیا کرتی ہی تلوار ہمیشہ

مٹی ہوا ایسا کہ عوض خون کے قاتل
بس خاک ہی چاٹا کی یہ تلوار ہمیشہ

وہ گریان ہون مقتل مین اگر قتل کرے گا
خون رویگی قاتل تری تلوار ہمیشہ

کیا جانیے کیا ہی کہ گلوے رگ جان سے
رکھتی ہی لگاوٹ تری تلوار ہمیشہ

وہ سختی جان ہی کہ نہین قتل جو ہوتا
کھا جاتی ہی مُنہ کی تری تلوار ہمیشہ

خون گرم رگِ جان کا بہت ہی مری قاتل
ڈر ہی کہ نہ تڑپے کہین تلوار ہمیشہ

انداز سپاہانہ جو مرغوب ہی اونکو
باندھے ہوے رہتے ہین وہ تلوار ہمیشہ

ویران جہان کرکے فقط گنج شہیدان
آباد کریگی تری تلوار ہمیشہ

خون کرنے سے ناحق کے یہ شرمندہ ہوئی ہی
سر نیچے کیے رہتی ہی تلوار ہمیشہ

قاتل ہی مرے مردم دیدہ کی یہ خواہش
آنکھون مین رہے آگے یہ تلوار ہمیشہ

حسرت رہی مجکو نہ کیا اسنے کبھی قتل
غیرون پہ رہی تیز یہ تلوار ہمیشہ

جسپر پڑی وہ ملک عدم کو ہوا راہی
ہی برقِ اجل آپکی تلوار ہمیشہ

چڑھ جاتا ہی مقتل مین دم اسکا بھی دمِ قتل
چلتی ہی جو رُک رُک کے یہ تلوار ہمیشہ

دیکھنے سے میرے اونکے دلمین آیا ہی غبار
گرد داماں نگہ سے ہی مکدر آئینہ

عشق ہی مجکو جو اوسکے سینۂ شفاف سے
خواب مین مین دیکھتا رہتا ہون شب بھر آئینہ

سامنے آئینے کے بیٹھا ہی وہ حیران ہو نیز
عکس ابرو یہ ہی یا باندھے ہی خنجر آئینہ

اس صفائی بیان پر کیون نہ سمجھین ای احمد
صفحۂ دیوان کو میرے ہر سخنور آئینہ

تھی دلمین جو یاد ابروِ خمدار ہمیشہ
پہلو مین چلا کی مرے تلوار ہمیشہ

خونریزی پہ قاتل کی یہ مائل تھی طبیعت
باندھے رہا طفلی مین بھی تلوار ہمیشہ

گردن نہین یہ سنگ فسان ہی جو لگائے
قاتل رہے پھر تیز یہ تلوار ہمیشہ

ابرو کا تصور کبھی جاتا نہین مجسے
رکھتا ہون دلمین تری تلوار ہمیشہ

حسرت زدہ وہ ہون جو کہین قتل کریگا
منہ تکتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ

تیغ نگہ ناز سے کشتہ نہ ہوا مین
رک رک گئی چل چل کے یہ تلوار ہمیشہ

وہ گرم طبیعت ہون کیا قتل جو قاتل
خون تھوکے گی منہ سے تری تلوار ہمیشہ

ابرو کو بنا کر ترے صانع نے کہا خود
خون کرتی رہے گی تری تلوار ہمیشہ

سبزۂ خط کا نمو ہی چہرۂ پر نور پر
اب تو طوطی دیکھے گا ای بندہ پرور آئینہ

کچھ زمانہ ہی عجب جو ملنے والے اپنے ہین
زنگ ہین یہ پیٹھ پیچھے اور منہ پر آئینہ

رشک سے ابیات کے یہ ہو مقابل مین نہو
کر رہا ہی ای پریرو کارِ خنجر آئینہ

سامنے آئینے کے بیٹھا ہی وہ حیران ہنوز
عکسِ ابرو یہ ہی یا باندھے ہی خنجر آئینہ

دیکھکر کے آئینہ کہنے لگے دیکھو احد
لوٹتا ہی کیا مزے اوپر ہی اوپر آئینہ

دیکھلے او گلبدن تیرا دہن گر آئینہ
صورتِ غنچہ ابھی مٹھی مین لے زر آئینہ

دل سے میرے آپ بخشش کا اگر پوچھین سبب
تو کدورت رو برو ہو جائے بنکر آئینہ

صاف طینت وہ ہین گر آئے کدورت بھی یہان
بنکے جائے ایک دم مین یانسے جوہر آئینہ

تو وہ مستِ ناز ہی مے پینے کی خواہش ہو گر
ہاتھ مین بنجائے تیرے آپ ساغر آئینہ

دیکھکر کے عکسِ ابرو آئنے مین کہتے ہین
خوب باندھی تونے شمشیرِ دو پیکر آئینہ

تو وہ بحرِ حسن ہی کہتی ہین موجین زلف کی
آگئی گر لہر دکھلا دینگے جوہر آئینہ

تو وہ مستِ ناز ہی رکھدے کہین گر ناز سے
شیشہ بنجائے ابھی دستِ سبو پر آئینہ

وصل مین ٹوٹے نہ لڑکر سینہ ہی گر آینہ
دل سے رکھیے گا ذرا پہلو بچا کر آینہ

تیرے رُخ کے آگے جب ہوتا ہی ششدر آینہ
دل چُرا لیتا ہی کچھ پہلو بچا کر آینہ

ناز سے دیکھا ہی کسنے آج رکھکر آینہ
بنگیا ہی دید کی صورت سراسر آینہ

جسطرف رُخ آپکا ہو اوسطرف ہو جائے یہ
دل کا میرے گر بنے ای بندہ پرور آینہ

ہاتھ سے اوسکے جواب خط جو بازو پر بندھا
ہو گیا از خود ہی بازوے کبوتر آینہ

سقف ہو دیوار ہو در ہو زمینِ صحن ہو
کرتی ہی ہر شی کو وہ چشمِ فسونگر آینہ

تونے دیکھا ہی نگاہِ تیز سے جو اسکو آج
کانپتا ہی رعب سے محفل مین تھر تھر آینہ

دیکھکر کے جلوۂ رخسار کو حیران ہو نہین
ہو گیا ہی محوِ حیرت کیون سراسر آینہ

ہو تمھارے روبرو منہ کے بھلا یہ مُنہ کہان
لیکے مُنہ تو دیکھلے خورشیدِ محشر آینہ

دیکھتے ہی دیکھتے خود ہمنے خود بین کر دیا
ورنہ کب رہتا تھا ہر دم پیش دلبر آینہ

عشق کس آئینہ رو سے اسکو ہی حیران ہنوز
جستجو مین پھر رہا ہی کسکی گھر گھر آینہ

اسقدر خود بینی انسان کو نہ ہر گز چاہیے
دیکھنا اچھا نہین ہر دم ستمگر آینہ

جب نہوا وسمین صفائی صورتِ دلدار یار
مُنہ کی کیون کھائے نہ پیشِ روے دلبر آینہ

انتہا بھی آخرش خود بینی کی ہی یا نہین
دیکھیے گا کب تک آخر بندہ پرور آئینہ

بے سبب زلفِ سیاہِ یار چہرے پر نہین
دیکھنے کو آئی ہی زلفِ معنبر آئینہ

سخت گوئی سے ترا دل توڑتا ہی دل مرا
آئینے کو مارتا ہی دیکھو پتھر آئینہ

سینہ و رخسار و پیشانی نہ سمجھین اُسکو آپ
ایک جا ہین مجتمع خورشید و اختر آئینہ

تو وہ ہی خورشید رُو گر دیکھنے کا شوق ہو
آسمان سے مہر و مہ آ جائین بنکر آئینہ

بد نصیب ایسا ہو نہین جا ہون جو آرائش کبھی
مُنہ چھپائے مجھسے خود پردہ مین ہوکر آئینہ

یار کی آٹھون پہر تجھسے لڑی رہتی ہی آنکھ
لڑ رہا ہی آج کل تیرا مقدّر آئینہ

دیکھنے کو کسکو دیکھے کون اوسکی شان ہی
نرم عارض کو ترے دیکھے یہ پتھر آئینہ

سنگدل ہونا کسیکا لیکے دل اچھا نہین
آپ لیتے ہین تو لین اُسکو سمجھکر آئینہ

بے تردد صورتِ اعمال کو سب دیکھلین
دل کا میرے گر بنا ہین اہلِ محشر آئینہ

سبزۂ خط یہ نہ سمجھو روے تابان کے ہی گرد
کرلیا ہی ایک طوطی نے مسخر آئینہ

وہ صفائی ہی بیان مین میرے دیوانکو احمد
شاہدِ معنی کا سمجھینگے سخنور آئینہ

اسطرح اقلیم دل پر کب حکومت تھی بھلا
گر دیا ہنے دکھا کر کے سکندر آئینہ

رکھدیا ہوتا کسی نے تو لحد مین بعدِ مرگ
دیکھ لیتا چشم حسرت سے سکندر آئینہ

ای تو خود بینی پر اِتراتا یہ اچھا نہین
لٹگیا آخر بنا کر کے سکندر آئینہ

تو وہ شاہنشاہِ ملکِ حُسن ہی ہوتا اگر
ہاتھ مین لیکر کے دکھلاتا سکندر آئینہ

دیکھ لیتا صورتِ خاکی کی صورت بعدِ مرگ
لیگیا ہوتا کفن مین گر سکندر آئینہ

صورتِ خالق ہو اسمین اُسمین صورت خلق کی
صورتِ دل ہو نہین سکتا سکندر آئینہ

ای احد رہتا ہی ہر دم روبروے روے یار
اندنون رکھتا ہی کیا بختِ سکندر آئینہ

نیک ہو یا بد نہین ہی کینہ پرور آئینہ
روبرو ہو کر کے کہہ دیتا ہی منہ پر آئینہ

مہربان وہ گلبدن ہی اب تو تجھپر آئینہ
دامنِ نظارہ مین بھرے گلِ تر آئینہ

اس ادا سے تونے دیکھا او فسونگر آئینہ
رہگیا ہی چشمِ شوقِ دیدہ بنکر آئینہ

لیگیا تھا خط مرا وان پر تو رخسار سے
بنکے آیا سایۂ بالِ کبوتر آئینہ

یہ نہین ہی جلوۂ دلدار دل مین جلوہ گر
ہو گیا ہی پرتوِ رخ سے منور آئینہ

بوسۂ رخسار مانگا تو لگا کہنے وہ شوخ ‏— پہلے مُنہ بنواؤ تو نکلے دہن کی آرزو
ایکدن بھولے سے جا نکلا جو سیرِ باغ کو ‏— بوے گل مین بس گئی اوس گلبدن کی آرزو
آج زاہد بھی ہوے بدمست پی پیکر شراب ‏— خوب نکلی ساقیِ توبہ شکن کی آرزو
قدردانانِ سخن جتنے تھے وہ جاتے رہے ‏— کیا کرین اب اے احمد ہم کسبِ فن کی آرزو

ردیف ہای ہوز

دیکھتا ہے آج کل وہ شوخ اکثر آینہ ‏— ہو رہا ہے وقت کا اپنے سکندر آینہ
خوب حیران صورتِ اصلی ہوتا دیکھکر ‏— کاش لیجاتا لحد مین بھی سکندر آینہ
دیکھکر کے جلوہاے صانعِ روزِ ازل ‏— ہو نکیون حیران بنکر اے سکندر آینہ
نیک و بد کے واسطے مقصود خود بینی نہین ‏— ہم ہین سمجھے اپنے دلکو اے سکندر آینہ
ہونگے انسان دیکھکر خود بین اگر ہوتی خبر ‏— توڑ دیتا ہاتھ سے اپنے سکندر آینہ
دیکھتے ہین غور سے کیا آپ اب اسکی طرف ‏— بادشاہِ وقت ہے اور ہے سکندر آینہ
کاش ملجاتا تو کہدیتا ہون کو تونے کیون ‏— کر دیا خود بین بنا کر اے سکندر آینہ
قبر مین اک آینہ رکھدینا تھا اسکی ضرور ‏— دیکھ لیتا بعد مردن بھی سکندر آینہ

باغ مین اکدن وہ گل بھولے سے آجائے کہین
ہی یہ مدت سے عروسانِ چمن کی آرزو

خاک ہونا ہی مآلِ کار ہی جب ای فلک
کسلیے آخر کرین تجھسے کفن کی آرزو

بیکسی نے مجکو غربت مین یہ بیکس کردیا
رو رہی ہی اپنی قسمت کو وطن کی آرزو

سوز و گریہ مثل میرے چاہیے عاشق مین ہو
ہی یہی مدت سے شمعِ انجمن کی آرزو

نکہتِ گیسو اوڑا کر کے کہین لائے صبا
ایک مدت سے ہی یہ مشکِ ختن کی آرزو

کیون نہ غربت مین رہے ہردم وطن کا اب خیال
بنگئی یادِ وطن اہلِ [illegible] کی آرزو

تو اگر صحرا کی جانب صید کو جائے کبھی
آنکھ فرشِ [illegible] ہو ہی یہ ہرن کی آرزو

جب یہ سمجھے ہم کہ اکدن خاک مین ملجائینگے
خاک [illegible] گُل کی ہو یا گلبدن کی آرزو

نامرادی لے مُرادین تیری سب پوری ہوئین
قبر مین ہی پاؤن لٹکائے کفن کی آرزو

تو وہ شیرین ہی کہ تیرے شوق مین بعدِ فنا
سر کو اپنے پھوڑتی ہی کوہکن کی آرزو

وعدہ کر کے وصل کا خود منحرف وہ ہوگیا
بنگئی قسمت مری پیمان شکن کی آرزو

ہی بہارِ باغ کی بھی آنکھ فرشِ راہ آج
جانے کس گل کو ہی سیرِ چمن کی آرزو

دفن ہون گلشن مین ای صبا دہم بعدِ فنا
ہی فقط اتنی اسیرانِ چمن کی آرزو

بندگی بھی کیجیے سجدہ بھی آکر کیجیے | تو بہ تو بہ یہ ہی اوس توبہ شکن کی آرزو

دشتِ غربت مین مر امین گر کہین تو ای جنون | خاک اوڑائیگی یہان بسوی وطن کی آرزو

زلف کے سودے مین ای دل یہ پریشان خاطری | ہی خطا یہ ہی جو تاتار و ختن کی آرزو

وصل ہوگا خاک اب حسرت بھلا نکلیگی کیا | نامرادی نکلی پیمان شکن کی آرزو

وادیِ غربت مین بھی اسنے بچھوڑا اپنا ساتھ | بیکسی بنکر کے آئی ہی وطن کی آرزو

وصلِ شیرین ہو نہین تو جان ہی فرقت مین جلے | جان پر کھیلی ہوئی ہی کوہکن کی آرزو

دربدر کرنا پریشان کر کے میری خاک کو | باقی ہی اتنی ابھی چرخِ کہن کی آرزو

جب یہی ہی حکم ہو دروازۂ زندان بھی بند | خاک نکلیگی اسیران کہن کی آرزو

وادیِ غربت مین اپنی بیکسی سے ای احد
روئی ہی کیا کیا لپٹکر کے وطن کی آرزو

خواہشِ رخ ہون نہ زلفِ پرشکن کی آرزو | دیر و کعبے مین ہون شیخ و برہمن کی آرزو

بیکسی و نامرادی ساتھ اب چھوڑینگی کیا | شامِ غربت نکلی صبحِ وطن کی آرزو

کون کہتا ہی کہ آنکھین اوسکی صید افگن نہین | اوس نگاہِ آہو کش کو ہی ہرن کی آرزو

وہ قتیلِ ابروِ خمدار ہون مین ای احمد
مدتون رہ گئی مجکو تیغزن کی آرزو

ای جنون نکلی نہ کچھ مجھ خستہ تن کی آرزو / رہگئی غربت مین رو رو کر وطن کی آرزو
مر گیا مین اسکی گردش کا مزا جاتا رہا / ملگئی سب خاک مین چرخِ کہن کی آرزو
پھل لگا تلوار کا نخلِ تمنا مین مرے / خوب نکلی بوسہ سیبِ ذقن کی آرزو
پانی دیتا مین رہون یہ پانونکو رگڑا کر / مرتے مرتے تک تھی یہ زخمِ کہن کی آرزو
اس آبجہ پر تیری ای پیرِ فلک پتھر پڑین / خاک مین تونے ملائی کوہکن کی آرزو
نامرادی کہتی ہی کیا ہو شبِ وصلت اگر / مین کہین بنجاؤن اوس پیمانشکن کی آرزو
شمع رو کو حال سوزِ دل جو لکھنا ہی مجھے / ہی سوادِ دودِ شمعِ انجمن کی آرزو
باغ مین جائے تو دھو دھو پانونکو تیرے پیئین / مدتون سے ہی یہ مرغانِ چمن کی آرزو
ای جنون دشتِ جنون مین ہو مری مٹی عزیز / مجکو غربت مین نہین غسل و کفن کی آرزو
نکہتِ زلفِ معنبر بس گئی پھولونمین آج / خوب بر آئی عروسانِ چمن کی آرزو
سر سے پا تک آتشِ فرقت نے پھونکا ہی مجھے / بنگیا ہون آج شمعِ انجمن کی آرزو

عشقِ ابرو بے سبب لیکن نہین اپنے ہوا
بنکے آئی ہی قضا اوس تیغزن کی آرزو

سر کے جب تک سر نجائیگی نہوگی مخلصی
ہی گلے کا ہار اپنے تیغزن کی آرزو

اسقدر شوقِ شہادت ہی کرے گر قتل وہ
روح بنجائے ابھی اوس تیغزن کی آرزو

خود گلے کو کاٹ کر اپنے مرا جاتا ہون مین
واے حسرت خوب نکلی تیغزن کی آرزو

مین نہ آتا بھولکر بھی جانبِ ہستی کبھی
کھینچ لائی ہی عدم سے تیغزن کی آرزو

سرزدہ شی کا مجھی پر خاتمہ ہی سو چلے
رخ کریگی پھر کدھر اوس تیغزن کی آرزو

پھر مین زندہ ہون کرے وہ قتل یہ ہی انتظار
تکتی ہی حسرت سے مجکو تیغزن کی آرزو

جب چلا مقتل کی جانب مین تو اسدری خوشی
آئی لینے کو مرے اوس تیغزن کی آرزو

قتل اکدن ہونگا اب بیشک مین اوسکے ہاتھ سے
بنگئی قسمت مری اوس تیغزن کی آرزو

ابروِ قاتل کا اب رہنے لگا مجکو خیال
گھر لگی کرنے ہی دلمین تیغزن کی آرزو

دم نہ نکلے راتدن تڑپا کرون مین خاک پر
اب یہی شاید کہ ہی اوس تیغزن کی آرزو

قتل ہونے پر مین آمادہ ہون اوسکو ہی گریز
کم ہی میری آرزو سے تیغزن کی آرزو

ٹکڑے ٹکڑے لاش ہو برباد اسکی مٹی ہو
باقی ہی کیا کیا ابھی تک تیغزن کی آرزو

اثر رہا ہی یہی عاشقی مین کیا یارب
تڑپ تڑپ کے مرین ہم اونھین خبر بھی نہو

جو پاس آکے کہین ایک دم ٹھہر جاؤ
تو پھر مجھے کبھی دردِ دل و جگر بھی نہو

برا ہو عشق کا ایسا خراب حال کیا
جو جائین محفلِ جانان مین تو گذر بھی نہو

جو خود وہ آتے نہین ہین تو کیا غضب ہی بھلا
ہمارے نالۂ جانسوز کا اثر بھی نہو

وہ کام حضرت دل تمکو چاہیے کرنا
نہو جو نفع تو کچھ اوسمین پھر ضرر بھی نہو

نہین وہ آتے تو اندھیر کیا ہی یہ یارب
شبِ فراق کاٹنہ کالا ہو سحر بھی نہو

جو شب کو کہیے ٹھہرنے کو تو بگڑتے ہو
تمام رات [illegible]کر پھر و ستمر بھی نہو

بشر ہین وہ بھی شکایت احد یہ بیجا ہی
بشر مین ہو جو نہ شر نام پھر بشر بھی نہو

یہ شہادت ہی تھی کیا خستہ تن کی آرزو
تھی مری تقدیر شاید تیغ زن کی آرزو

کاٹا خود اپنے گلے کو جب اوس سے کٹ سکا
پڑ گئی اپنے گلے اوس تیغ زن کی آرزو

زندۂ جاوید مجکو کر دیا اک وار مین
زندگی آئی تھی بنکر تیغ زن کی آرزو

یہ سمجھ کر کے سر جائینگے میری لاش سے
روئی ہی کیا کیا لپٹکر تیغ زن کی آرزو

سوُےِ مسجد چلا مین تو کہا یہ سنکے اوس بت نے
رہو بندے بتون کے کہنے سننے کو مسلمان ہو

شکایت کی نہ ملنے کی تو فرمانے لگے دیکھو
نظر آئے وہ کیونکر جو نظر سے آپ پنہان ہو

وہان اغیار سے ہو گرم صحبت ہم یہان تڑپین
مزے لوٹے کوئی یون اور کسیکا خاک ارمان ہو

یہی مطلب عیان ہی صاف خال و روے جانانسے
بنے ہندو جو کوئی تو کوئی بیشک مسلمان ہو

نشان ملتا نہین ملکِ عدم کے جانیوالونکا
خدارا چپ یہ کیون ای ساکنِ شہرِ خموشان ہو

گزندِ چشمِ نرگس سے خدا محفوظ بس رکھے
مبارک جاتے ہو جاؤ تمھین سیرِ گلستان ہو

مقابل ابرِ تر کے چشمِ تر ہی لطف ہو جسدم
زمین پر تو ہو خندان آسمان پر برق خندان ہو

زمانہ تک بھی تابع آپکی نیرنگیون کا ہی
طلسمِ دہر تم اس عالمِ امکان مین ایجان ہو

عبث یہ پوچھتے ہو تم کہ بتلاؤ تو ہم کیا ہین
سرورِ دل ہو تسکینِ جگر ہو راحتِ جان ہو

زمین پر سے چڑھایا آسمان پر کی خط ہمنے
گھٹے کیون غم سے جب ہمنے کہا تم ماہِ تابان ہو

احمد جو رات بھر بیچین رہتے ہو تو بتلاؤ
خیالِ گیسوِ شبرنگ مین کسکے پریشان ہو

رقیب مانگے جو بوسہ تو کچھ حذر بھی نہو
یہ کیا غضب ہی کہ میری طرف نظر بھی نہو

اونکی آنکھونکا اشارہ مری آنکھونسے ہے
مردم دیدہ کو بیمار کرون یا نکرون

وعدۂ وصل مین دیکھو تو تردد یہ احد
سوچ مین بیٹھے ہین اقرار کرون یا نکرون

ردیف واو

نئے انداز کی شوخی سے کیون زینت کے خواہان ہو
ادھر آئینہ حیران ہے ادھر تم آپ حیران ہو

وہ فرماتے ہین جیسے عاشقِ گیسوے پیچان ہو
اوداس ایسے احد کیون صورتِ شامِ غریبان ہو

دوئی ظاہر مین ہے باطن مین اوحدت کا سامان ہو
مثل مشہور ہے الفت مین دو قالب ہون ایک جان ہو

وہی مومن ہے کامل الفتِ رخ مین جو نالان ہو
اذان دے جو کوئی کعبے مین وہ اچھا مسلمان ہو

کبھی تشریف فرما خانۂ دیدہ مین اے جان ہو
تماشا پتلیون کا دیکھو گر اس گھر مین مہمان ہو

جو تو صحنِ چمن مین ناز سے اے گل خرامان ہو
قدم لینے کو تیرے فتنۂ محشر نمایان ہو

صدا آتی ہے کیون غفلت مین تم اے اہل بستان ہو
برنگِ بوے گل اس باغ مین دو دن کے مہمان ہو

دمِ گریہ تصور گر خرامِ ناز کا جان ہو
قیامت ہو بپا لیکن غریقِ بحرِ طوفان ہو

برنگِ بوے گل یہ راز چھپ سکتا نہین ہمسے
دہن کا اونکے مضمون گرچہ غنچے مین بھی پنہان ہو

عجب بازار الفت کا بھی اولٹا پلٹا لیکھا ہے
نگاہون مین تلے جو جنس وہ قیمت مین ارزان ہو

خدا کے واسطے باز آ تو ان ظلموں سے اے ظالم
ترے تیر نگہ نے مجکو رکھا نیمجان برسون

جو یاد آیا کبھی ظالم کا چلنے مین ٹھہر جانا
تو فرقت مین مجھے آئی ہین ہیم ہچکیان برسون

مجھے تھی شش جہت مین جستجو جسکی وہی دیکھو
نظر کی طرح آنکھو نمین رہا ہی نہان برسون

مرا ہون آتش فرقت مین جلکر جسکے باعث سے
ہما بھی کھا کے پچتا یگا میری ہڈیان برسون

ہماری ناتوانی دیکھکر لوگون سے وہ بولے
احمد بیار تھے شاید نصیب دشمنان برسون

نالے دو چار دل افگار کرون یا نکرون
شور محشر مین بپا یار کرون یا نکرون

ترک الفت مین دل زار کرون یا نکرون
زندگی بھر مین اوسے پیار کرون یا نکرون

قبر کو میری یہ ٹھکرا کے لگا کہنے وہ شوخ
فتنۂ حشر کو بیدار کرون یا نکرون

مرغ دلکو یہ لگا دیکھکے کہنے صیاد
دام گیسو مین گرفتار کرون یا نکرون

دل تڑپتا ہی جگا دینگے تو ایذا ہو گی
جی مین آتا ہی کہ بیدار کرون یا نکرون

تیغ ابرو کا اشارہ صف مژگان سے یہ ہے
کشتہ چشم سے تلوار کرون یا نکرون

تجھسے بیتابی دل پوچھتا ہون آجکی رات
نالہ کوئی بھی دل افگار کرون یا نکرون

یہ باعث ہی رہے غم سے جو ہم آشفتہ جان برسون
خمِ زلفِ دوتا مین دل رہا اپنا نہان برسون

نہ ڈھاؤ خانۂ دل کو ہمارے ای بتو ہرگز
اُٹھانے سے نہین اُٹھنے کا گر یہ مکان برسون

کٹین راتین بہت آرام سے جبتک بھلے دن تھے
بغل مین آکے سویا اپنے وہ آرامِ جان برسون

اونھین موقع نہین اکدن پاکے بیخوف وخطر ہوکر
کہا مین نے ابھی ترساؤگے بوسے کہ ہان برسون

تصور رہا دن رہنے لگا ان شعلہ رویونکا
جلائیگی ہمین پھر آتشِ عشقِ بتان برسون

مین وہ مقتول ہون جسکے لہو کے ذائقے سے پھر
تری تلوار چاٹیگی بس ای قاتل زبان برسون

سگِ جانان کے منہ تک اُڑ کے تب یہ جاکے پونہچی ہین
پسی ہین آسیائے چرخ مین جب ہڈیان برسون

تپِ ہجرِ صنم نے کی ہی ایسی آتش افروزی
جلے ہین شمع کے مانند مغزِ استخوان برسون

حقیقت تب کھلے تمکو مرے دل کے ستانیکی
کرو تم بھی کسیکو پیار جب ای مہربان برسون

نہین ملتی کہین مجکو جگہ دم بھر ٹھہرنیکی
ابھی شاید پھرائیگا یہ دورِ آسمان برسون

صفت مینے جو کی ہی گیسوِ خمدارِ جانانکی
رہا اولجھا ہوا اپنا کچھ اندازِ بیان برسون

گیا دل سے نہ اپنے زندگی بھر عشق جانانکا
شریکِ دم رہا ہو کرکے یہ تکلیفِ جان برسون

رہا وحشت کا اپنے سلسلہ زندانین بھی باقی
صبا لائی اوڑا کر بوے زلفِ یار یان برسون

گھٹے جاتے ہین دن فرقت کے دن وصلت کے آتے ہین
نہ گھبرا ای دلِ مضطر رہے گا شادمان برسون

خدا کالا کرے مُنہ دشمنون کا جنکے باعث سے
رہے شکوے گلے کچھ اونکے میرے درمیان برسون

نہ جائیگا ہمارے دل سے لطفِ وصل مدت تک
رہیگی یاد تیری مہربانی مہربان برسون

پھنسو مت عشق کے پھندین کہتے ہین ابھی ہم سے
کنوئین جھکوائیگا تمکو خیالِ نوخطان برسون

رہا محبوس زندان مین مگر شکرِ خدا پھر بھی
صبا لائی اوڑا کر بوے زلفِ یاران برسون

نہ پڑ ای دل تو اسکی چاہ مین ورنہ سمجھ لے تو
زنخدان کی محبت بھی جھکائیگی کنوان برسون

مین وہ مردودِ درگاہِ خداوندِ دو عالم ہون
نہ کھائیگا سگِ جانان بھی میری ہڈیان برسون

ہوا حاصل یہی بس ہمکو اس دل کے لگانے سے
تپِ ہجرِ صنم نے مجکو رکھا ناتوان برسون

احد بعدِ فنا یہ اپنے یارون کا ہوا عالم
ملا ڈھونڈے سے تربت کا نہ اونکے پھر نشان برسون

نہ ڈھونڈھے سے ملا اپنا کہین اصلا نشان برسون
تو ونکے عشق مین ایسے رہے ہم لامکان برسون

شریکِ دم رہا آخر یہ سودائے گران برسون
خیالِ زلفِ جانانین رہے آشفتہ جان برسون

اوٹھائے لطف کرکے ہمنے سیرِ بوستان برسون
رہے گلشن ترا پھولا پھلا ای باغبان برسون

نہ عرضِ حال اپنا پاکے موقع کرسکے آخر ❊ رہی بس نام کے خاطر مرے منہ مین زبان برسون

وہ کچھ سنکر کے حالِ درد و غم کہنے لگے ہنسکر ❊ نہو گی ختم شاید آپکی یہ داستان برسون

اجازت کوچۂ جاناں کی حاصل ہو گی تب اسکو ❊ پڑھے گر بلبلِ نالان گلستان بوستان برسون

ہوئی حالت مری ای ترکِ شوقِ شہادتمین ❊ بعینہ مرغ بسمل کی طرح تڑپے ہی جان برسون

کہا ہی خواب مین اکدم کہین تب جلوہ فرمائے ❊ رہا ہی نام اوس غافل کا جب وردِ زبان برسون

اجازت دی ہی تب پیرِ مغان نے مے پرستی کی ❊ کیا ہی لغزش پا کا مرے جب امتحان برسون

تبِ ہجرِ صنم کی آتش افزونی ذرا دیکھو ❊ جلین بعدِ فنا بھی قبر مین یہ ہڈیان برسون

مری دیوانگی سے شور زندانمین رہا برپا ❊ نہ سوئین چین سے اکدم بھی پڑکر بیڑیان برسون

پھنسی جب دام مین بلبل لگی رو رو کے یون کہنے ❊ قفس مین خون رولائے گا خیالِ آشیان برسون

قصورِ بوسۂ لب پر بس اب موقوف بدخوئی ❊ سنائین گالیان تونے مجھے او بدزبان برسون

شفیعِ حشر فرمائینگے محشر مین اوسے لاؤ ❊ گھسا جسنے جبین سے میرا سنگِ آستان برسون

نرکھ امید ای دل اونسے جلدی وصل ہونیکی ❊ ابھی تو منتظر رکھیگا کہنا اون کا ہان برسون

چھپاؤ کچھ نہ باتین ہمسے کہنا ہو جو کچھ کہدو ❊ تمھارے تو رہے ہین ای بتو ہم رازدان برسون

اپنی کمان ابرو کو کھینچکے ان تبون نے پھر
دلمین جگر مین سینے مین تیر نگہ لگائے ہین

جانیے اونکا آنا جب آئین جو پاس سے ملا
جلوہ ہزار بارین خواب مین تو دکھائے ہین

ناز کو اونکے دیکھیے آئے جو خواب مین کبھی
آنکھو مین رک کے ایکدم خانۂ دلمین آئے ہین

آنا ہمارے پاس جو مد نظر نہین ہی آج
مہندی بہانے انکے لیے سنتے ہین وہ لگائے ہین

وہ جو گئے ہین باغ مین زلف کو رخ پہ چھوڑ کر
پھولونکے دلمین آج وہ بو کسطرح سمائے ہین

اپنا کہین یہ حال کیا جوش جنونکے فیض سے
داغ کہن ہی داغ نو فصل مین گل کے کھائے ہین

آتے بھلا وہ کیون یہان بعد فنا ہے نصیب
جذبۂ دل ترے سبب قبر تلک وہ آئے ہین

تجھسے بتائین حال کیا ہونا تھا جو وہ ہوگیا
ہجر مین تیرے خون دل آنکھو نسے ہم بہائے ہین

دنیا کے لوگون کو احمد دوست سمجھو تم کبھی
کوئی نہین ہی اپنا یان جتنے ہین سب پرائے ہین

پھنسا کر دام گیسو مین دل ایجان جہان برسون
اندھیری راتمین لوٹے ہین تونے کاروان برسون

گلے ملکے غیرون نے مزے لوٹے وہان برسون
تڑپتے رہ گئے ہم بستر غم پر یہان برسون

فراق یار نے مثل کمان خم کر دیا مجھکو
رہا تقدیر کی صورت کجی پر آسمان برسون

کہا لوگون نے حالِ زار کو میرے تو فرمایا
کوئی پوچھے تو جا کر اونسے کیون وے بکتے ہین

خدا حافظ ہی بس اب زندگی چند روزہ کا
تپِ فرقت کی حالت پڑ گئی اعضا دکھتے ہین

بنے ہین دستِ قدرت سے سراپا نور کی صورت
ہمیشہ مثلِ سورج شمع محفل مین چمکتے ہین

احمد اس گلشنِ ایجاد مین گر غور سے دیکھو
تو بس ہنستے ہین اس ہستی پہ جو غنچے چٹکتے ہین

تجھسے ملے تو خوب شد ورنہ تو جان گنوائے ہین
در پہ ترے تو دل مین یہ سوچ سمجھ کے آئے ہین

بزم سے اوسکی اوٹھ کے ہم گھر مین جب اپنے آئے ہین
حسرت و یاس و رنج و غم ساتھ مین اپنے لائے ہین

ہاتھ مین اوس نے تیغ لیکے تو رک گیا کیون بتا تو سچ
قتل جو کرنا ہے تو کر سر کو تو ہم جھکائے ہین

وصل ہو تجھسے دیکھین کب شوق یہی ہی دل مین اب
ہجر مین تیرے بارِ غم سر پہ تو ہم اوٹھائے ہین

قصدِ تجھ جانے کا جانے نہ دونگا ہو جو ہو
شکر خدا مرے یہان بھولے سے آپ آئے ہین

چھپنے کا حال یہ نہین ہے سچ کہو کام کیا کیا
ہاتھ مین اپنے کسکا دل آپ بھلا چرائے ہین

عذر بہانے کا ہی یہ آپ مین آؤن گا وہان
مہندی لگا کے آج وہ رنگ نیا جو لائے ہین

شوق سے آکے کوئی دم آنکھون مین مرے بیٹھے
غیر کی بزم سے جواب ہو کے خفا اوٹھ آئے ہین

خیالِ تنگ آغوشی مرا جب اونکو آتا ہی
تو اکثر تنگیِ جامہ سے وہ اپنی جھجکتے ہین

جو پوچھا گالیان دیکر ہوے کیون گرم دل کو بے
لگا کر آگ دل مین ہم یونہین اپنی چھڑکتے ہین

بھلا اب خاک نکلیگی ہماری آرزوے دل
تہِ شمشیرِ قاتل اور ہم دم بھر سسکتے ہین

ہوے ہین جبسے ہم اونکی کمر کے چاہنے والے
عدم والے عدم مین تب سے میری راہ تکتے ہین

خیالِ روے تابان ہین جو مین بیہوش ہوتا ہون
پسینا پونچھکر اپنا مرے منہ پر چھڑکتے ہین

ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کہنے
پڑے سوتے ہو تم اللہ رے ہم تمکو تکتے ہین

نکلکر مانگ کی الفت سے عشقِ زلف کر بیٹھے
چلے جو راہ سیدھی چھوڑ کر تو اب بھٹکتے ہین

نزاکت کے سبب سے دو قدم چلنا بھی مشکل ہی
جو بل کھاتی ہی زلف اونکی تو وہ خود بھی لچکتے ہین

نہین اسمین قصورِ شعلۂ رخسارِ تابان کچھ
جھلک اوس شمعرو کی دیکھکر ہم خود لپکتے ہین

نہین بھولے ابھی تک شوخیان بیباکیان تیری
تجھے دست تمنا یاد کرکے وہ جھجکتے ہین

وہی نامِ خدا سے ہی ابھی عالم لڑکپن کا
پکڑتا ہون جو مین دامن تو وہ اب تک جھجکتے ہین

گریبان چاک اپنے جامۂ ہستی کا ہوتا ہی
پہنکر جب قبا سے پست و سینہ مسکتے ہین

دمِ رفتار سو جھا ہی اونھین انداز کیا طرفہ
نزاکت بھی قدم لیتی ہی جبدم وہ لچکتے ہین

جو پاس آنا ہمارے ہی تو چلے آؤ
کرو نہ بہرِ خدا عذر آج آنے مین

کہا کسی نے جو عاشق کو کیون ستاتے ہو
تو بولے ہنس کے مزا ملتا ہی ستانے مین

جنون نے ساتھ نچھوڑا جو مرتے مرتے تک
تمام عمر کٹی خاک ہی اوڑانے مین

تمام خلق مین بدنام اور ذلیل ہوے
احمد ملا یہی بس ہمکو دل لگانے مین

بہارِ گل چمن مین آئی ہی بلبل سے چہکتے ہین
بُرا صیاد کا ہو ہم قفس مین سر پٹکتے ہین

شہادت کی ہوس ہی صورتِ بسمل پھڑکتے ہین
ازل سے ہم میانِ کوچۂ قاتل سسکتے ہین

جو وہ گلرو کبھی گلشن مین جاتا ہی تو پھر ہر گل
سراپا چشم حسرت بنکے کس حسرت سے تکتے ہین

زمین پر عکس اوس خورشید رو کا جبکہ پڑتا ہی
شعاعِ مہر کی صورت ہر اک ذرے پہ چمکتے ہین

ہوا ثابت یہ بمعنی نصائح سے مجھے ناصح
بڑے بیہودہ گو ہین آپ کیا بیہودہ بکتے ہین

چُرا لیجائینکا شاید ارادہ آج ہی اونکا
جو پہلو مین وہ دزدیدہ نگہ سے دلکو تکتے ہین

پسِ مردن بھی میری خاک سے شاید مکدر ہین
جو تربت پر مری آتے ہوے دامن جھٹکتے ہین

جوابِ بد دماغی دون دماغ اپنا کہان ایسا
دماغِ حضرتِ ناصح پھرا ہی کچھ وہ بکتے ہین

وہ مرغ ہون کہ مین صیاد کے فقط ڈر سے
رہا نہ چین سے اکدن بھی آشیانے مین

ہر اک کے سامنے تحقیر سے نہ دیکھو تم
ملیگا آپ کو نظرون سے کیا گرانے مین

شب وصال نہ آؤ تو پھر ہمین آئین
نہ ہو جو خوف و خطر کچھ ہمارے آنے مین

پھلا نہ پھل کوئی جز یاس و حسرت و حرمان
ملا یہ نخل تمنا ترے لگانے مین

تمھین بتاؤ کہ تمکو ملا بھلا کچھ بھی
ہمارے کعبۂ دل کے بتو یہ ڈھانے مین

اوڑایا خاک کو کوے صنم سے جو تونے
ملا صبا تجھے کیا اسکے پھر اوڑانے مین

اونھین کے تیر نگہ کا ہون مین بھی اب زخمی
جو قتل کرتے ہین عالم کو آنکھ اوٹھانے مین

جو قتل کرنا ہی کیجے گلا یہ حاضر ہی
کرو نہ سوچ سمجھ تیغ کے لگانے مین

تو مین بھی جانب ملک عدم روانہ ہون
تمھین نہین جو توقف یہانسے جانے مین

بگڑتے روز ہو اور گالیان بھی دیتے ہو
بتایئے تو ہی کیا فائدہ ستانے مین

ہر ایک بات مین لوگونسے جو بگڑتے ہو
بگڑ ہی جایئگا منہ تیوریان چڑھانے مین

یہ کالے آئے ہین پینے کو سمجھو آب حیات
دہن پہ زلف نہین آئی ہی نہانے مین

نہ توڑو اسکو وگرنہ پڑیگی پھر دقت
ہمارے شیشۂ دل کے تو بنانے مین

حامل کوئی نہین ہی خط اشتیاق کا
ای مرغ دل سوای ترے نامہ بر نہین

کعبہ سمجھکے توڑتے ہین دل کو اور بھی
سچ تو یہ ہی بتون کو خدا کا بھی ڈر نہین

ہم تو احد ہین خوف قیامت سے بدحواس
آرام سے وہ ہین جنھین محشر کا ڈر نہین

نہین ہی عشق مین کچھ لطف اس زمانے مین
تمام عمر گذر جاتی ہی بہانے مین

ہزارون پیچ ہین زلفون سے دل پھسانے مین
کہ بال بال ہی تکلیف غم کے کھانے مین

پیا ہی خون جگر غم کو ہمنے کھایا ہی
اثر دیا تھا یہی [illegible]نے آب و دانے مین

دل و جگر کی طرف دیکھکر وہ کہتے ہین
اڑاتے دونون کو ہین ایک ہی نشانے مین

ستاتے دل ہو بتو تم عبث غریبون کا
مزا بتاؤ تو ملتا ہی کیا ستانے مین

جو آئے پاس ہو میرے تو پھر برائے خدا
کرو نہ شرم و حیا مجھسے منہ دکھانے مین

کہان وہ قند مکرر مین لطف ای دلبر
ملا مزا جو ہمین منہ سے منہ ملانے مین

گئے جو شوق سے مقتل مین تو یہ باعث ہی
ہم اپنی زیست سمجھتے ہین سر کٹانے مین

پھڑک کے طائر جان بس نکل ہی جائیگا
جو آج بھی کہین تاخیر کی پھر آنے مین

مسافر وہ ہین منزل تک پہونچنا جنکو مشکل ہی
قدم اوٹھتا نہین بس دیکھکر منزل تڑپتے ہین

لگا کر تیغ مجکو ہنس کے قاتل مجھسے یون بولا
سنبھل جاؤ نہ تڑپو تم کہین عاقل تڑپتے ہین

عجب اوس بت کے کوچے مین تماشا دیکھتے ہین ہم
کہین عامل تڑپتے ہین کہین کامل تڑپتے ہین

سنا یارون کا آگے قافلہ منزل تک پونہچا
ہمین پیچھے فقط ای حسرت منزل تڑپتے ہین

لگا کر تیغ لوگون کو وہ قاتل ہنسکے یہ بولا
تڑپنے ہی کے تھے یہ لوگ بس قابل تڑپتے ہین

وہ آغوش تمنا مین نہ آئینگے کبھی اپنی
عبث ہم جان کو دیتے ہین لاحاصل تڑپتے ہین

نہ سر پٹکو نہ تڑپو تم احد کہنا مرا مانو
تعشق لاکھ ہو لیکن کہین عاقل تڑپتے ہین

مرتے ہین جسکے عشق مین اوسکو خبر نہین
آہ جگر خراش مین بالکل اثر نہین

ہم بھی طریق مہر و مروت سے پھرتے ہین
دل مین تمھارے جاے محبت اگر نہین

خال سیاہ یار کی الفت مین زاہدا
کافر ہوے ہین سجدۂ بت سے حذر نہین

پوچھو نہ ابتداے شب غم کا ماجرا
وہ شام ہی کہ جسکو امید سحر نہین

درپیش راہ منزل معدوم سبکو ہی
وہ کونسی ہی روح کہ جسکو سفر نہین

لگا بہ خدا اک ناخن مشکل اپنی ہو آسان
کلیجہ منہ کو آتا ہی جب ای قاتل تڑپتے ہین

شب مہ مین زمین پر دیکھکر چلتے ہوے تجکو
ستارے آسمان پر ای مہ کامل تڑپتے ہین

مری بیتابی کو وہ دیکھکر لوگون سے یہ بولے
حصول مدعا مشکل ہی لا حاصل تڑپتے ہین

غضب کی دی خدا نے بسملان ناز کو طاقت
زمین ہلجاتی ہی جسوقت ای قاتل تڑپتے ہین

رہا کرتی ہی صحبت گرم وان دن رات غیرون سے
یہان ہم بستر غم پر عبث ای دل تڑپتے ہین

گذرتے جاتے ہین سب آشنا اس بحر فانی سے
ہمین بیٹھے ہوے بس اک لب ساحل تڑپتے ہین

اجازت جانیکی اندر نہین ملتی تو باہر سے
کسیکی دیکھکر آرایش محفل تڑپتے ہین

ادھر غیرون کے ملنے سے تجھے فرصت اگر ہو تو
ادھر بھی بوسہ لب کے ترے سائل تڑپتے ہین

عجب حالت ہی اپنی آج کل بس صورت بسمل
تجھے ہم دیکھکر ای رونق محفل تڑپتے ہین

تو وہ لیلی ہی جسکا شور اک عالم مین ہی برپا
ہزارون صورت مجنون پس محمل تڑپتے ہین

ستارے رات بھر گنتے ہین نیند آتی نہین ہمکو
تجھے ہم یاد کر کرکے بس ای غافل تڑپتے ہین

تماشا ہی عجب اک آج اوس قاتل کے کوچے مین
کہین نادان تڑپتے ہین کہین عاقل تڑپتے ہین

نہ پڑ جائے کہین داغ خون پھر تیرے دامن پر
ذرا ہشیار ہو جا ہم اب ای قاتل تڑپتے ہین

کفن کی جا ذرا دیکھو تو یہ شوق شہادت ہے　　کہ رکھکر جامۂ ہستی کو ہم سر پر نکلتے ہین

غبار اپنے پڑے دامن پہ اونکے اوڑکے تو بولے　　کسیکے دل کے ارمان خاک ہونے پر نکلتے ہین

پلٹ جاتا ہی پانوٗنسے پس مردن غبار اپنا　　مری تربت کی جانب سے جو وہ بچکر نکلتے ہین

جدا سب سے نگہ نیچی خرام آہستہ آہستہ　　پشیمان قتل ناحق سے وہ یون ہوکر نکلتے ہین

بناوٹ سے ہماری قبر پر آتے ہین ماتم کو　　نکھر کر سوگ کے پردے مین بھی ہمسر پہ نکلتے ہین

غبار ہ نہین جو باقی تھی تمنا کچھ لپٹنے کی　　بگولے کی طرح سے باندھکر چکر سے نکلتے ہین

کہا کرتا ہی دل اپنا احد کو کوئی دیکھو تو　　سنا ہی وہ دوپٹا ڈالکر منہ پر نکلتے ہین

کہان دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سے سنتے ہین
جو اوسکے گھر مین جاتے ہین وہ بس روکر نکلتے ہین

بتائین حال کیا کیون ای بت غافل تڑپتے ہین　　ہمین تھا ناز جس دل پر لیے وہ دل تڑپتے ہین

پڑے ہین خاک پر حالت یہ اپنی اب ہی ای قاتل　　بدقت سانس لیتے ہین بصد مشکل تڑپتے ہین

کیا قتل ایک عالم کو ولیکن وا رے بیدردی　　نہ دیکھا مڑکے تو نے کسطرح بسمل تڑپتے ہین

نہین ہون فرقت جانانہ مین خالی ایک مین مضطر　　جگر بھی اور دل بھی ہان مرے شامل تڑپتے ہین

شگفتہ ہوتی ہی ہر شی جب مردم بھر نکلتے ہین
بہار باغ فصل گل مین وہ ہو کر نکلتے ہین

جگر بھی اور دل بھی خون ہین دو پی خرابی کے
مرے دشمن یہ سیراہی لہو پیکر نکلتے ہین

دوپٹا اوڑھا کر کہتا ہون کیون نکلے تو کہتے ہین
حیا ہین پردہ غیرت مین ہم چھپکر نکلتے ہین

اثر بھی کچھ نکچھ میری محبت کا تو ہونا تھا
خدا کی شان ہی میری طرح مضطر نکلتے ہین

کسیکی شوخی دست حنائی کے تصور مین
مری آنکھونسے لخت دل لہو ہو کر نکلتے ہین

شفق بھی منہ چھپا لیتی ہی اپنا پردہ شب مین
جو مہندی شام کو وہ ہاتھ مین ملکر نکلتے ہین

جو جی مین آتا ہی کہتے ہین ہم رندونکو جل جلکر
کبھی جو حضرت ناصح سوئے منبر نکلتے ہین

قضا کا ہی بہانا پر نگاہین جان لیتی ہین
اجل سے بھی زیادہ یہ پری پیکر نکلتے ہین

جو کہتا ہون نہ نکلے ایک بھی ارمان مرے ابتک
تو وہ کس بھولے پن سے کہتے ہین کیونکر نکلتے ہین

اثر دکھلایا گلرویونکی الفت نے پس مردن
چڑھانے پھول تربت پر مرے دلبر نکلتے ہین

دم گلگشت گلشن کہتے ہین مرغان گلشن سے
چمن مین آج موج بوی گل بنکر نکلتے ہین

تلاش یار مین اکثر جو سر کے بل مین چلتا ہون
پھپھولے پانونکے مرے سر پر نکلتے ہین

وہ دزدیدہ نگہ سے دلکو اب تکتے ہین پہلو مین
جنھین باخبر سمجھے تھے وہی باہر نکلتے ہین

قیامت مین بھی شہرت ہی تری شوکت کی ہنگام
دبا کر پانؤنکو سب فتنۂ محشر نکلتے ہین

نہین معلوم صیادونے کیا آفت مچائی ہی
چمن سے آج مرغانِ چمن مضطر نکلتے ہین

تصور تیری مژگان کے شبِ فرقت مین ای قاتل
رگ جان کے لیے ہر ایک نشتر نکلتے ہین

دل [illegible] ہجر مین جسدم شور کرتا ہی
پکڑ کر ہاتھ سے پہلو کو ہم مضطر نکلتے ہین

بگڑ جاتے ہین حرفِ مدعا سنکر وہ قاصد سے
ہمارے دلکے ارمان دیکھین اب کیونکر نکلتے ہین

کہان یہ شوخیان عشوہ کرشمہ ناز غیرونمین
بتانِ ہند اکثر فتنۂ محشر نکلتے ہین

پتا ملتا نہین فرقت مین دلپر میرے کیا گذری
جو اشک آنکھونسے اپنی آج کچھ مضطر نکلتے ہین

گلے پر پھیر کر خنجر مرے کہتا ہی وہ قاتل
چٹا دیتا ہون خون اسکے لب کچھ جوہر نکلتے ہین

گلے مین ڈالکر باہین یہ بولے وصل کی شب وہ
بتاؤ دلکے ارمان ہمسے تم کیونکر نکلتے ہین

خدا جانے ٹھکانے کب لگے گی اپنی محنت یہ
تلاشِ یار مین ہر سمت ہم مضطر نکلتے ہین

احد پاؤن احداونکو تو پھر جانے نہ دون ہرگز
مگر مجبور رہون اکثر مین وہ اکثر نکلتے ہین

بہر حالت شریکِ بزمِ خیر و شر نکلتے ہین
برونمین ہم برے اچھونمین ہم بہتر نکلتے ہین

سنا ہو کسی پازیب کی جھنکار بجائین
تو نالے پُر اثر دیکھین نہین کیونکر نکلتے ہین

تصور جو رہا کرتا ہی اونکے روے رنگین کا
مرے مضمون بھی از روزِ نو نئی بنکر نکلتے ہین

دمِ تقریر دیکھو تو یہ کیا شیرین بیانی ہی
نبات اسکو سمجھیے پارۂ شکر نکلتے ہین

شبِ وصلت گلے مل ملکے فرمانے لگے مجھسے
احد بتلاؤ تو ارمان بھلا کیونکر نکلتے ہین

مسخر چشم سے کرنے کو جب دلبر نکلتے ہین
غضب کے مردمِ دیدہ بھی جادوگر نکلتے ہین

بڑھانی ہی گلون کے روبرو جو آبرو اپنی
بدنین موتیے کا عطر وہ ملکر نکلتے ہین

خبر بدلے اب ای تسلی خانۂ دل کی
نہین معلوم طفلِ اشک کیون مضطر نکلتے ہین

جسے دلبر سمجھتے ہین وہی اس بزمِ رنگین مین
برنگِ مردمِ دیدہ حیا پرور نکلتے ہین

کسیکی زیب و زینت باعثِ توقیر زینت ہی
قدم لیتی ہی آرایش جو وہ بنکر نکلتے ہین

قریبِ مرگ سب ارمان دل سے پیٹکر بولے
اب او دل تجسے ہم سب جدا ہوکر نکلتے ہین

ہوا ہون جیتے جی مٹی مین ای جوشِ جنون ایسا
کہ گورسے خاک میری چاک کر نشتر نکلتے ہین

مرے رگہاے تنمین تو گئے تھے شوق سے لیکن
یہ کیون روتے ہوے آنکھونسے خون نشتر نکلتے ہین

صدا آتی ہی یہ فرہاد اور مجنونکی تربت سے
عجب یہ خاک کے پتلے بھی غارتگر نکلتے ہین

قدم لیتی ہی آرایش بھی جھک جھک کے اب اونکا
عجب انداز سے وہ آج بنکر ٹھنکر نکلتے ہین

شرارت کرنہ بیٹھین یہ کسی سے ڈرتا رہتا ہون
کبھی جو طفلہاے اشک تر باہر نکلتے ہین

مجھے وہ دیکھکر بولے یہ شیداے عشق ہین دیکھو
ہجوم یاس و حسرت کا لیے لشکر نکلتے ہین

اشارا ہی یہی اوس ترک کی اوس بانکی چتونکا
اجل سے کہدو آئے لیکے ہم خنجر نکلتے ہین

صفت مین نے جو کی ہی روے رنگین کی ترے اے جان
مرے ہر شعر مین مضمون پری پیکر نکلتے ہین

ہواے شوق گر جلوے دکھاے روے رنگین کے
تعجب کیا ہو ابر تو پری پیکر نکلتے ہین

نظر بھر بھر کے تجکو دیکھتے ہین یہ سسکتے ہین
ترے بسمل کے یون ارمان تہ خنجر نکلتے ہین

اونھین بھولین نہین بیٹے باکیان دست تمنا کی
مری تربت کی جانب سے جو وہ بنکر نکلتے ہین

جو رکھتا ہون تخیل انکے اونکے روے رنگین کا
یہی سب خوابین بنکر پری پیکر نکلتے ہین

تصور تیرے مژگان اور خنجر کے بھی اے قاتل
جو وہ نشتر نکلتے ہین تو یہ خنجر نکلتے ہین

رہائی کی نہ رکھ امید اونکی زلف مشکین سے
شکار اس دام سے اے دل کہین بچکر نکلتے ہین

تصور ہی مہ تابانکی شرمندہ جو کرنے کا
تو ہر شب بام پر بنکر پری پیکر نکلتے ہین

پھپھولے پانوؤن مین آنکھون مین آنسو داغ سینے مین
مرے طالع کے کیا کیا دیکھو تو اختر نکلتے ہین

پرافشان تھی جبین بکھرا کے زلف اپنی لگے کہنے
ذرا دیکھو تو کیا اس رات مین اختر نکلتے ہین

جو ثابت ہین ستارے وہ عدو کو آج ثابت ہین
جو سیارے ہین میرے بخت کے اختر نکلتے ہین

شب فرقت کا عالم چھا گیا ہی روز ہجران پر
سیہ بختی سے میری دن کو بھی اختر نکلتے ہین

احد کچھ غم نہین ہمکو کہ وہ خوش یا کہ ناخوش ہین
عدو تک دوست ہوتے ہین جو نیک اختر نکلتے ہین

دُر دندان جانان کے احد لکھے ہین جو مضمون
مرے دیوان مین جو نقطے ہین وہ اختر نکلتے ہین

جو ممکن بحر ہستی مین کبھی خود سر نکلتے ہین
حبابون کی طرح دم بھر ہوا بھر کر نکلتے ہین

بگڑنے پر بھی ہمکو مرتبہ بننے کا حاصل ہی
صبا کے دوش پر اب خاک ہونے پر نکلتے ہین

نکالے سے نہ نکلینگے نکالین لاکھ گر انکو
کب اندر دل سے یہ غمہاے دل باہر نکلتے ہین

دم تقریر تنگیِ دہن سے وہ ہین تنگی مین
دہن سے حرف تک بھی اونکے دب دب کر نکلتے ہین

چھپی ہی شان آرایش مین کیا صورت خدا کی
بگڑتے لاکھون ہین جس وقت وہ بن کر نکلتے ہین

جگہ رہنے کو دی تھی ہم نے انکو اپنی آنکھون مین
عبث یہ طفلہاے اشک اب باہر نکلتے ہین

ارادہ شام سے اونکا ہو میرے پاس آنے کا
کدھر سے طالعِ خفتہ مرے اختر نکلتے ہین

ہجومِ دلبران اونکے نکلنے مین یہ ہوتا ہو
کہ جیسے گرد مہ کے سیکڑون اختر نکلتے ہین

رخ و دندان کو تیرے دیکھکر ہر شب یہ پیکر
بہم شرمندہ اور نادم مہ و اختر نکلتے ہین

چڑھے تھے حسن کے زورون پہ یارب کسکو دیکھا ہی
نگاہِ خلق سے اوترے ہوے اختر نکلتے ہین

بھٹک جاتا ہون جس شب کو مین راہِ وادیِ غربت
تو اوس شب کو فلک پر بھی نہین اختر نکلتے ہین

مقابل مین رخ و دندانکے دونونکو جو آنا ہی
بہم اک جان دو قالب مہ و اختر نکلتے ہین

چمک بالونمین افشان جبین کی دیکھکر تیری
لباسِ شب مین کیا ماتم زدہ اختر نکلتے ہین

نہین ممکن مرے خورشید رو کے سامنے آئین
اوترتے جب ہین وہ کوٹھے سے تب اختر نکلتے ہین

چمک مین تیرے دندانکی چمک کو جو نہین پاتے
کفِ افسوس کو ملتے ہوے اختر نکلتے ہین

مقابل میرے گلرو کے کوئی گلرو نہین ہوتا
کہ جیسے شمس کے آگے نہین اختر نکلتے ہین

فلک کا رتبہ حاصل ہی زمین شعر کو اپنی
نکلتے ہین جو مضمون نیکے وہ اختر نکلتے ہین

جنون اب جلوہ گاہِ ناز شاید کچھ ہی باقی ہی
پھپھولے پانونمین جو صورتِ اختر نکلتے ہین

ترے توسن کے سم سے جو اوڑے تھے فلک کے ذرے
وہی ذرے فلک پر بنکے سب اختر نکلتے ہین

یہ خاک پاے بتِ خوش خصال کہتی ہی | فروغ دیدۂ خورشید و ماہتاب ہوئین
وہان وہ برق کے مانند ہنستے رہتے ہین | مثال ابر یہان دیدۂ پر آب ہوئین

احمد نہ ہو مدفن مرا پس مردن
نہ ہے نصیب کہ خاک در جناب ہوئین

شرارے میرے نالون سے جواب اکثر نکلتے ہین | وہی شب کو فلک پر نکلے سب اختر نکلتے ہین
مقابل مین ترے جب کبھی دلبر نکلتے ہین | گرے اپنی نظر سے [illegible] نکلتے ہین
چھپی بالون مین پر افشان جبین وہ یاد آتی ہی | شب مہ مین [illegible] ی اختر [illegible] نکلتے ہین
جو جاتے شکوہ ہو تم بام پر یہ ٹوٹے پڑتے ہین | تمھی پر جان دینے کو یہ کیا اختر نکلتے ہین
شب ہجران مین دود دل کا ایسا چھا گیا عالم | سیاہی کچھ لیے گردون سے اب اختر نکلتے ہین
نہین افشان جبین کی اونکی چھپ جاتی ہی زلفون مین | گھٹا گھنگور مین چھپ چھپ کے یہ اختر نکلتے ہین
شب مہ ہی ذرا سا بام پر آجا کہ ہم اکثر | تجھی کو دیکھنے او غیرتِ اختر نکلتے ہین
تجلی پر دُرِ دندان کی ایسے اپنے نازان ہین | چڑھاتے ہین وہ منہ اختر کو جب اختر نکلتے ہین
جو زلفون کے تصور مین خیال آتا ہی دندان کا | تو کیا اس رات کے پردہ مین بھی اختر نکلتے ہین

بنو صورت فرہاد و قیس ہون دونون
جو کوہ و دشت مین پھر کر کہین خراب ہونین

جلایا آتش ہجران نے اسقدر مجکو
برشتہ سینۂ و دل صورت کباب ہونین

زمین کو ہی تزلزل عجیب حالت ہی
پس فنا یہ لحد مین پر اضطراب ہونین

مری فنا سے ہزارون ہون موج زن دریا
دکھائے رنگ طلسمات وہ حباب ہونین

بوقت نزع یہ عزم مکان بیجا ہی
نہ اوٹھو پاس سے بیٹھو پر اضطراب ہونین

رقیب حال سے کیونکر مرے پتا پائین
خیال یار مین رہتا مثال خواب ہونین

کسیکے مصحف رخ کا [illegible] ایما ہی
جو آسمان پہ سے اوتری وہی کتاب ہونین

سوائے دوست نے [illegible] رین
نہ آؤن ذہن مین غیرونکے ایسا خواب ہونین

اگرچہ زندہ ہون پر دور کے سبب اب
کسیکی بزم کی نسبت خیال و خواب ہونین

نگاہ اونکی یہ پھر کر کے صاف کہتی ہی
زمانہ کہتا ہی چکر وہ انقلاب ہونین

زبانسے پوچھو نہ احوال میرے رونے کا
بچشم دیکھو تو بس چشمۂ پر آب ہونین

بتو نہ سمجھو مجھے خاص اپنا بندہ تم
تمہارے ملنے سے ابتک پر اجتناب ہونین

تمنا صاف یہ روح القدس کے دلمین تھی
براق کے شب معراج ہمرکاب ہونین

تصور مین وہ رہتے ہین عجب حالت ہی اب اونکی
نہ کھاتے ہین نہ پیتے ہین نہ کوئی لحظہ سوتے ہین

جو کچھ ہون نرم ان بات تونسے تو پھر صاف کہدینا
تمھاری مہربانی ہو تو پھر وہ اچھے ہوتے ہین

کہا دیکھو احد کو کوئی پھر ہم کل سے سنتے ہین
خدا جانے کہ وہ ہر لحظہ کیون چھپ چھپکے روتے ہین

بحسب حال اگرچہ بہت خراب ہو نہین
جو غور کیجے زمانے مین انتخاب ہو نہین

گناہگار ہون گرچہ بہت خراب ہو نہین
نظر کرے جو تو محشر مین بیحساب ہو نہین

جہان مین کہنے کو گو بندۂ شراب ہو نہین
نظر جو کیجے تو بس طالبِ ثواب ہو نہین

دکھا کے چہرۂ پر نور کو وہ کہتے ہین
زمین پر مہ و خورشید کا جواب ہو نہین

یہ چرخ نیلی کی عادت ملی ہی دونونکو
جو برق ہنسنے مین وہ رونے مین سحاب ہو نہین

یہی تمھاری عدالت کا مقتضا ہی بس
ہون غیر لطف کے خاطر پئے عتاب ہو نہین

بجایہ بوسۂ لب پر سزا ملی مجکو
گناہگار ہون اور قابلِ عتاب ہو نہین

نہین غرض ترے دم تک کسی سے ای ساقی
جہان مین یار خم و ساغر شراب ہو نہین

کرے جو ذبح کوئی لوٹنے وہی لگجاے
عجیب صید ہون کیسا پراضطراب ہو نہین

شبِ فرقت مین دیکھو آکے کیفیت تڑپنے کی
کبھی سر کو پٹکتے ہین کبھی اوٹھ اوٹھ کے روتے ہین

صدا آتی ہی یہ ہر دم لبِ گورِ غریبان سے
اسی منزل مین سر پر ہاتھ رکھکر لوگ روتے ہین

شکایت بیوفائی کی نہ تم میری کبھی کرنا
کہے دیتے ہین جانسے لوگ ہم ہاتھ دھوتے ہین

نہ تھا جز فرشِ گل دنیا مین بستر جیتے جی جنکا
وہ زیرِ خاک فرشِ خاک پر کسطرح سوتے ہین

نہالِ عشق مین کہتے ہین پھل لگتے نہین دیکھا
عبث تخمِ محبت مزرعِ دل مین یہ بوتے ہین

نہ سمجھو میرے رونے کو عبث اے ہمدمو ہرگز
ہم اپنی چشمِ تر سے جامۂ ہستی کو دھوتے ہین

نظر آتا ہی عالم چشمۂ حیوان مین ناگن کا
لبِ لعلین پہ سوتے ہین جب اونکے بال ہوتے ہین

وہ مثلِ موج لہراتے ہین زلفونکو جو دریا مین
یہ گردابِ بلا مین دیکھین کس کسکو ڈبوتے ہین

ق
پتا قاصد یہ رکھنا یاد اگر اوسکے کوچے مین
سسکتے ہین بلکتے ہین تڑپکر جان کھوتے ہین

جہان یہ دیکھنا پھر اوسجگہ یہ بھی نظر کرنا
نمایان روزنِ دیوار مین بھی کوئی ہوتے ہین

نظر آئین جو روزن مین تو جھک کر بندگی کرنا
جو پوچھین تم کہانسے آئے حاضر کہنا ہوتے ہین

ہمارے خط کو دیکر یہ زبانی اونسے کہدینا
کوئی دم مین وہ رخصت عالمِ فانی سے ہوتے ہین

جو پوچھین اسکا باعث کیا ہی تو پھر اونسے کہدینا
تمھارا نام لے لیکر کے وہ ہر لحظہ روتے ہین

ای احمد شرمِ گنہ وان تک مجھے جانے نہ دے
جب سرِ تختِ عدالت کبریا ہو مین نہون

سہ و خورشید جسکو دیکھکر شرمندہ ہوتے ہین
اوسی کافر کی الفت مین ہم اپنی جان کھوتے ہین

بھر آتا ہی جو دل اپنا کبھی فرطِ محبت سے
فراقِ یار مین دو دو پہر چھپ چھپ کے روتے ہین

ہوے ہین قتل جو دستِ نگارین سے ترے قاتل
شہیدون مین وہ داخل ہوکے زیرِ خاک سوتے ہین

گمان ہوتا ہی اک عالم کو اکثر شاخِ مرجان کا
وہ جسدم پنجۂ نازک کو دریا مین ڈبوتے ہین

دکھاتے ہین گلِ رخسار کو اپنے جو خوش ہوکر
دلِ نادان ترے حق مین کانٹے آج بوتے ہین

عجب عالم ہی ہر فرد بشر کا تیری محفل مین
بسانِ شمع جلتے ہین مثالِ ابر روتے ہین

نہین رہتے ہین اکسان ایک دو دن صاف دل ہوکر
کبھی ہوتے ہین خوش ہمسے کبھی آزردہ ہوتے ہین

گذر ہوتا ہی اونکا قبرِ عاشق پر تو کہتے ہین
ذرا پوچھو تو اونسے آج یہ کسطرح سوتے ہین

شبِ فرقت کے سونے والونکا یہ حال ہوتا ہی
سحر کو اوٹھکے اشکِ تر سے اپنے منہ کو دھوتے ہین

گلاب و عطر کی پانی مین بو معلوم ہوتی ہی
بدن کو جسگھڑی دریا مین وہ مل ملکے دھوتے ہین

نہ اوٹھینگے زمین سے صور کے پھکنے تک شاید
قیامت کے لحد مین سونیوالے لوگ ہوتے ہین

بہت آپ تو ناتوان سے ہو گئے ہین

لطف می ہو باغ ہو کالی گھٹا ہو مین نہون
وائے قسمت ساقی معجز نما ہو مین نہون

روح کہتی ہی وہ پابندِ بلا ہو مین نہون
دل فقط زلفِ بتان کا مبتلا ہو مین نہون

اوسکے کوچے مین نجاؤن یہ بھی ممکن ہی بھلا
جس جگہ پر میرا حاصل مدعا ہو مین نہون

ہی دعا یہ حشر تک دیکھون نہ روے آسمان
جس زمین پر ایخدا ایسی کج ادا ہو مین نہون

کیون نہو شوقِ شہادت بدنصیبی سے گلا
مستعد جب قتل پر قاتل ہوا ہو مین نہون

مرغ دل کہتا ہی تیرے بام پر ای شاہ حسن
بلبلِ سدرہ ہو عنقا ہو ہما ہو مین نہون

سختیِ فرقت نہین اوٹھتی دلِ بیتاب سے
ہجر مین بس روح قالب سے جدا ہو مین نہون

بلبلِ نالان گلستان مین دعا کرتی ہی یہ
یا الٰہی جب خزان کی یان ہوا ہو مین نہون

وحشتِ دل تیرے کوچے سے نکالے حیف ہی
گھر کیونکا جب ترے پردہ اوٹھا ہو مین نہون

تو جو بھیجے وصل کا پیغام شادی مرگ ہو
ای مسیحا درد دل کی جب دوا ہو مین نہون

ای خداوندِ دو عالم روح بھی نکلے مری
وہ بتِ کافر اگر مجھسے جدا ہو مین نہون

یہ دعا ہی جب زمینِ کوچۂ جانان چھٹے
میرے سر پر آسمانِ غم گرا ہو مین نہون

تصور ترے تیرِ مژگان کے قاتل
مرے دل مین نوکِ سنان ہوگئے ہین

یہ کہتے ہین وہ حالتِ غم کو سنکر
یہ قصے تو پہلے بیان ہوگئے ہین

دکھایا ان آنکھون نے سیلاب کیا کیا
یہ آنسو بھی آبِ روان ہوگئے ہین

یہ کہتی ہی خاقان وکسرا سے قسمت
تم ایسے بہت خاک یان ہوگئے ہین

تبدل زمانے کا یہ رنگ لایا
کہ کمظرف بھی شعرخوان ہوگئے ہین

ہوا رشک تاتار و تبت کو جب سے
ترے بال عنبرفشان ہوگئے ہین

خدا کے لیے اونکو مت چھوڑ قاتل
تہِ تیغ جو نیمجان ہوگئے ہین

کسیکو نہین چین فرقت مین انکی
یہ دلبر اذیت رسان ہوگئے ہین

کہا کرتی ہی خاک سے روح اپنی
کسیکے لیے بے نشان ہوگئے ہین

جنھین کجکلاہی کا تھا اپنے غرّا
تہِ خاک وہ بھی نہان ہوگئے ہین

رقیبون نے کیا جانیے کیا کہا ہی
کہ بیطرح وہ بدگمان ہوگئے ہین

دکھائین نہ کیون رخ بدلے خوشی کے
کہ دشمن مرے آسمان ہوگئے ہین

احمد مجھسے کہتا ہی وہ شوخ ہنسکر

مریضِ غم کے حق مین وصل اونکا زندگانی ہی
لبِ شیرین کے بوسے آب حیوان ہوتے جاتے ہین

ہمارے پاس لاتی ہی اوڑا کر نکہتِ گیسو
صبا کے آج ہم ممنونِ احسان ہوتے جاتے ہین

تری رنگت کے آگے ای بہارِ عارضِ جانان
پشیمان لالہ و نسرین و ریحان ہوتے جاتے ہین

ہزارون نیم بسمل سیکڑون بیجان عالم مین
لگاوٹ سے ترے ای تیغ بران ہوتے جاتے ہین

نہ کیونکر خار حسرت کی جگہ ہو غنچۂ دل مین
خزان ہوئے پھلے کیا کیا گلستان ہوتے جاتے ہین

نہین صورت رہائی کی کوئی ای جوششِ وحشت
مقفل خانۂ زنجیر زندان ہوتے جاتے ہین

سواری اوس گلِ رعنا کی سوے گلشن آتی ہی
ترے مطلب نوا ای مرغِ خوش الحان ہوتے جاتے ہین

کہا لوگون نے جب جا کر احمد بھی مرتے ہین تم پر
تو فرمایا کہ کہہ دو اونسے نادان ہوتے جاتے ہین

ترے رخ کے جلوے عیان ہوگئے ہین
مہ و مہر مثلِ کتان ہوگئے ہین

بجز رنج سکے منہ نہ دیکھا خوشی کا
جدا جب سے ریحانِ جان ہوگئے ہین

ہمائی ہو الفت تری اس طرح پر
جدا پوست سے استخوان ہوگئے ہین

نہ موئے میان کا کھلا ایک عقدہ
اسی فکر مین بے نشان ہوگئے ہین

حسرتِ دیدار رہی گر سنگ چھاتی پر پڑی
ہم بھی کیا دھونی رمائے اے درِ جاناں نہین

دیکھیے گر غور سے تو ماتمِ عشاق ہین
کب سیہ پوش اے احمد شامِ شبِ ہجران نہین

بہار آئی ہے سب وحشت کے ساماں ہوتے جاتے ہین
بلائے جانِ شورِ عندلیباں ہوتے جاتے ہین

رخِ رنگین کے جانب گیسو پیچاں ہوتے جاتے ہین
ہزاروں گبر کعبے مین مسلماں ہوتے جاتے ہین

تری اٹکھیلیوں سے خونِ ایماں ہوتے جاتے ہین
ابھی رفتار مین پامال انساں ہوتے جاتے ہین

ستائے نقش کے تیری دمِ رفتار گر کے
فروغِ حسن سے مہرِ درخشاں ہوتے جاتے ہین

بتِ پردہ نشین سے وصل اب دشوار رہتا ہے
دلِ مایوس سے باہر اب ارماں ہوتے جاتے ہین

محبت کی نظر سے دیکھتے ہو دمبدم مجکو
تمہارے عاشقِ شیدا پہ احسان ہوتے جاتے ہین

نکلکر سبزۂ خط ہر طرف سے روے رنگین پر
ترے سیبِ زنخداں کے نگہباں ہوتے جاتے ہین

سنو اے حضرتِ دل تم خیالِ زلف جانے دو
تمہارے ساتھ اب ہم بھی پریشاں ہوتے جاتے ہین

مٹانا نقش ہستی کا ہے منظورِ نظر شاید
جو ہمپر روز ظلم اے چرخِ گرداں ہوتے جاتے ہین

پریشاں آپ شانے سے وہاں کرتے ہین گیسو کو
یہاں مجموعۂ خاطر پریشاں ہوتے جاتے ہین

روتے ہین دن رات ہم یادِ رخِ دلدار مین
تر ہمارا اشک سے کب گوشۂ دامان نہین

یاس ہی اسد رہے جب پوچھتے ہین حال دل
نامرادی کہتی ہو دل مین کوئی ارمان نہین

دیکھتا ہی جو مجھے حیران وہ ہو جاتا ہی خود
او خیالِ یار مجسا دوسرا حیران نہین

آپ تو او ٹھکر چلے جاتے ہین پہلو سے مرے
پر یہ سن لینا کہ میری جان بھی اے جان نہین

کب نہین پیشِ نظر ہی جلوۂ رنگِ بہار
دامنِ نظارہ مین کب گلِ خندان نہین

دیکھیے گر غور سے تو مرقدِ عشاق پر
یاس و حسرت کے سوا کوئی بھی الن گریان نہین

کب نہین جامہ دری سے وحشت کو ہی شوق
چاک کب اپنا گریبان دیکھو تا دامان نہین

شور ماتم رہتا ہی برپا دلِ عشاق مین
کب یہان ہل چل ترے باعث صفِ مژگان نہین

پھنس گیا کمبخت خود دامِ بلا مین جا کے آپ
تجھسا دنیا مین دلِ نادان کوئی نادان نہین

صورتِ پروانہ جلتے ہین دلِ عشاق یان
یہ ہنسی اچھی تری شمعِ رخِ جانان نہین

اپنے کوٹھے پر وہ مہر وش جسطرح ہی جلوہ گر
اسطرح بامِ فلک پر اخترِ تابان نہین

ہو کے عریان تو لپٹتا ہی تو لگ جاتی ہی آگ
شعلۂ جوالہ ہی ایجان تنِ عریان نہین

صدقے تیرے ناز کے قربان ترے انداز کے
بے ترے اب چین دم بھر بھی مجھے ایجان نہین

تیرگیِ بخت سے کیا خوب پائی ہی سزا
گیسوئے سیہ رو تیرا ای شامِ شبِ ہجران نہین

خانۂ دل کو مرے ویران نہ سمجھو ای بتو
وحشت آبادِ جنون ہی خانۂ ویران نہین

بال کو سکھلا کے رخ پر چھوڑ کر کہنے لگے
آجکل اس سرزمین پر ابر ہی باران نہین

سوزِ الفت بزمِ عالم مین ہر اک کے دل مین ہی
کون پروانہ ترا شمعِ رخِ جانان نہین

درد ہی حسرت کبھی حرمان کبھی ماتم کبھی
خانۂ دل مین کوئی انکے سوا مہمان نہین

سب ہین گریان قطرۂ شبنم بیچارے اشک ہین
گلشنِ ایجاد مین کوئی بھی گل خندان نہین

زلف کو چھوڑا ہی چہرے پر تو ہنسیے بھی ضرور
لطف ہی کیا ابر کا گر برق بھی خندان نہین

چار دن تھے زندگی کے کٹ گئے سب رنج مین
جز مرے انسان لفی خسر کوئی انسان نہین

چھوڑ کر بتخانہ کعبہ کیون نجائین ای احد
اپنے پہلو مین وہ بت غارتگرِ ایمان نہین

خالِ رخ کو کب خیالِ چہرۂ جانان نہین
کون کہتا ہی کہ ہندو حافظِ قرآن نہین

وصل کی شب حالِ دل کچھ آپ پر پنہان نہین
اب نہین سنّے کے کچھ انجانِ جان ہم ہان نہین

وحشتِ دل رکھتی ہی قیدِ تعلق سے جدا
کب برنگِ بوئے گل جامے سے ہم عریان نہین

بوسۂ لب لے لیا باتون مین تو کہنے لگے
مانتے ہین تمکو بھی ای حضرتِ اُستاد ہم

جب اثر دل مین کیا اون کے کہا یہ آہ نے
سر کرین دل کیا ہی ہو گر قلعۂ فولاد ہم

وہ سوِ گورِ غریبان آکے یون کہنے لگے
رکھتے ہین کتنے شہیدِ خنجرِ بیداد ہم

لیکے دل میرا ملاؤ گے مجھے تم خاک مین
اسطرح سمجھے نہ تھے پہلے تمھین اُستاد ہم

عشق سے باز آؤ کہتے ہین وگرنہ ای احد
کرتے جائین گے تمھارے ساتھ اک بیداد ہم

پہلے اپنے وقت سے بس ناسخ و سودا گئے
کس سے مانگین ای احد اپنی غزل کی داد ہم

ردیف نون

مبتلائے رنج و غم مجسا کوئی انسان نہین
آفتابِ حشر بھی صبحِ شبِ ہجران نہین

دلمین حرمان کے سبب باقی کوئی ارمان نہین
قابلِ حسرت ہماری جان بھی ایجان نہین

چاہتا ہون جب علاجِ علتِ خود رفتگی
بیخودی کہتی ہی غفلت کے لیے درمان نہین

نازکی کو ناز ہی دم سے ترے ای جانِ جان
نازنین تجسا زمانے مین کوئی انسان نہین

بوئے الفت جسمین ہو بس اوس سے ملنا چاہیے
جسکو ہو الفت نہ انسانکی وہ کچھ انسان نہین

میری صحت کی طبیبون کو عبث اب فکر ہی
درد وہ رکھتا ہون جو لائقِ درمان نہین

طائرِ جان نے تو یہ پرواز کرتے ہی کہا
اس قفس کو تو کیے جاتے ہین اب برباد ہم

اتنی فرصت دے ہمین جلدی نکر تو قتل مین
دیکھلین دم بھر نظر بھر کر اوسے جلاد ہم

پانون وان پھیلا کے تم سوتے رہے آرام سے
رات بھر کرتے رہے یان نالہ و فریاد ہم

قید کرتا ہی عبث تو ہم نہین رہنے کے بند
بیڑیون کو توڑ ڈالین گے تری حداد ہم

تو تو تھا مخلوق خالق بنگیا کیون کر بھلا
بُت پوجتے ہوتا اگر اس عہد مین شداد ہم

یاد آیا شب کو گلشن مین جو وہ سروِ سہی
رات بھر رویا کیے بیٹھے تہِ شمشاد ہم

ناشکیبائی سے اپنی عشق مین ہرگز کبھی
جان شیرین کو نہ دیتے صورتِ فرہاد ہم

خانۂ دل مین ہم اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز
رکھتے ہین مضمون نو کو صورتِ اولاد ہم

باغ مین بھی ہم سمجھتے ہین ترے قامت کا یار
سرو کو شمشاد کو بھی بندۂ آزاد ہم

جب اوٹھائین سختیان بھی صورتِ فرہاد و قیس
عشق بازی مین ہوئے مشہور تب استاد ہم

ہین وہ دیوانے کہ دیوانے سے الفت ہی ہمین
بے ستون پر ڈھونڈھتے ہین تربتِ فرہاد ہم

مانگتے ہین ای شبِ فرقت خدا سے ہم امان
سختیان کرتے ہین تیری جب کبھی پھر یاد ہم

پھونکدین ہم ایکدم مین گنجِ قارون بھی ہوگر
ممسکون کے یا الٰہی ہون اگر داماد ہم

تاک کوے یار کی لا کر بنائین کعبہ اور
عالم ایجاد مین کچھ تو کرین ایجاد ہم

لطف وہ اپنی سیہ مستی کا سب جاتا رہا
ہجر ساقی مین رہے مدت تلک ناشاد ہم

ٹکڑے ہوتا ہی جگر دل ہی پہ بنجاتی ہی بس
ای احمد فرقت مین کرتے ہین اوسے جب یاد ہم

لو دیے دیتے ہین جان تمکو نہین گر یاد ہم
سختیان کب تک اوٹھائین ای ستم ایجاد ہم

پہلے آسان جانتے تھے دل لگانیکو ہتو
یہ نہ سمجھے تھے کہ ہونگے عشق مین برباد ہم

خواب مین وہ جلوہ فرما کرکے یون کہنے لگے
کرتے ہین ویران سرا ے دلکو بس آباد ہم

ذبح کرنا پیچھے آ پہلے گلے لگجا مرے
عید قربان ہی ذرا دے لین مبارکباد ہم

کیا عجب میخانہ ساقی سے یہ نکلے صدا
بعد اس میکش کے دیکھو ہوگئے برباد ہم

منہ پہ باتین بوسہ لب کی جو لائے تو کہا
منہ لگانیکے سبب آخر ہوے ناشاد ہم

بے ثباتی جہانکو دیکھتے جاتے ہین پر
دیکھنے پر بھی ہین اندھے مثل مادرزاد ہم

عشق کے دیوانے کو تجویز کرتا ہی جو فصد
تو ہی دیوانہ کہ ہین دیوانے ای فصاد ہم

چار دن بھی سیر گلشن تھی نہ قسمت مین لکھی
عمر بھر دیکھا کیے بس خانہ صیاد ہم

حلقۂ ماتم سمجھا حلقۂ زنجیر کو
یاد گیسو مین جو کرتے ہین کبھی فریاد ہم

لطف آزادی کا اپنے چھوڑ کر ہرگز کبھی
قیصر و فغفور کے ہوتے نہ پھر داماد ہم

یاد آتا بیستون پر جوش وحشت مین جو تو
آب شیرین پر دلاتے فاتحہ فرہاد ہم

نالے کرتے ہین یہی کہہ کہکے ہجر یار مین
بھول ایسے بیٹھے ہین کرتے ہین جیسے اب یاد ہم

جی نہ بہلا جاکے گلشن مین بھی اپنا ایکدم
یاد قامت مین ترے روتے تہ شمشاد ہم

مجتمع ہین خاک و باد و آب و آتش اسمین سب
یعنی اس پیکر مین ہین اب پیکر اضداد ہم

ذبح کرنے مین توقف گر ہی تجکو کوئی دم
دے چھری تمکو گلا کاٹین ابھی جلاد ہم

جاتے ہو عمر گریزان کیطرح سے روٹھکر
بھولیسے بھی اب نہ تمکو پھر کرینگے یاد ہم

فرق حسن و عشق کا ہی میرے اونکے اسلیے
وہ پری کہلائین اور کہلائین آدم زاد ہم

مرغ بستان شاخ گل پر کہتے ہین خوش ہوکے یہ
باغبانون کے ہین گویا باغ مین داماد ہم

جی مین ہی اب تیلیون کو توڑ کر ہو مین رہا
کب تلک کنج قفس مین بیٹھ کرین فریاد ہم

زلف مین دلکو پھنسا پایا تو یہ کہنے لگے
دام گیسو خال دانے سے بنے صیاد ہم

ہار پہناتا ہی غیرونکے گلے مین لطف سے
خانہ برباد چمن کچھ بھی ہین تجکو یاد ہم

زندگانِ کوئے جانان کو کرین کیا یاد ہم
صورتِ نقشِ قدم چھٹکر ہوئے برباد ہم

ہونگے اسکو پھر جلا کر دیکھنا آزاد ہم
آہ کھینچینگے قفس مین جس گھڑی صیاد ہم

ہین ہدف ہم ناوکِ مژگانِ چشمِ یار کے
دیکھے رکھتے ہین کیسا سینۂ فولاد ہم

اوڑتے ہی ہم آشیانسے دام مین تیرے پھنسے
کیا کرین گے یاد گلشن کو بھلا صیاد ہم

مرغِ بسمل کیطرح ہونگے طپان ای جانِ جان
بعد مردن بھی لحد مین کر کے تمکو یاد ہم

گھر مین وہ تشریف لاکر میرے فرمانے لگے
خانۂ ویران کو کرتے ہین ترے آباد ہم

ان گلونکے عشق مین صدمے اوٹھائے اسقدر
ڈھونڈھتے پھرتے ہین خود اب خانۂ صیاد ہم

کہتے کہتے رک گئے کیا سوچکر ای جانِ من
بے تامل کہیے کرتے ہین جو ہو ارشاد ہم

مر کے زندانسے چھٹینگے تو رہینگے قبر مین
بعد مردن بھی نہونگے قید سے آزاد ہم

عمر بھر باغِ جہان مین دل کو تورنا پڑا
کیا چلینگے اس چمن سے اب بھلا دلشاد ہم

بھولے بیٹھے ہین ہم اپنی ہستی موہوم کو
رہروانِ ملک فانی کو کرین کیا یاد ہم

حال قرآن مین بہشتِ نوکا پڑھکر بول اوٹھے
قل ہو اللہ کہہ پڑھاتے ہو نا گر شدّاد ہم

وصل کی شب وہ گلے ملکر کے فرمانے لگے
یاد ہین اب بھی تمھین کرتے تھے جو بیداد ہم

عیان ہوتا کہ تعلق یہ دونون جانب سے — پھرو خدا کے لیے جبکہ ہون قرار مین ہم

ہزار جھونکے دیے اضطراب نے پھر بھی — برنگ صبر رہے پردۂ قرار مین ہم

مثال آتش برہم نشستہ کے بھڑکین — ہون بیقرار زیادہ جو ہون قرار مین ہم

ابھی سے کہتے ہین غافل نہ ہمسے تم ہونا — چھپے ہوے ہین ابھی پردۂ قرار مین ہم

قرار سے بھی لیا صبر کہتے ہو ٹھیرو — قرار کو جو ہو تسکین تو ہون قرار مین ہم

یہ اپنے پہلو مین بے چینی دلکی کہتی ہی — اک اضطراب ہین گویا تنِ نگار مین ہم

صبا بھی پانونکو یان پھونک کرکے رکھتی ہی — یہ سوز عشق لیے آئے ہین مزار مین ہم

گمان خانۂ آتش ہی میری تربت پر — دہک رہے ہین تپ غمسے یہ مزار مین ہم

جو آئے میر طرف بھول کر تو یہ بولے — کہانے آگئے اوجڑے ہوے دیار مین ہم

جو دانا رشتۂ دانا مین ہمکو سمجھین تو بس — برنگ دانۂ تسبیح ہین شمار مین ہم

ہماری خاک کی تسبیح اونسے بنوائی — ہزار شکر کہ اب آگئے شمار مین ہم

ہم اپنا جامۂ ہستی اوتار کرکے احد
یہ پھیل پھیل کے سوتے ہین اب مزار مین ہم

وہ بولے خواب مین آکر ہماری بالین پر
تم انتظار مین ہو یا ہین انتظار مین ہم

نہ اٹھنا تھا ہمین لازم تمھارے در سے کبھی
تھے شوق دید اگر چشم انتظار مین ہم

تھا وعدہ آنے کا شب کو نہ آئے تا بسحر
نگاہ یاس رہے چشم انتظار مین ہم

کیا نہ آنے کا شکوہ تو ہنسکے بولے وہ
ہین انتظار ابھی چشم انتظار مین ہم

جو اتفاق سے یان تک کرم کیا تمنے
ہماری آنکھو نمین بیٹھو تھے انتظار مین ہم

نہ آئے وہ ہین نہ جان تن سے یہ نکلتی ہی
عجیب صدمے مین یارب ہین انتظار مین ہم

صدا اودھر سے یہ آتی ہی پھر شب وصلت
ہین پاس آج ترے چشم انتظار مین ہم

جو اولٹے پانون پھرے آتے ہی تو ہنسکے کہا
بنے ہین پھیرے یہ قسمت کے انتظار مین ہم

جو جان دینے کو کہیے تو منع کرتے ہو
تمھین کہو کہ رہین کب تک انتظار مین ہم

کسی کا جلوۂ رخسار آج کہتا ہی
بنے ہین نور نظر چشم انتظار مین ہم

نہین وہ آتے مرے پاس تو نہ آئین احد
تو آج جان ہی دیتے ہین انتظار مین ہم

ادھر اودھر پھرے ہر دم ہوائے یار مین ہم
سبب ہے کبھی نہ ہوا ایکطرح قرار مین ہم

ہماری جان کا اب تو خدا ہی حافظ ہی — نہ پوچھو صدمے اوٹھائے جو ہجر یار مین ہم
الٰہی ہوگا نہ کیا اب قرار اس دل کو — پھرا کرینگے یون ہی کیا ہوائے یار مین ہم
الٰہی سوز محبت کا کب اثر ہوگا — برنگ شمع جو جلتے ہین بزم یار مین ہم
بظاہر اور ہی باطن مین اور ہی کچھ ہی — اوسکی شان سمجھتے ہین شان یار مین ہم

بیان سوز محبت کا اپنی ہی یہ احد
غزل جو لکھتے ہین بیٹھے مکان یار مین ہم

یہ آرزو تھی کہ تا عمر ہجر یار مین ہم — نگاہ شوق رہے چشم انتظار مین ہم
شب وصال یہ مضطر ہین شوق یار مین ہم — نگاہ دیدۂ بسمل ہین انتظار مین ہم
الٰہی دل مین یہ کس جلوہ گر کی آمد ہی — تمام دیدۂ حیرت ہین انتظار مین ہم
صبا بھی پانؤن مین مہندی لگا کے بیٹھی ہی — نہ آئی لیکے خبر ہان ہین انتظار مین ہم
شب وصال یہ اللہ رے شوق دید اپنا — اک انتظار رہے چشم انتظار مین ہم
خیال گیسوئے جانان یہ مجھ سے کہتا ہی — درانے شب فرقت ہین انتظار مین ہم
یہ بولا وصل کی شب آکے ساقی مہوش — سرور بادہ ہوے چشم انتظار مین ہم

نہ پوچھو ہمدمو کیون رات دن یہ سہتے ہین
مثال آینہ حیران خیال یار مین ہم

یہ شوق تھا جو وہان تک رسائی ہوتی تو
ہوا کیطرح پہونچتے ہواے یار مین ہم

خدا ہی خیر کرے جان پر حزین پہ مری
بلا کے صدمے اوٹھائے فراق یار مین ہم

نہ نکلی حسرت دیدار تک بھی آنکھون کی
بہت دنون پہ جو آئے دیار یار مین ہم

خدا گواہ ہی کیا کیا مصیبتین جھیلین
یہ لطف ہی کہ نہ آئے خیال یار مین ہم

کسینے لی نہ خبر اس غریب بیکس کی
گئے تھے چھوڑکے جس دلکو کوے یار مین ہم

فراق یار مین یہ ورد اپنا مصرع ہی
الٰہی ہونگے کبھی پھر کنار یار مین ہم

اوسیکا ہی یہ نتیجہ کہ بیٹھے روتے ہین
چلے تھے ہوکے کبھی خوش جو کوے یار مین ہم

نہ گرم ہوتے کبھی ہم پہ سرد مہر ایسے
جو اعتدال ہی ہوتے مزاج یار مین ہم

خدا کرے کہ وہ پھر راہ راست پر آئین
کجی عجیب ہین سنتے مزاج یار مین ہم

یہ کس رذیل کی صحبت کا ہوگیا ہی اثر
الٰہی سنتے ہین جو فرق وضع یار مین ہم

حذر تھا اونکو بری صحبتو نسے نفرت تھی
سنا تھا جو نہ کبھی سنتے ہین وہ یار مین ہم

پتا بھی ملتا نہین صاف سخت مشکل ہی
الٰہی جائین کدھر اب تلاش یار مین ہم

گلون پہ مار خدا کی یہ مُنہ چھپاتے ہین
آہی جائین چمن سے کد مر بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین فصلون پہ مرنا جینا ہی
خزان مین مرگئے تو جی اٹھے بہار مین ہم

رہے جو قید خزائین تو غم نہین ہی ہمین
خدا کرے کہ قفس سے چھٹین بہار مین ہم

نہ لکھے کی تھی خبر اور تھا نہ یہ معلوم
کہ ہونگے دام مین صیاد کے بہار مین ہم

قبائے گل کیطرح پھاڑکر گریبان کو
چلے ہین نکہت گل کیطرح بہار مین ہم

جنازہ نکلے الٰہی پھنسانے والے کا
تڑپ تڑپ کے قفس مین رہے بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین گر کچھ کرین نوا سنجی
ہزار نغمہ سنائین احد بہار مین ہم

خرام ناز سے اوس گلعذار کے پیکر
ہوے ہین سرمہ احد دیدۂ بہار مین ہم

چلین گے لکھنؤ سے ای احد جو مرزاپور
خزان کو دیکھین گے پھر یہ دۂ بہار مین ہم

جو پونہچے پھر کے کبھی یار کے دیار مین ہم
تڑپ تڑپ کے رہے بس فراق یار مین ہم

سوائے حسرت و حرمان نکچھ ہوا حاصل
جو پونہچے بنکے تمنا مکان یار مین ہم

رہا جو سر مین یہی سودا ای جنون باقی
فلک کیطرح پھرینگے تلاش یار مین ہم

بدن مین گل کے وہ جوڑے چمن مین کہتے ہین | دکھا رہے ہین تلوّن نیا بہار مین ہم

نہو جو اسکے بھی دخل اوسکے جیمین جیمین ہی | کسیکے وحشت دل ہی نہین بہار مین ہم

پھرے ادھر اودھر اک جا نہ تھم سکے دم بھر | رہے ہوا کیطرح موسم بہار مین ہم

کسیکی شان یہ نمائش ابھی سے کہتی ہی | ضرور رنگ نیا لاوینگے بہار مین ہم

یہ اتفاق تو دیکھو کہ جب بہار آئی | ہوے اسیر قفس موسم بہار مین ہم

گلون کو اپنا وہ عارض دکھا کے کہتے مین | جمائین رنگ تو کچھ دیدۂ بہار مین ہم

جو تجکو ای گل رعنا نہ پایا گلشن مین | ترے فراق مین مر مر گئے بہار مین ہم

پس فنا بھی گلو دیکھنا وہ بلبل ہین | بنین گے نور نظر دیدۂ بہار مین ہم

گلو نسے وحشت دل اپنی جا کے کہتی ہی | جو دیکھو رنگ دکھائین نیا بہار مین ہم

کسیکی نکہت جامہ کے ہم جو عاشق تھے | تو گل مین چھپ گئے بو کیطرح بہار مین ہم

وہ عندلیب ہین دیکھا نہ روے گل جسنے | جدا چمن سے ہمیشہ رہے بہار مین ہم

خزان مین دیکھو تو پژمردہ ہوگئے بالکل | جو گل کیطرح [illegible] بہار مین ہم

شباب مین ہوے عاشق تمہاری کاکل کے | اسیر سنبل پیچان ہوے بہار مین ہم

حشر مین جبکه خدا پوچھے گا اعمال مرے
اوس سے پوچھونگا کدھر ہو مرا قاتل قاتل

قتل کے پیچھے پکارا تو یه بولا قاتل
دیکھیے لطف ابھی کہتا ہو قاتل قاتل

روح کو میری خدا طاقت گفتار تو دے
وه جدھر جائے پکارون اوسے قاتل قاتل

عشق مین تم نه یه سمجھو که ہین غافل مجھسے
جانکر دلمین جگه دیتے ہین قاتل قاتل

قتل مومن کا تو لکھا نہین قرآن مین کہین
سورهٔ لیل تری کیون ہو یه قاتل قاتل

نامه بر کوچهٔ قاتل کا یه اپنے ہی پتا
غل مچا ہوگا ہر اک سمت که قاتل قاتل

خط کو دیکر کے مرے اتنا زبانی کہنا
جان لبون پر ہو مگر کہتا ہو قاتل قاتل

کشتهٔ تیغ ادا ہون مری تربت سے احد
بعد مردن بھی صدا آئیگی قاتل قاتل

ردیف میم

خزان کے جاتے ہی بس عشق گلعذار مین ہم
چلے ہین بو کی طرح پردهٔ بہار مین ہم

یه محو ہو گئے ہین رنگ گلعذار مین ہم
طلسم دیدهٔ حیرت بنے بہار مین ہم

سمجھتے رنگ ہے گل کو [illegible]
خزان کو دیکھتے ہین پردهٔ بہار مین ہم

چمن مین دیکھکے ہر سمت جلوهٔ گل کو
مثال صورت تصویر ہین بہار مین ہم

بعد مرنے کے بھی یہ شوق شہادت ہی مجھے
پھر جو جی جاؤن تو کہنے لگون قاتل قاتل

اسقدر دید کی حسرت تھی ہین قتل سے مجھے
مردم دیدہ پکارا کیے قاتل قاتل

تو پڑی قتل اگر تیغ بکف ہووے کبھی
سارے عالم سے صدا آئے کہ قاتل قاتل

یاد آئیگی جو لذت تہ شمشیر کی وان
روح جنت مین پکاریگی کہ قاتل قاتل

لذت قتل نہین بھولی ترے کشتے کو
ہی صدا آتی لب گور سے قاتل قاتل

قابل دید تماشا ہی قتیلون کا ترے
کہتے ہین چشم سخنگو سے کہ قاتل قاتل

سحر کیا جانیے قاتل نے کیا ہی ہمپر
دم نکلتا ہی مگر کہتے ہین قاتل قاتل

کھینچنا تیغ کبھی ہنسکے گلے سے ملنا
یہ ادائین بھی ہین جیتے رہیے قاتل قاتل

تیغ کو اپنے گلے سے وہ لگا کر بولا
اسطرح دیکھو گلے ملتے ہین قاتل قاتل

نیم جان چھوڑ کے قاتل جو گیا ہی مجکو
قطرہ خون سے صدا آتی ہی قاتل قاتل

جان کیون عشق مین دین ابروے پرخم کے بجاے
تیغ ابرو کا تصور بھی ہی قاتل قاتل

حشر مین پرسش اعمال کو ڈھونڈھینگے مجھے
مین خدا جانے کہ کہتا ہون قاتل قاتل

اسقدر رہی جگر و دل کو محبت تجھسے
ہر لب زخم سے کہتے ہین کہ قاتل قاتل

ردیف کاف فارسی

خوب لایا پرتو رخسار رنگ	یون بدلتا ہی زمانہ یار رنگ
انقلاب دہر ہی پیش نظر	دیکھتے ہین دیدۂ بیدار رنگ
دامن نظارۂ قاتل ہو سرخ	کچھ دکھائی دیدۂ خونبار رنگ
دیکھکر بیہوش وہ کہنے لگے	نشہ مین لاتے ہین کچھ میخوار رنگ
دل مین شوق دید روے یار ہی	لائیگی کچھ حسرت دیدار رنگ
ہی بہار موسم گل لطف پر	لا رہا ہی اب بنا گلزار رنگ
ہی شباب یار جوبن پر احد	لائے دیکھین کیا بت عیار رنگ

ردیف لام

صاف کرتی ہی گلے مل کے یہ بسمل قاتل	ہی لگاوٹ تری تلوار کی قاتل قاتل
کیون نہ تلوار تمھاری لے مرا دل قاتل	شوخیان حور کی رکھتی ہی قاتل قاتل
عشوہ و ناز و ادا شکل و شمائل قاتل	ایک سے ایک ہین بڑھکرے قاتل قاتل
جتنے جانباز ہین تیرے ہین یہ بسمل قاتل	حشر مین اوٹھینگے کہتے ہوے قاتل قاتل

دعوی مسیح پن کا کس منھ سے وہ کرینگے — زندہ نکر سکے جب بالونکی مچھلیان تک

جو جو دیے ہین صدمے فرقت نے اوسکی مجکو
اوس بات کو احمد مین لاتا نہین زبان تک

ایذا اوٹھائین ای بت عیار کب تلک — ٹکرائین سر کو ہم پس دیوار کب تلک

اٹھتے ہین اپنے دل کے خریدار کب تلک — رہتا ہو گرم حسن کا بازار کب تلک

اب دیکھتے ہین طاقت جوش جنونکو ہم — رہتا ہو گشت کوچہ و بازار کب تلک

رہتا ہو خال سے خط رخسار یار سے — جھگڑا ایمان کافر و دیندار کب تلک

روز فراق مین ترے دندان کی یاد سے — آنکھون سے اپنی رہیے گہربار کب تلک

ابرو سے ہو اشارہ قاتل یہی ہنوز — مرتا ہو دیکھین زخمی تلوار کب تلک

دلکو پھنسا کے پیچ مین گیسوے یار کے — آفت دکھائے چرخ ستمگار کب تلک

نازو ادا سے ہمکو دکھا کر بہار حسن — ترسائے گا تو ای بت عیار کب تلک

ہم دیکھتے ہین الفت زلف سیاہ یا — رکھتی ہو اس بلا مین گرفتار کب تلک

ملتی ہو ای احمد ہمین سرمے کے واسطے — خاک مزار احمد مختار کب تلک

تلاطم بحرِ عالم مین ہو اونکی سیدھی چالون سے
بپا ہوگی قیامت اونکی کج رفتار ہونے تک

خیالِ خام ہی گر شوق ہی نظارہ بازی کا
قیامت ہوگی قائم وعدۂ دیدار ہونے تک

شبِ فرقت تری ایذا سے کیونکر دیکھین بچتے ہین
نصیب ہو ہمارے چشمِ مستِ یار ہونے تک

نہین معلوم الفت مین گبڑتے یا کہ بنتی ہے
ہمارے اونکے دیکھین وعدۂ دیدار ہونے تک

دعائین دیتے ہین ہم گالیان دیتے ہو تم ہمکو
یوہین کیا ظلم ہوگا وعدۂ دیدار ہونے تک

اشارے کرتے جائینگے وہ اپنی ترچھی چتونسے
چمن مین نرگسِ بیمار کے بیمار ہونے تک

اثر دلمین نہین ہی اونکے کچھ میری محبت کا
وگرنہ آگئے ہوتے وہ حالِ زار ہونے تک

بچے ہین تیغِ ابرو سے جئینگے اور کوئی دم
جگر کے پار ہین تیرِ نگاہِ یار ہونے تک

ابھی سے دیکھتے ہین اور کیا کیا رنگ لاتا ہی
رخ اونکا ای احمد رشکِ گل گلزار ہونے تک

پہنچا ہے ضعف اپنا فرقت مین اب یہانتک
سوجا ٹھہر کے آتا نالہ بھی ہی زبان تک

دعوی کرینگے کسسے نغمہ سرائی کا پھر
تحصیل بلبلونکی ہی صرف بوستان تک

وہ رند بادہ کش تھا میخانہ چھوڑنے پر
پیرِ مغان بھی آیا لینے کو میرے ہان تک

فراق یار نے یہ حال کردیا اپنا / چھپا ابھی سے مرا جسم زار مدت تک

بہار آتی ہی جوش جنونسے پھر اکثر / رہا ہی داغونسے تن لالہ زار مدت تک

یقین ہی بعد فنا جستجوے جانانمین / اوڑینگے میرے پریشان غبار مدت تک

جو موت آئی سفر مین کریگی پھر بیچین / ہماری روح کو حب دیار مدت تک

جو یاد آئینگی کچھ خوبیان مری اونکو / یقین ہی روینگے اہل دیار مدت تک

بنے گا قصر کدورت یہ ایکدن بیشک / رہا جو دلمین کہین یہ غبار مدت تک

پس فنا یہ احد دوستون کا حال ہوا / ملا نہ اونکا نشان مزار مدت تک

سلامت کیسے رہ سکتے ہین وصل یار ہونے تک / غضب ڈھاتے رہینگے گر وہ ہین ہشیار ہونے تک

گلے کٹتے ہین کس کسکے غضب ڈھاتے ہین وہ کیا کیا / ابھی تو نیچہ ہین دیکھیے تلوار ہونے تک

مے خوناب سے بھر بھر مجھے ساغر پلاتا جا / مے وحدت سے ای ساقی مجھے سرشار ہونے تک

ستاتا عشق عارض ہی ابھی سے کیا جینگے ہم / اسیر حلقہ گیسوے خمدار ہونے تک

شب فرقت مین ہوتا ہی ہجوم نالہاے دل / بچانا جان کا مشکل ہی وصل یار ہونے تک

ردیف کاف تازی

سمند ناز پہ ہو کر سوار مدت تک ۔ کیے ہین تیر نگہ سے شکار مدت تک

رہا تصور مژگان یار مدت تک ۔ چبھا کیے مرے دلمین یہ خار مدت تک

نہ آؤن ہوش مین آئے جو یار مدت تک ۔ رہے اوسے بھی مرا انتظار مدت تک

پھرینگی مجھسے جو یون چشم یار مدت تک ۔ رہیگی گردش لیل و نہار مدت تک

مین وہ اسیر چمن ہون کہ بعد اسیری بھی ۔ قفس مین آئی ہی بوے بہار مدت تک

وہ بد نصیب وہ حسرت نصیب ہون یارو ۔ جلی نہ شمع بھی نزد مزار مدت تک

فراق یار مین گھلکر مین ہو گیا ایسا ۔ نظر نہ آیا مرا جسم زار مدت تک

تپ فراق صنم مین یہ رات دن اکثر ۔ گھلا کیا ہی مرا جسم زار مدت تک

مین وہ ہون بسمل شوریدہ سر کہ بعد فنا ۔ عجب نہین ہی ہلے گر مزار مدت تک

شباب اوٹھا یہ جوبن سے اونکے کہتا ہی ۔ غضب یہ ڈھاینگے تیرے ابھار مدت تک

فراق یار مین کس روسیہ کو نیند آئی ۔ رہا ہون یا تو نکو مین بیقرار مدت تک

شب وصال گلے سے وہ لگ کے کہتے ہین ۔ ہمارے واسطے تھے بیقرار مدت تک

شادی و عیش اب ہین نہین دلمین نام کو — رنج و الم ہین باقی فقط ہمدمان عشق

الفت اسے کسی نہ کسی سے ضرور ہی — پہلو مین دل ہی یا کہ ہی یارب مکان عشق

سن سنکے میرے نالونکو فرماتے ہین وہ آج — یارب اسی پہ پھٹ پڑا کیا آسمان عشق

حالت کو غیر دیکھکے میری وہ بول اوٹھے — اب انکے بعد کون رہا مہربان عشق

ہوگا چمن مین جانا جو فصلِ بہار مین — بلبل کو ہم پڑھائینگے کچھ بوستان عشق

باز آئینگے نہ الفتِ گیسو سے عمر بھر — چھوڑینگے جیتے جی نہ کبھی آستان عشق

افسانہ سوز عشق کا مجھسے سنے کوئی — ہی ختم مجھپہ اندنون بیشک بیان عشق

مجکو جو دست کھتے ہوے دیکھا تو یہ کہا — کچھ آپ پر بھی ہوتا ہی مجکو گمان عشق

افسانہ کہنے کے لیے غیرونسے کہتے ہو — ق — کیون مجھسے آپ سنتے نہین داستان عشق

بولے یہ سنکے عاشقِ بیدل کے مرگ کو — لو کیون کریگا کوئی بھلا امتحان عشق

ثابت قدم ہی کوچۂ کاکل مین اپنا دل — منظور جسطرح سے ہو تو امتحان عشق

کچھ مجھسے سنکے بولے کہ لعنت خدا کی ہی — گر پھر جو جا[illegible] عشق تو [illegible]یان عشق

افسوس ہی کہ قیس نہ فرہاد ہی رہا — کسکو سنائین جاکے احمد داستان عشق

مرغ دل کو جو پھنسا کر لے گیا تھا ای احمد
پھر وہی صیاد آیا طائر جان کیطرف

جذبۂ الفت اگر کچھ بھی نہین اوسکو احمد
دل کھنچا جاتا ہی کیون اوس آفت جان کیطرف

ردیف قاف

چھیڑا ہی کچھ جو قصۂ راز نہان عشق
سن لیجیے خدا کے لیے داستان عشق

کیا پوچھتے ہو صدمۂ درد نہان عشق
مدت سے دل کے پار ہی پیکان سنان عشق

عاشق سہے ہین لالہ رخون پر تمام عمر
ہی داغ اپنے سینے مین باقی نشان عشق

اوس گل کے ساتھ باغ مین جانا اگر ہوا
بلبل کو ہم سنائینگے کچھ داستان عشق

کچھ غم غلط جو کیجیے تو کس سے کیجیے
ملتا نہین جہان مین کوئی رازدان عشق

پروانے بے سبب نہین ہوتے ہین جلکے خاک
بیشک زبان شمع پہ ہی کچھ بیان عشق

تیوری چڑھا کے دیکھنا یہ بے سبب نہین
مجھپر بھی آپ رکھتے ہین شاید گمان عشق

بیتاب ہو کے گر جائے دو اب اسکا تذکرہ
کچھ بھی سناؤنگا مین اگر داستان عشق

بولے یہ سنکے قصۂ فرہاد و قیس کو
باقی رہے جہان مین نہ راحت رسان عشق

او عندلیب تیری طرف سے ضرور آج
کہتی ہی گوش گل مین صبا داستان عشق

دیکھیے بنتی ہی جان پر یا نکل آتے ہین ہم — پھر لیے جاتا ہو دل اوس آفتِ جان کیطرف

پان کی سرخی لبِ لعلین پہ آئی تو کہا — آج پھولی ہو شفق دیکھو بدخشان کیطرف

…یسے دودِ دل کو وہ یہ دیکھکر کہنے لگے — دیکھنا اچھا نہین زلفِ پریشان کیطرف

…وڑتے رہتے ہین وحشت مین ہمارے دونون ہاتھ — گاہ دامن کیطرف گاہے گریبان کیطرف

جب خیال آیا اونھین خونِ قتیلِ ناز کا — آئے منہدی ملکے وہ گنجِ شہیدان کیطرف

…ھولے وہ دستِ تمنا کی نہین بیباکیان — ڈرتے ڈرتے آتے ہین گورِ غریبان کیطرف

…ے چھلّے سے بدلنا کیسا گر لائین تو ہم — دیکھنے کے بھی نہین مہرِ سلیمان کیطرف

…ھیلین پریان اگر تیرے چھپرکھٹ کی بہار — پھر نہ دیکھین یہ کبھی تختِ سلیمان کیطرف

…لکڑون پریان کھڑی آتی ہین وان ہمکو نظر — جب کبھی جاتے ہین اوس تختِ سلیمان کیطرف

…شق خال و رخ سے ہی مذہب مذبذب مین مرا — گاہ ہندو کیطرف گاہے مسلمان کیطرف

…ان و تن پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے — حضرتِ دل لیچلے پھر کوے جانان کیطرف

…ے تربت پر مری بھی پھرتے پھرتے ایکدن — ق — جب گذر اونکا ہوا گورِ غریبان کیطرف

…لفِ افسوس کو مل ملکے فرمانے لگے — لائی ہو الفت تری شہرِ خموشان کیطرف

داغ دل کا بھی تماشا کیجیے تو دکھلا دوں میں
کیوں نظر در پردہ ہی چاکِ گریبان کیطرف

سنکے مرگِ عاشقِ بیدل پہ ماتم وہ آج
بال کھولے آتے ہین گورِ غریبان کیطرف

وحشیِ چشمِ سیہ یہ شہر سے کہتی گئی
دل کو کھینچے جاتا ہی کوئی بیابان کیطرف

زلفِ مشکین کیطرف منہ پھیر کر کہنے لگے
آئی ہی صبحِ وطن شامِ غریبان کیطرف

زندگی مین جب نہ آئے آئینگے کیا بعد مرگ
کب کوئی آتا ہی پھر گورِ غریبان کیطرف

آہوؤنکو وحشیِ چشمِ سیہ ایجان جان
جاکے دکھلاتی ہین آنکھین یہ بیابان کیطرف

تھی تمنا اوڑکے دامن سے لپٹ جاتی یہ خاک
وہ اگر آتے کبھی گورِ غریبان کیطرف

یاس اور حسرت کو پایا ہمنے کیا کیا نوحہ گر
جاکے دیکھا جب کبھی گورِ غریبان کیطرف

زلف آئی جب لبِ لعلین پہ آئی یہ صدا
کیا گھٹا گھنگھور چھائی ہی بدخشان کیطرف

بھاگ جاتی ہی یہ کوسون اسکو مین پاتا نہین
ہاتھ دوڑاتا ہون جب عمرِ گریزان کیطرف

رخ کا عاشق ہون ترے مین دل ہی عاشق خال کا
یہ تو کافر کیطرف ہی مین مسلمان کیطرف

اسقدر اپنے لبِ لعلین پہ انکو ناز ہی
دیکھتے بھی وہ نہین لعلِ بدخشان کیطرف

خوب کھائے اسکے تو جھٹکے کمندِ زلف کے
حضرتِ دل اب نجانا کوے جانان کیطرف

ہون وہ بلبل گر قفس ہین مر گیا صیاد میں
اوڑ کے جائیگی مری مٹی گلستان کیطرف

آشیانے سے اوڑی جاتی ہین اپنے بلبلین
آ گیا صیاد شاید پھر گلستان کیطرف

تھا وہ بلبل بعد مردن دیکھیے اب تیرے پر
شوق سے اوڑ اوڑ کے جاتے ہین گلستان کیطرف

دام مین جب پھنس گئی بلبل تو یون کہنے لگی
گردش تقدیر لائی تھی گلستان کیطرف

کھلکھلا کر غنچے ہنس پڑتے ہین اونکو دیکھکر
جاتے ہین بنکر بہار گل گلستان کیطرف

لوٹتا ہی دل ہرا کا سبزۂ خوابیدہ پر
کس تکلف سے بہار آئی گلستان کیطرف

چار دن ہی فصل گل پھر آخر آئیگی خزان
کیون چلی ہی بھول کر بلبل گلستان کیطرف

گل بھی کانٹے کیطرح چبھتے ہین آنکھو مین احد
جب مین بے اوس گل کے جاتا ہون گلستان کیطرف

داد دینگی بلبلین جی مین ہی اپنے ای احد
اس غزل کو پڑھیے اب چلکر گلستان کیطرف

بیوفائی اور کجی ہی اونکی پیمان کیطرف
یاس اور حسرت ہین دونون میرے ارمان کیطرف

دل لیے جاتا ہی مجکو کوے جانان کیطرف
پانون پھیلائے ہو جنون بیابان کیطرف

مر رہا ہون مین اوٹھے جاتے ہو پہلو سے مرے
ہو زمانے کیطرح عمر گریزان کیطرف

عارضِ گل کی ذرا گل کو دکھا دیجے بہار
ایکدن تشریف لے چلیے گلستان کیطرف

ہون وہ بلبل ذبح کر ڈالا ابھی گر صیاد نے
جائینگے اوڑ اوڑکے پر اپنے گلستان کیطرف

آج اوس گل کی سواری جاتی ہی پھر باغ مین
تو بھی او بادِ بہاری چل گلستان کیطرف

اتنی خاطر میری او صیاد کر دینا ضرور
ذبح کرنا کرکے منہ میرا گلستان کیطرف

لطف ہی ساقی جو دَورِ بادہ ریحان ہو آج
کیا گھٹا گھنگھور چھائی ہی گلستان کیطرف

جتنے مرغانِ چمن ہین کر رہے ہین چہچہے
آئی اوس گل کی سواری کیا گلستان کیطرف

گر کمی کچھ بوے گل مین پاتی ہی تو ای صبا
بوے زلفِ یار لے جا تو گلستان کیطرف

آپکے آنیسے کچھ خوش بلبل و گل ہی نہین
وجد مین شاخین بھی ہین دیکھو گلستان کیطرف

چھوڑتا صیاد فصلِ گل مین بھی گر تو نہین
لیکے چل اکدن قفس ہی کو گلستان کیطرف

ہون وہ بلبل طاقتِ پرواز بھی جاتی رہی
اوڑکے جا سکتا نہین اب مین گلستان کیطرف

عارضِ گلگون کی جسنے تری دیکھی بہار
وہ کبھی رخ بھی نہین کرتا گلستان کیطرف

گفتگو بلبل سے کرنے کو [illegible] لیجیے
جاتے ہو ایجانِ من گر تم گلستان کیطرف

گل سے کہدینا قفس مین تنگ بلبل آگئی
ہو صبا تیرا اگر جانا گلستان کیطرف

شمع کی حاجت نہین اللہ رے تاثیرِ ضو
ہو گیا حسنِ بتان دیر برہمن مین چراغ

پھول چنتا ہون جو تنہا جاکے گلشن مین کبھی
گُل بغیر از یار ہو جاتا ہی دامن مین چراغ

پھر نسیمِ نو بہاری نے شگفتہ گل کیا
آج او بلبل جلا ہی دیکھ گلشن مین چراغ

شام سے جلتے ہین آہِ آتشین سے تا سحر
دل مین سینے مین جگر مین خانۂ تن مین چراغ

دیکھنا زاہد نہو گی قبر مین ظلمت مری
داغ دل اپنا جلے گا ہو کے مدفن مین چراغ

ہی شبِ ہجران بہت تاریک آنکھون مین مری
آتشِ دل کر دے روشن اپنے دامن مین چراغ

جانکے شمعِ رخِ محبوب کا عاشق احمد
کرتے ہین روشن فرشتے اپنے مدفن مین چراغ

ردیف فا

تو وہ گل ہی سیر کو گر جائے بستان کیطرف
بلبلِ تصویر اوڑ جائے گلستان کیطرف

جاتی ہی روحِ روان یون باغ رضوان کیطرف
چھٹکے بلبل جسطرح جائے گلستان کیطرف

بلبلو خوشبو مبارک آج پھر بادِ صبا
کوچۂ کاکل سے آتی ہی گلستان کیطرف

ضد سے وہ بلبل ہو نہین صیاد اپنے ہر برس
نوچ کر پر پھینکتے ہین گلستان کیطرف

ہی دمِ رخصت یہی بادِ بہاری کی صدا
چل گئی دو دن ہوا اچھی گلستان کیطرف

ردیف عین مہملہ

شعلے نہین ہین آہ کے یہ قصرِ تن مین شمع
روشن ہی آج دیکھیے کیا انجمن مین شمع

بعدِ فنا بھی سوز وہی ہی مزار مین
لیکر کے ساتھ آئے تھے کیا ہم کفن مین شمع

شانے کے ساتھ پنجۂ جانان ہی زلف مین
روشن ہو آج یا کہ سوادِ ختن مین شمع

عالم ہی آج اور ہی فیضِ بہار سے
گل یہ کھلے ہین یا کہ ہی روشن چمن مین شمع

شعلے بھڑک رہے ہین مرے داغ دل سے آج
دیکھو تو جل رہی ہی مرے قصرِ تن مین شمع

اک شمعرو سے دلکو ہمارے لگی ہی لو
ہر داغ اپنے دلکے نہون کیون جلن مین شمع

بزمِ جہان مین یہ رخِ روشن سے ہی فروغ
روشن ہو جس طرح سے کوئی انجمن مین شمع

وہ شمعرو ہی دیکھکے محفل مین تجکو آج
غیرت کے مارے گرتی ہی کٹکر لگن مین شمع

شاعر ہون لاجواب مرے دل سے ای احد
روشن ہی آج دیکھیے بزمِ سخن مین شمع

ردیف غین معجمہ

آہ کا روشن ہی ہر شب خیمۂ تن مین چراغ
روز جلتا ہی ہمارے خانۂ تن مین چراغ

آتشِ گل کو بھڑکنے دے صبا گلزار مین
آہ سے بلبل جلائے گی نشیمن مین چراغ

خط نہ آتا تو نہ خط آتا کبھی	خط جو آیا آگیا ای یار خط
کچھ نہ کچھ تو انس ہی اونکو احد	اب جو لکھتے ہین سرِ دربار خط

ردیف ظاے معجمہ

اپنا ہی جان جانِ خدا حافظ	جائیے مہربان خدا حافظ
خیر جاتے ہو جس جگہ جاؤ	ہمسے ہو کر نہان خدا حافظ
ہجر مین اندنون مرے دل کا	لیتے ہین امتحان خدا حافظ
چھوڑ کر مجکو بسترِ غم پر	جاتے ہو تم کہان خدا حافظ
روٹھکر مجسے جاتے ہو جاؤ	ہو گئے بدگمان خدا حافظ
آج کل میرے اور ایمان کے	ہی وہ بت درمیان خدا حافظ
اوٹھکے پہلو سے تم چلے میرے	اپنا ہی مہربانِ خدا حافظ
کہتے ہین اوٹھکے یہ کہو مجسے	جائیے جان جان خدا حافظ

جس جگہ ای احد گئے تھے کل
پھر چلو آج وان خدا حافظ

کرتے نہین علاج وہ اپنے مریض کا — عیسے تو ہین مگر نہین بیمار سے غرض

آنکھون پہ کیون عتاب ہی آخر حضور کا — آنکھین تو صرف رکھتی ہین دیدار سے غرض

مذہب عجیب رکھتے ہین ہم رند مست بھی — تسبیح سے غرض نہ تو زنار سے غرض

ظلِ ہما کے پاس وہ ہرگز نجائیگا — جس کو ہی تیرے سایۂ دیوار سے غرض

کیونکر نہ عشق ابرو خمدار ہو احمد — جانباز ہم ہین ہم کو ہی تلوار سے غرض

ردیف طاے مہملہ

مین نے بھیجا آپ کو سو بار خط — آپ نے کوئی لکھا ای یار خط

آپ کیون آئینگے یان وان جائینگے — روز جاتے ہین جہان دو چار خط

لوگ در پے ہین کہ خط پکڑین کوئی — ہو کے لکھیے گا ذرا ہشیار خط

حال دل اوسمین جو مین نے لکھدیا — لے کے نامہ بر ہوا بیمار خط

خط کو اوسکے لا کے قاصد نے کہا — ہی کسی کا طالعِ بیدار خط

خط کا [illegible] چھپے — پڑھتے ہین [illegible] دیندار خط

بدگمان سیر بطرف سے وان ہین لوگ — اب تو لکھنا ہو گیا دشوار خط

مسکن ہی چغد کا وہی دورِ فلک سے آج
تھا جس جگہ بنا ہوا پہلے مکانِ رقص

مُردوں کو خاک خاک مین ہوگی بھلا خوشی
ناحق سنا رہی ہی اجل داستانِ رقص

وہ صورتین وہ جلسے وہ اب لطف ہین کہان
رو دیتا ہون جو کرتا ہی کوئی بیانِ رقص

پیری مین بھی شباب کے باقی ہین ولولے
دلمین یہ ہی سنا کرین ہردم بیانِ رقص

جو بات آپ کی ہی وہ عالم فریب ہی
ہی آپ کی ادا بھی مری جان جانِ رقص

کوئی نہ رہگیا کہ کبھی جا کے دیکھتے
اب رو رہے ہین بیٹھے ہوے عاشقانِ رقص

تارِ نظر مین دورِ حوادث نہین ہی آج
ہی پتلیون کا پتلیون مین امتحانِ رقص

جلسے وہ لکھنؤ کے **احد** خواب ہو گئے
اب یاد بھی نہین ہی کہان تھے مکانِ رقص

ردیف ضاد معجمہ

کافر سے ہی غرض نہ تو دیندار سے غرض
مجکو ہی تیرے مصحفِ رخسار سے غرض

پامال اپنا دل بھی ہی رنگِ حنا کی طرح
رکھتا ہی یہ بھی شوخیِ رفتار سے غرض

سنتا ہون جوشِ وحشتِ دلمین کسیکی کب
دیوانے کو ہی کب کسی ہشیار سے غرض

زاہد عبث تو رغبتِ جنت دلاتا ہی
رکھتا ہون مین تو کوچۂ دلدار سے غرض

اب احمد کھاکے قسم کہتے ہین اللہ کی ہم — پھر نجائین گے کبھی اوس بت عیار کے پاس

ردیف شین معجمہ

آتا نہین خیال کبھی کچھ سواے عیش — عالم شباب کا یہ فقط ہی براے عیش

فصل خزا مین آئے نہ آئے نہین ہی غم — یارب بہار مین مجھے صورت دکھائے عیش

دَورِ شراب اور وہ مہ رو بغل مین ہو — مجھسے شب وصال نہ پہلو بچائے عیش

تم آؤ میرے پاس تو کیا کیا نہو خوشی — خود بے بُلائے آپ مرے پاس آئے عیش

یارب کبھی تو دَورِ زمانہ ہو اس طرح — اونکے واسطے مرے گھر مین بھی آئے عیش

وہ آئین یا نہ آئین اسے چھیڑنے سے کام — بے پر کی کہہ دو روز نہ مجھسے اوڑائے عیش

بہرِ خدا کبھی تو کرم کیجیے یہان — اک روز بھی تو گھر کو مرے دیکھ جائے عیش

وہ آکے میرے پاس جو شب بھر کہین رہین — کس آرزو سے دلمین مرے گھر بنائے عیش

اونکی طرح سے یہ بھی ہی برہم عبث احمد — طالب جو اوسکا ہو اوسے آنکھین دکھائے عیش

ردیف صاد مہملہ

کس درجہ لطف خیز ہی ایجان بیانِ رقص — جی چاہتا ہی روز سنین داستانِ رقص

لے گیا بخت ہمین جلوۂ دلدار کے پاس
ہو کے پروانہ رہی شمع رخ یار کے پاس

اوٹھکے پہلو سے مرے بہر خدا محفل مین
دل اولجھتا ہی مرا بیٹھ نہ اغیار کے پاس

اسی امید پہ سایہ سا پڑا رہتا ہون
کہ مری جان فنا ہو تری دیوار کے پاس

جائے گا بہر عیادت وہ کسیکے گھر مین
آج آئے گا مسیحا کسی بیمار کے پاس

دور ہو جاتا ہی نفرت سے مین وہ وحشی ہون
آتا ہون جب ترے مین سایۂ دیوار کے پاس

قتل قاتل کو جو منظور نظر ہی میرا
دم ہمین دیکے کھڑا اکڑتا ہی تلوار کے پاس

عشق رکھتے ہین ترا شیخ و برہمن دونون
سبحہ چھوتے نہین جاتے نہین زنار کے پاس

طائر دل کو رہائی کی ہی امید عبث
کون آتا ہی بھلا مرغ گرفتار کے پاس

آب شمشیر کے خواہان تھے ازل سے جو ہم
تشنگی کھینچ کے لائی ہمین تلوار کے پاس

جوش وحشت کا جنون گرچہ یہی طور رہا
سر کو پھوڑونگا مین جاکر در دلدار کے پاس

دل کو اوس گیسوے پیچان مین پھسا کر دیکھو
مول لی جاکے بلا ہمنے ستمگار کے پاس

کیا غضب ہی کہ یہ کہتا ہی مسیحا ہر دم
ہم نجائینگے کبھی [illegible] بیمار کے پاس

الفت گیسوے دلدار کا سودا ہی یہی
گھر بنا لیجیے اب تبت و تاتار کے پاس

اس قفس کی پھر خرابی کو تم اوسدم دیکھنا
طائر روح مقید ہوگا جب آزاد بس

وہ نہین پھرنے کے اپنے قول سے ہرگز کبھی
کر چکے میرے لیے کرنا تھا جو ارشاد بس

بولے یہ عاشق کسی سنگین دل کا ہی مگر
دیکھکر کے سخت جانی کو مری جلاد بس

موسم گل کے گذر جانیکے غم مین رات دن
بلبلو آخر کہان تک نالہ و فریاد بس

جب کوئی تدبیر فرقت مین نہ اوس سے بن پڑی
جان شیرین کو دیا سر پھوڑ کر فرہاد بس

سُنکے میرے نالۂ پُر درد کو کہنے لگے
شق ہوا جاتا ہی دیکھو سینۂ فولاد بس

تا کجا آخر نگاہِ ناز تیری کاوشین
ہم غریبون پر ستم یہ ای ستم ایجاد بس

موسم گل مین کہان تک صدمۂ فرقت سہون
کھول دے پر کو مرے اور چھوڑ دے صیاد بس

جب تہِ خنجر نہ مین نے اُف کیا کچھ بھی ذرا
رہگئے دانتون مین انگلی دابکر جلاد بس

کھنچ سکی اوس آئینہ رو کی نہ کچھ تصویر جب
ہوگئے حیران آخر مانی و بہزاد بس

گر یونہی وحشت مین اپنی رہگئی وارفتگی
ایک دن آزادگی سے ہونگے ہم آزاد بس

وہ آن [illegible] بنیگا تمسے لگ کے فرمانے لگے
آپ رہتے تھے اسیکے واسطے ناشاد بس

چار دن بھی بار الفت کا نہ تمسے اوٹھ سکا
عشق بازی مین یہی تھے ای احمد اُستاد بس

بھول جاتی شکایت میری لوگون نے جو کی
بولے اب اوسکو اجل اوسکی کرے گی یاد بس

پیس ڈالا کبک کے بھی دلکو اونکی چال نے
ہی خرام ناز مین اون کی یہی ایجاد بس

حشر کے دن اونکو چلوا کر کہون گا ای خدا
اس خرام ناز نے مجکو کیا برباد بس

مین وہ دیوانہ نہین سر پھوڑ کر مر جاؤنین
جانِ شیرین کو دیا ہی جسطرح فرہاد بس

دیکھکر طرزِ قیامت قامتِ دلدار مین
گڑ گیا غیرت کے مارے باغ مین شمشاد بس

بلبلونکے نالون مین اس سال کیا تاثیر ہی
باغ مین سر کو پٹک کر مر گیا صیاد بس

مین وہ دیوانہ تھا جا[illegible] دشتِ نجد مین
مجسے کوسون بھاگا مجنون کرکے پھر فریاد بس

جب گذر گورِ غریبان کیطرف اون کا ہوا
ق
بولے مجکو یاد کرکے بادلِ ناشاد بس

دیکھو وہ مرقد کہ حسرت رو رہی ہی جسپہ آج
یہ بھی تھے عاشق ہمارے ہوگئے برباد بس

خوب شطرنجِ محبت مین ہوے حیران احد
دیکھلی ہمنے تمھاری چال ای اُستاد بس

جس نے صورت دی تمھین اوسکو کرو تم یاد بس
ای بتو نخوت کہان تک صورتِ شداد بس

بھولو اپنے دلسے اوسکو چھوڑ دو اوسکی یاد بس
ورنہ الفت مین احد ہو جاؤگے برباد بس

باہین گلے مین ڈالکے آنکھین چراتا ہو
کرتا ہی ناز یار کا مجسے حیا ہنوز

مرنے کے بعد بھی اسے اتنا غبار ہی
برباد خاک کرتی ہی میری صبا ہنوز

لب کی گئی ہی باب اجابت سے دیکھیے
پھرکر کے پاس آئی نہ اپنی دعا ہنوز

اک تم ہو کوئی بھی نہین باقی جفا ہی اب
اک ہم ہین کرتے جاتے ہین تمسے وفا ہنوز

کچھ بھی نہین ہی اوسکو سر رحم ای احد
کرتا ہی مجھپہ جاتا ہی ظالم جفا ہنوز

ردیف سین مہملہ

قید ہستی سے ہوئی ای روح کیا آزاد بس
خانۂ تن کو مرے [illegible] کے چلی برباد بس

سنکے وہ نالونکو میرے جب ہوے ناشاد بس
بولے ای ظالم ٹھہر جاتا کجا فریاد بس

میرے مرنیکی خبر سنکر کے فرمانے لگے
تھا اسیکے دم تلک یہ نالہ و فریاد بس

سورۂ یوسف کو قرآن کھولکر پڑھتے ہین ہم
ہوتا ہی جس دم تمہارا مصحف رخ یاد بس

ای پری کثرت ترے دیوانون کی ہی اسقدر
جنگلون مین شہر ہوتے جاتے ہین آباد بس

دیکھکر مجکو تڑپتے سخت جانی سے مری
چھوڑکر بسمل گیا مجکو مرا جلاد بس

سر کو جب زنجیر پر رکھکر کے مین رونے لگا
زلف کا دیوانہ ہی کہنے لگے حداد بس

نہ پوچھو اوسکی نیرنگی کا کچھ احوال تم ہم سے
مثالِ ابر گر رویا ہنسا برق طپان ہوکر

غرض ذات احد کا اے احمد جلوہ ہی عالم مین
دکھاتا ہی ہر اک صورت مین اپنے کو نہان ہوکر

لٹے ہوے ہین نہین اپنے کاروان کی خبر
نہ پوچھ بیکسی ہمسے دل اور جان کی خبر

کمر کے آ کے سرِ زلف نے لیے بوسے
اوڑائی نکہتِ گیسو نے درمیان کی خبر

خدا کے فضل سے وہ رازدان معنی ہون
فرشتے پوچھنے آتے ہین آسمان کی خبر

کٹے ہین خانۂ صیاد مین مجھے برسون
وہ مرغ ہون کہ نہین مجکو آشیان کی خبر

یہ جام جم سے احمد اپنا دل نہین کچھ کم
وہ ہون کہ رکھتا ہون گھر بیٹھے مین جہان کی خبر

ردیف زائے معجمہ

پہلو مین اپنے یار کا تیرِ جفا ہنوز
دل سے جگر کا پوچھ رہا ہی پتا ہنوز

سودائے زلفِ یار ہی باقی جو بعد مرگ
کنجِ لحد مین ہوتی ہی نازل بلا ہنوز

پونہچی کبھی نہ بابِ اجابت پہ اکدن
کیا جانیے کہ پھرتی کہان ہی دعا ہنوز

اوس سنگدل نے توڑ کے دلکی نہ لی خبر
چلا رہی ہی شیشۂ دلکی صدا ہنوز

کہین خود داد دیتا ہی وہ طبعِ منصفان ہوکر
کہین فریاد کرتا ہی شریکِ دردِ جان ہوکر

کہین لیلی کیصورت جلوہ آرا ہی نہان ہوکر
کہین رسوائے عالم صورتِ مجنون عیان ہوکر

کہین سرتا بپا ہی صورتِ شیرین نزاکت سے
کہین ہی کوہکن تیشہ لیے خود سخت جان ہوکر

کہین بنکر کے یوسف ہوگیا مشہور عالم مین
کہین بنکر زلیخا ہوگیا رسوا نہان ہوکر

کہین شمعِ شبستان کیطرح سے ہوگیا روشن
کہین پروانہ بنکر جلگیا خود سوزِ جان ہوکر

کہین گل بنکے خندہ زن ہوا گلزار عالم مین
کہین بنکر کے بلبل رہگیا گرمِ فغان ہوکر

کبھی بادِ بہاری بنکے خندان کردیا گل کو
رولایا بلبلون کو [illegible] جی بادِ خزان ہوکر

کبھی بنکر لباسِ حُسن دکھلایا حسینون کو
کبھی [illegible] بونسے اوڑگیا خود دھجیان ہوکر

کہین ہی خندۂ گل وہ کہین ہی شورِ بلبل وہ
نکلتا ہی کہین آنکھونسے خود اشکِ روان ہوکر

کہین ہی فتنۂ دوران کہین خود شورِ محشر ہی
کہین سودائے الفت ہی کہین ہی دردِ جان ہوکر

کہین تو قاتلِ عالم نظر آتا ہی عالم مین
پھڑکتا ہی کہین بسمل کیصورت نیم جان ہوکر

[illegible] دین کا فرق ہندو اور مسلمانمین
کہین بنکر رہا کعبہ کہین دیرِ بتان ہوکر

کبھی تو بتکدے مین صورتِ ناقوس ہی نالان
کبھی مسجد مین بول اوٹھا موذنکی اذان ہوکر

مری عمرِ گریزان مجکو زندانِ بلا مین پھر
الٰہی دیکھیے کب تک یہ رکھے بیڑیان ہوکر

مرے نالونکو سن سنکر کے فرماتے ہین لوگونسے
نکلتی ہین کسی کی حسرتین شور و فغان ہوکر

خدا بدلے تو بدلے اون کی اب اس بدمزاجی کو
لگے ہین گالیان لوگونکو دینے بدزبان ہوکر

نکلنا سخت زندانِ بلا سے اب ہی پاؤنکا
پڑی ہی الفتِ گیسوے جانان بیڑیان ہوکر

مثالِ تیر دم بھر مین جگر کے پار ہوتے ہین
کمین مین تیرے ہین ایدا ج ملتے ہین کمان ہوکر

ظہورِ جلوۂ حق کا تماشا بھی احد کیا ہی
نظر سے دیکھکر رہتا ہی انسان بیزبان ہوکر

بیزبان

کہین لیتا ہی دل کو شوخ رنگِ دلبران ہوکر
کہین دیتا ہی دل کو خود شریکِ مضطران ہوکر

کہین ہوتا ہی خود ظاہر وہ جورِ دلبران ہوکر
کہین ہوتا ہی خود مشہور مہرِ مضطران ہوکر

کہین بدنام ہوتا ہی وہ ظلمِ آسمان ہوکر
کہین خوشنام ہوتا ہی وہ عدلِ منصفان ہوکر

کہین اوٹھکر کے بیٹھا ہی وہ ضعفِ ناتوان ہوکر
کہین وہ بیٹھکر اوٹھا ہی زورِ پہلوان ہوکر

کہین معجز نمائی کرتا ہی جادو بیان ہوکر
کہین مشہور عالم مین ہوا ہی بیزبان ہوکر

کہین آتا نظر ہی تیر کی صورت جوان ہوکر
کہین خمِ عالمِ پیری مین دکھلایا کمان ہوکر

غزالانِ بیابان کو کیا ہی صید دم بھر مین
نگہ نے تیر ہو کر اور ابرو نے کمان ہو کر

مری حالت کو سُن سُنکے وان لوگ اونکو سکتے ہین
خموشی نے طلسمِ تازہ دکھلایا بیان ہو کر

اگر دن رات فرقت مین یون ہی رونا بلکنا ہی
تو دل بھی ایکدن نکلے گا خود اشکِ روان ہو کر

صدا آتی ہی ہر دم یہ لبِ گورِ غریبان سے
سوے ملکِ عدم جاتا ہی [illegible] کاروان ہو کر

خیالِ حلقۂ زلفِ دوتا دن بھر جو رہتا ہی
نظر آتی ہی شب کو خواب مین پھر بیڑیان ہو کر

چلا ہون تیز زمینِ مقتل کی جانب دلمین قاتل کے
اثر پیدا کرے گی گرم رفتاری بیان ہو کر

خدا محفوظ رکھے دلکو اب اونکے فریبون سے
یہی ہین قاتلِ عالم [illegible] ہین کمان ہو کر

نشانِ ملکِ عدم کے جانیوالونکا نہین ملتا
پھرا یارب نہ [illegible] کوئی اب تک کاروان ہو کر

مین وہ مقتول ہون تلوار نے گر کچھ مزا پایا
لبِ زخمِ جگر چاٹیگی ای قاتل زبان ہو کر

مجھے قیدِ جنون سے چھٹنے دم بھر کو نہین دیتی
پڑی ہی وحشتِ دل پانون مین کیا بیڑیان ہو کر

مرا ہون آتشِ فرقت مین جلکر شعلہ رویونکی
غبارِ دل مری مرقد سے نکلیگا دھوان ہو کر

فلک نے دیکھ پایا ہی کسیدن اوسکی ابرو کو
اسی باعث سے خود بھی رہ گیا شکلِ کمان ہو کر

تمناے شہادت ہی کرے گر قتل تو مجکو
تری تلوار کا منہ چاٹ لون قاتل زبان ہو کر

جلایا کیا رقیبِ روسیہ ای آسمان ہوکر
رہا دودِ جگر کی طرح تو بھی تو دھوان ہوکر

رہی گر آتش افروزی یون ہی ان شعلہ رویونکی
جلائے گی محبت پھر کسیکی سوزِ جان ہوکر

بوقتِ نزع جب آئے سرِ بالین تو فرمایا
نہ نکلے دیکھنا حسرت کہین روحِ روان ہوکر

شکایت کی نہ ملنے کی تو فرمانے لگے دیکھو
نظر کیطرح سے آنکھونمین رہتے ہین نہان ہوکر

پتا اپنے دلِ گم گشتہ کا پوچھین گے ہم بھی کچھ
پھرا اگر کوچۂ کاکل سے کوئی کاروان ہوکر

رہی زلفِ مسلسل سلسلہ جنبان وحشت گر
تو پائے عقل مین اک دن پڑیگی بیڑیان ہوکر

وہ بحرِ حسن دریا سے نہا کر جب نکلتا ہی
لبِ ساحل تک آتی ہین مضطر مچھلیان ہوکر

عدم سے آئے دنیا مین نہ پایا جب پتا تیرا
تو پھر آئے قیامت مین کہانسے ہم کہان ہوکر

ہماری قبر کو وہ شوخ ٹھکرا کر لگا کہنے
یہان کسطرح نیند آئی جو سوتے ہو نہان ہوکر

گیا ملکِ عدم کو دوستونکا قافلہ بڑھکر
ہمین اک رہگئے پیچھے غبارِ کاروان ہوکر

یہ حالِ نزع مین یارب ہوا کیون انتظار اوسکا
کہ پاؤن مین اجل آکر پڑی ہی بیڑیان ہوکر

گیا سر سے نہ مرتے مرتے سودائے محبت پھر
شریکِ دم رہا آخر کو یہ تکلیف جان ہوکر

رکھے گل اور بھی گلشن مین اوس گلرو کے آنیسے
چمن کی سیر کو آئی بہارِ بوستان ہوکر

ترے ملنے کی گر دل مین ہوا و حرص باقی ہی
کرین گے جستجو بعدِ فنا بھی ہم ہوا ہو کر

نہ پوچھو جب وہ آئے مجکو کیا راحت ہوئی حاصل
رہے پہلو مین میرے دردِ دل کی وہ دوا ہو کر

قیامت ہر قدم پر ڈھاتے ہو جسوقت چلتے ہو
تری رفتار سے رہ رہگیا محشر بپا ہو کر

پر پروشعلہ رخسار کی بل بے یہ نیرنگی
خیالِ سبزۂ خط دل مین دودِ دل رہا ہو کر

اوڑی جب خاک اوس جانب تو صدقے نار سالکے
چلی ہی گردشِ تقدیر سے اولٹی ہوا ہو کر

کمندِ زلف کے اکبے بڑے جھٹکے اوٹھائے ہین
رہا دل گیسوے پرخم مین برسون مبتلا ہو کر

اونھین جب چھیڑتا ہون وصل مین تو پاسِ الفت سے
وہ رہجاتے ہین دل ہی دل مین کچھ مجھسے خفا ہو کر

سوال بوسہ پر پہلے تو کچھ بھی وہ نہ کہتے تھے
سنا دیتے ہین اکثر گالیان اب تو خفا ہو کر

دلِ وحشی پہ گذری کچھ نہ کچھ جو اس طرح مضطر
پریشان کوچۂ کاکل سے آتی ہی صبا ہو کر

مرا جاتا ہون جتوا دو منگا کر اسکو بچ جاؤن
اثر بخشے گی خاکِ پاے دلبر کیمیا ہو کر

ہر اک شی کو احمد ہم تو جگہ دیتے ہین آنکھون مین
ہماری پتلیان رہتی ہین عالم آشنا ہو کر

الٰہی خیر کیجیو حضرتِ دل پھر نہان ہو کر
چلے ہین کوچۂ کاکل کی جانب شادمان ہو کر

اگر بخشے گناہون کو خداوند انے ہے رحمت	تری سرکار مین آئے ہین سرتاپا خطا ہوکر
ہماری حسرتِ مے نوشی بھی ای ساقی ہے ہوش	شکست ساغرِ مے سے نکلتی ہی صدا ہوکر

گلے مین ڈالکر باہین یہ بولے وصل کی شب وہ
کہان رہتے تھے تبلاؤ احد ہمسے جدا ہوکر

نہ کیون وہ کنج عزلت مین رہین سب سے جدا ہوکر	ہوا ہی آشنا آئینہ صورت آشنا ہوکر
کسیکے عشق رخ مین جان مری تن سے جدا ہوکر	چلی ہی باغ جنت کی طرف بادِ صبا ہوکر
پریشانیِ خاطر رنگ لائے گی بلا ہوکر	چلی ہی کوچۂ کاکل سے پھر بادِ صبا ہوکر
مقابل مین تری رفتار کے ای دلربا ہوکر	بہت شرمندہ ہو گا فتنۂ محشر بپا ہوکر
کسی کا جلوۂ رخسار جب پیشِ نظر آیا	مری آنکھون کے پردے مین لگا چھپنے حیا ہوکر
نہ پوچھو وصل کی شب مجھسے وہ کیا کیا ہوے نادم	لباسِ شرم مین چھپ چھپ گئے ہین بس حیا ہوکر
لڑکپن ہی کنارا صورتِ عاشق سے کرتے ہین	ابھی وہ پردۂ غیرت مین چھپتے ہین حیا ہوکر
پس مردن بھی الفت زلف کی یہ رنگ لائی ہی	لحد مین شب کو نازل مجھپہ ہوتی ہی بلا ہوکر
رہا تا زندگی سودا کسیکے زلف مشکین کا	دلِ وحشی ہمارا رہ گیا وحشت سرا ہوکر

حسینون کو محبت بھی ہو تو سمجھو کہ آفت ہی — وفا آخر کو انکی رنگ لاتی ہی جفا ہو کر

بدن مین ہر گھڑی یہ روح کا اپنے مقولہ ہی — حباب بحر مل جائیگا دریا مین فنا ہو کر

کشودِ کار اپنا خواب مین اوس بت سے کہتا ہی — کھلین گے دیکھنا اک دن ہمین بندِ قبا ہو کر

ہوا سودا کبھی وحشت کبھی رسوا ہوے اے دل — پڑے سو پیچ مین ہم عاشقِ زلفِ دوتا ہو کر

ستم کو ہم کرم فرطِ تعشق سے سمجھتے ہین — جفائے یار اپنا کام کرتی ہی وفا ہو کر

عبث تم عاشقانِ ناز سے سجدے کو کہتے ہو — بتو بندے سے کیا مشہور تم ہو گے خدا ہو کر

مجھے بیچین سنکر بیٹھتے ہین آکے پہلو مین — پہونچ جاتے ہین درد کے خاطر وہ دوا ہو کر

دعا ہی یہ مریضانِ محبت کی قیامت تک — رہے مشہور یا رب اوس کا گھر دار الشفا ہو کر

نہ گھبرا قالبِ خاکی مین تو ای مرغِ دل اتنا — قفس سے ایکدن جنت کو جائیگا رہا ہو کر

سمجھ او بت نہ مجکو ناتوان تو عہد پیری مین — پرانا جامہ اک دن رنگ لائیگا نیا ہو کر

بہت ڈھونڈھا نہ پایا ہمنے مضمونِ کمر ایجان — رہا عنقا صفت مشہور وہ بھی بے پتا ہو کر

[illegible] ٹھوکر گر ہاتھ سے اپنے تو بچ جاؤن — تری خاکِ قدم تاثیر بخشیگی دوا ہو کر

جو نادان ہین وہی مرتے ہین اس تحصیل دنیا پر — رہے پابند کب عاقل کوئی حرص و ہوا ہو کر

شبیہِ یار کہتی ہی عبادت میری ہی سے کیجے
یہ بت اللہ اکبر دل مین رہتے ہین خدا ہو کر

خیالِ جلوۂ رخسارِ جانان مجھسے کہتا ہی
رہین گے خانۂ دل مین کسی کے مدعا ہو کر

نہ نکلے اپنے گھر سے وہ نہ نکلا دل سے اپنے یہ
وہ بیٹھے اپنے گھر مین میرے دلکے مدعا ہو کر

مبارک آج خوشبو ہووے مرغانِ چمن تم کو
چلی ہی کوچۂ کاکل سے پھر بادِ صبا ہو کر

سر اپنا پیٹتی حسرت بھی پیچھے پیچھے آتی ہی
پھری ہی اسطرح بابِ اجابت سے دعا ہو کر

مرے شعرون کو سنکر چوم کر منہ یہ لگے کہنے
احد مشہور ہو تم صاحبِ طبعِ رسا ہو کر

احد وحشت مین بھی قیدِ تعلق سے رہا ہو کر
برنگِ بو رہے جامے سے ہم عریان جدا ہو کر

اثر یہ سایۂ دیوارِ قصرِ یار نے پایا
کبوتر جا کے گر بیٹھے تو اوڑ جائے ہما ہو کر

اگر ہی شوق مہندی کا تو خونکو میرے مل لیجے
تمھارے دست و پا مین رنگ لائیگا حنا ہو کر

محبت لاکھ ہو تجھسے مگر سجدہ نہین کرتے
دکھائے گا ہمین کیا جلوہ تو اے بت خدا ہو کر

تصور مین کسیکے کچھ عجب عالم رہا اپنا
دلِ وحشی رہا آباد بس وحشت سرا ہو کر

نہ پوچھو تم خدارا اے شبِ فرقت کے صدمے کو
رہی ہی روح قالب سے مرے ہر دم جدا ہو کر

اونھین جب دیکھتا ہون منہ چھپا کر مجھسے کہتے ہین
ابھی ہم پردہ غیرت مین چھپتے ہین حیا ہوکر

گلے مین جب کبھی بھولیسے اونکے ہاتھ ڈالا ہی
لباس شرم مین چھپ چھپ گئے ہین وہ حیا ہوکر

نہ کیون کر خانہ دلمین ہمارے خون حسرت ہو
پھری ہی بے اثر باب اجابت سے دعا ہوکر

ہماری زیست سے صد شکر مرنا ہی ہوا بہتر
شہیدون مین ملے ہم کشتہ تیغ ادا ہوکر

جو تو دکھلا کے آنکھین میری آنکھونسے ہوا غائب
نگاہونمین پھری برسون تری چتون ادا ہوکر

جو پوچھا تھے کہان اتنے دنون تو ہنسکے فرمایا
کسی کمبخت کے اب تک تھے دلمین مدعا ہوکر

کشش مجھسے کسیکی خوابمین یہ آکے کہتی ہی
نگین خاتم دل ہی رہے گا مدعا ہوکر

مجھے مسجد مین جاتے دیکھکر بولے ادھر آؤ
خدا کو بھی دکھادینگے کبھی شان خدا ہوکر

پڑا چھینٹا جو کوئی خون کا اپنے دست قاتل پر
رہا مٹھی مین اسکی طائر رنگ حنا ہوکر

شبیہ یار اکثر جلوہ فرما کر کے کہتی ہی
کسیکے دل مین رہجائین گے نقش مدعا ہوکر

طلب مین اپنی او قاتل کرے گا قتل گر مجکو
زبان تیغ سے نکلون گا حرف مدعا ہوکر

رسائی ہوگئی جاتے ہی اوسکی بزم جانانمین
گیا قاصد مرا خط لے کے گیا بخت رسا ہوکر

یہ شوق دید ہی مجکو نقاب رخ اوٹھانے کو
چلی ہی حسرت دیدار اپنی اب ہوا ہوکر

یہان تھا نزع کا عالم جو آئے وہ عیادت کو
لگی پانون پہ پڑنے او لگے شرمندہ قضا ہوکر

ہزارون عاشقِ جانباز کی جاتی ہین بس جانین
نکلتے ہین کبھی وہ گھر سے اپنے تو قضا ہوکر

ذرا سا گدگدا دیتے ہو جان پر اپنے بنتی ہی
تمھاری چھیڑنے آخر کو پھر چھیڑا قضا ہوکر

دمِ مردن وفورِ اشک سے یہ جوش دریا تھا
ہمارے پاس کشتی پر سوار آئی قضا ہوکر

خیالِ گیسوئے پیچان مین اپنی جان جائیگی
اسی پردے مین آئیگی احد اکدن قضا ہوکر

دلِ مضطر ہمارا عاشقِ روئے صفا ہوکر
رہا پہلو مین اپنے طائرِ قبلہ نما ہوکر

بھری تھین حسرتین جو دل مین اب وہ وائے ناکامی
شکستِ شیشۂ دل سے نکلتی ہین صدا ہوکر

تڑپنا کیا تھا او جانِ حزین گر وہ نہ آئے تھے
گئی ہوتی تو ہی بابِ اجابت تک دعا ہوکر

ضرور اکدن نیا خونِ شہیدان رنگ لائیگا
دکھائے گا پری رو شوخیان رنگِ حنا ہوکر

کبھی مجھسے لپٹتے ہو کبھی منہ پھیر لیتے ہو
تمھارا ناز بھی کروٹ بدلتا ہی ادا ہوکر

کسیکا ناز کہتا ہی اگر ملنے کی خواہش ہی
جبین سائی کرو بابِ اجابت پر دعا ہوکر

یقین ہی اب مرادین اپنے دلکی سب بر آئینگی
گئی ہین حسرتین بابِ اجابت تک دعا ہوکر

کہا لوگون نے مر کرکے بچے ہین اُنکے تو بولے ۔ گئی ہی سر پہ انکے بارہا صدقے قضا ہو کر

پھڑکنا اُنکے ابرو کا کرے گا قتل عالم کو ۔ ادائے تیغ قاتل رنگ لائیگی قضا ہو کر

جلا کر بوسۂ لب سے پس مردن لگے کہنے ۔ نہ دکھلائیگی منہ جاتی ہی شرمندہ قضا ہو کر

دکھا کر مجکو وہ ترچھی نگہ یہ ہنسکے کہتے ہین ۔ اسی پردے مین اکدن آئیگی دیکھو قضا ہو کر

نقاب رخ اوٹھایا تمنے جان تن سے نکل بھاگی ۔ نگاہ ناز مجھ کم بخت تک آئی قضا ہو کر

تمھارے آتے ہی مر ہی رہا تھا جی اوٹھا جب مین ۔ سر بالین سے اپنے کیا چلی سوا قضا ہو کر

خیال زلف مین ای ہمدمو ہی نزع کا عالم ۔ شب فرقت مین یہ زلف آئی ہی قضا ہو کر

نہ پوچھو قاتل عالم کہ کیا تاثیر ہی اس مین ۔ کھنچی جسپر تری تلوار بس پہنچی قضا ہو کر

بہت مشکل ہی بچ جانا بنی ہی جان پر اپنی ۔ نگاہ ناز قاتل جان لیتی ہی قضا ہو کر

الٰہی خیر کیجو آج بیماران الفت پر ۔ نگاہ ناز کے ہمراہ آتی ہی قضا ہو کر

جہانمین نام ہی اسکا وجود اسکا نہین باقی ۔ تری تیغ نگہ پر مر گئی صدقے قضا ہو کر

عشق مین پر پری رونکے اک دن جان جائیگی ۔ مری دیوانگی یہ رنگ لائے گی قضا ہو کر

خم محراب ابرو دیکھکر گردن جھکاتے ہین ۔ نماز اپنی ادا ہو جاتی ہی اکثر قضا ہو کر

ردیف ذال معجمہ

نامہ بر نے جو دیا یار کو میرا کاغذ　　ہو گیا جلوۂ عارض سے سنہرا کاغذ

مین نے یہ شوقیہ نامہ جو لکھا ہی اوسکو　　ہی سراپا مرا کیا آج تمنا کاغذ

حسرت دلکی نکلنے کی تھین باتین جو لکھین　　خود لفافے سے نہ باہر ہوا میرا کاغذ

نامہ بر نے جو کہا بھیجیے گا خط تو کہا　　خط کسے کہتے ہین اور ہوتا ہی کیسا کاغذ

نامۂ یار نے مرنے سے بچایا مجکو　　ہو گیا خوبی قسمت سے مسیحا کاغذ

نقرئی ہووے وگر یہ ہو طلائی بیشک　　یار کے خط کے لیے چاہیے اچھا کاغذ

تھا جو مرقوم کچھا سمین دل گم گشتہ کا حال　　گم ہوا ہاتھ سے قاصد کے ہمارا کاغذ

ہو گیا اسمین بھی خود شوق یہ دیکھو پیدا　　اوسکے کوچے کیطرف اوڑ چلا اپنا کاغذ

نامۂ یار کو مین صاف سمجھتا ہون احمد　　ہی یہی کاتب تقدیر کا لکھا کاغذ

ردیف رائے مہملہ

ہوے راہی عدم کو عاشق زلف دوتا ہو کر　　بلائے زلف پیچان سر پہ آئی تھی قضا ہو کر

اوٹھے پہلو سے جب وہ جان قالب سے نکل بھاگی　　وہ آئے بھی ہمارے پاس تو آئے قضا ہو کر

اہل وفا کا دھیان جو آیا فنا کے بعد
پچھتا رہے ہین اپنے کیے پر جفا کے بعد

مہندی چھوڑانے کے لیے اوس شوخ نے کہا
اپنا بھی رنگ جم گیا رنگ حنا کے بعد

مہندی نہ ملیے ہاتھ مین کہتے ہین ورنہ آپ
ملیے گا ہاتھ بیٹھ کے رنگِ حنا کے بعد

رحم آیا میرے حال پہ اس درجہ اسکو بھی
کرنے لگی دعا بھی اجابت دعا کے بعد

گنجینۂ مراد کا توڑین گے قفل آج
قسمت مین ہی تو دیکھیے بندِ قبا کے بعد

نیچی نگاہ کرکے نہ مُنہ کو چھپائیے
بہرِ خدا نہ کیجیے پردہ حیا کے بعد

دس دن بہارِ باغ تو دس دن خزان بھی ہی
بادِ خزان کے جھونکے ہین بادِ صبا کے بعد

نالہ کیا تو سینے مین جنبش سی ہوگئی
آخر کو ٹوٹا شیشۂ دل بھی صدا کے بعد

آیا نہ رحم عاشقِ بیدل پہ جیتے جی
اب آپ ہاتھ ملتے ہین ناحق فنا کے بعد

اب راستی ہی ہمکو بھی چھوڑ کر پسند
عاشق ہوے ہین ناگ کے زلفِ دوتا کے بعد

فرماتے ہین یہ حضرتِ دل عشقِ زلف مین
نازل ہو دیکھین کون بلا اس بلا کے بعد

صد شکر کارخانۂ نظمِ کلام مین
ڈھلتے ہین شعر سانچے مین فکرِ رسا کے بعد

کیون کر نہ اونکے دل مین اثر ہوگا ای احد
نالون نے سر اوٹھایا ہی دستِ دعا کے بعد

مقتل مین چاہتا ہون تہ قاتل سے ای احد
تڑپون زمین پہ صورت بسمل کیسطرح

ردیف خاے معجمہ

بتلاتا اندنون نہین اپنا نشان وہ شوخ
کیا جانیے کہ رہتا ہی اکثر کہان وہ شوخ

پیدا ہوا ہی میری طرف سے گمان جو نیک
اپنے گمان سے اندنون ہی بدگمان وہ شوخ

مانگے جو بوسہ غیر تو مجپر عتاب ہو
ناحق مجھے یہ دیتا ہی کیون گالیان وہ شوخ

پوچھے تو کوئی اوس سے کہ آخر ہی چین کیا
کرکے چلا ہی مجکو کدھر نیم جان وہ شوخ

غیر تو کہتا ہو بیان تو ہوتا ہو دل سے خوش
سنتا ہی کب ہماری بھلا داستان وہ شوخ

مدت سے مین سمجھتا ہون سمجھے ضرور ہی
دل کو ہمارے تیر ستم کا مکان وہ شوخ

پیغام وصل بھیجتے ہین اوسکے پاس ہم
اب دیکھیے ہی کرتا نہین یا کہ ہان وہ شوخ

غیرون پہ تو نگاہ عنایت کمال ہی
ہمپر بھی ہوگا دیکھین کبھی مہربان وہ شوخ

الفت نہین تو کیون یہ شب وصل مین احد
منہ مین ہمارے دیتا ہی اپنی زبان وہ شوخ

ردیف دال مہملہ

عاشق جو رخ کے ہو گئے زلف دوتا کے بعد
منہ دیکھا صبح عیش کا شام بلا کے بعد

کیا نزاکت ہی صبا سے بھی دم سیرِ چمن
موج بوے گل کیصورت وہ لچکجاتے ہین آج

چھوڑ کرکے خود بخود ستے ہین اب عشق صنم
حضرت دل کعبے کو بتخانسے جاتے ہین آج

بال کھولے پیچھے پیچھے حورین بھی ہمراہ ہین
زلف کے قیدی ترے محشر مین یون آتے ہین آج

جانیے کس برق وش نے کردیا بیچین پھر
دلکو پہلو مین بہت مضطر احمد پاتے ہین آج

ردیف حاے مہملہ

خونریزی پر ہو دل ترا مائل کسیطرح
مشکل مری بھی آسان ہو قاتل کسیطرح

کیا پوچھتے ہو ظلم رسیدونکا اپنے حال
فرقت مین پچگئے ہین بمشکل کسیطرح

صد شکر اپنے خانۂ دل مین ہین جلوہ گر
اس گھر مین آگئے ہین بمشکل کسیطرح

کیا جانیے کہ ملنیکا وعدہ ہی کس سے آج
تھمتے نہین ہین یہ جگرو دل کسیطرح

تھا لطف دید مجنونکو آنکھین پس فنا
بنجاتین گریہ پردہ محمل کسیطرح

اللہ رے شوق قتل کہ کہتا ہون بار بار
پھر جاے مجھپہ خنجر قاتل کسیطرح

ہی روح قیس ساتھ ترے ای نسیم صبح
اوٹھ جاے آج پردہ محمل کسیطرح

کیا جانیے کہ کیا ہی جو پہلو مین اکدم
رکتا نہین ہی آج مرا دل کسیطرح

جسطرف بنکے جاتے ہین غضب ڈھاتے ہین آج
کشتۂ تیرِ نگاہِ ناز کر جاتے ہین آج

بال گیسو کے بکھر کر لب پہ یہ آتے ہین آج
یا کہ کالے چشمۂ حیوان مین لہراتے ہین آج

سوزشِ رخسار کو او شمع رو اپنے پنوچھ
صورتِ پروانہ نظارے جلے جاتے ہین آج

قبر مین بھی مونس و غمخوار اپنا جانکر
او غمِ تنہائی تجکو ہم لیے جاتے ہین آج

عکسِ زلفِ دوتا کا اونکی ساقِ پا مین ہو
یا کہ جوڑے کالیکے پانو مین لہراتے ہین آج

جمع کر کے میرے جانب سے کدورت کی وہ گرد
اک عمارت گردِ دل تعمیر فرماتے ہین آج

تاج شاہی کے [illegible] انقلاب دہر سے
ٹھوکرین کھاتے سرِ فغفور کو پاتے ہین آج

فوجِ مژگانکو لیے اونکی نظر ہے اک سمت
دوڑ لاکھون ترک اس مظلوم پر لاتے ہین آج

بعد مرنیکے خبر اوس گل کی گر لائی تو کیا
او نسیمِ صبح ہم تو جان سے جاتے ہین آج

سرخرو مقتل مین سب تو جان دیکر ہو گئے
سخت جانی کا برا ہو کیسے شرماتے ہین آج

شیشۂ دل ہو گیا کیا چور سنگِ جور سے
نالۂ دل شور کچھ کرتے ہوے آتے ہین آج

رکھتے ہین کس رشکِ گل سے عہد گلہاے چمن
مثلِ غنچہ گل کو بھی ہم باگرہ پاتے ہین آج

وان ملیجاتی ہی مہندی اشک گلگون سے یہان
ہم بھی مہندی پاے نظارہ مین ملواتے ہین آج

مِلنا کیسا وصل مین اب بولتے تک بھی نہین
حال بے اغماض آپکا ہم تو مرے جاتے ہین آج

چھوڑکر بتخانۂ و کعبہ کو شیخ و برہمن
سنتے ہین تیری طرف دونون چلے جاتے ہین آج

مرنے پر بھی حسرتین دل کی پریشان کرتی ہین
کوچۂ جانانکو غبار اپنے اُوڑے جاتے ہین آج

جان و تن پر خیر گذرے تو غنیمت جانیے
حضرتِ دل کوچۂ قاتل مین پھر جاتے ہین آج

تھا وہ مین مقتول قاتل قتل کے پیچھے مرے
سینہ و زانو پہ رکھکر ہاتھ پچتاتے ہین آج

نعش پر تیرے شہیدِ ناز کی او سنگدل
دوست کا کیا ذکر دشمن تک بھی پچتاتے ہین آج

پھر نگاہِ برق وش کیا کام اپنا کر گئی
او دلِ مضطر تجھے مشربت پاتے ہین آج

دیر آنے مین جو آنا ہو نہ کر بِلّٰہ تو
حسرتِ دیدار ہی مین ہم مرے جاتے ہین آج

محو رفتارِ حسینان اسقدر یہ ہو گیا
ٹھوکرین ہم دلِ پامال کو پاتے ہین آج

شک نہین ہے بوسۂ لب آبِ حیوان ہے احمد
پر کرین کیا کالے بھی ڈسنے کو لہراتے ہین آج

بارِ عصیان سے ہمارے پانوٗن تھراتے ہین آج
مُنہ چھپائے ہم کفن مین شرم سے جاتے ہین آج

لطفِ مستی سلسلہ کا گل کیطرح پاتے ہین آج
جھومتے پھر جانبِ میخانہ ابر آتے ہین آج

کشتۂ خنجرِ بیداد کا خون ٹل لیجے
مہندی ہاتھون مین مرجان لگاتے ہو عبث

کوے جانان مین نہ مین بھول کے جاؤنگا کبھی
حضرتِ دل مجھے تم پٹی پڑھاتے ہو عبث

وصل کی شب یہ لگے کہنے وہ ناخوش ہوکر
اپنے سینے سے احد مجکو لگاتے ہو عبث

ردیف جیم عربی

جعد مشکین کھولکر بالونکو بکھراتے ہین آج
کہدو کیون ازدلِ عاشق کو پھیلاتے ہین آج

عشوہ و انداز سے پیشِ نظر آتے ہین آج
اس اکیلی جان پر کیا کیا غضب ڈھاتے ہین آج

سختیان پہلے اوٹھاکر پھر دکھلاتے ہین آج
پس کے مہندی کسطرح سے رنگ ہم لاتے ہین آج

دلکو پہلو کو مرے اب وہ لیے جاتے ہین آج
کہدو اونسے کوئی کیون ناحق غضب ڈھاتے ہین آج

شمع افروزی تری اللہ رے او گلبدن
بزم مین آ آ کے بلبل گل کتر جاتے ہین آج

گالیان دیتے ہین بوسہ مانگنے پر ہم کو وہ
کھولنے سے منہ کے کیا کیا منہ کی ہم کھاتے ہین آج

جانیے کس برق وش نے کر دیا بیچین دل
اک تڑپ بجلی کیسی پہلو مین ہم پاتے ہین آج

کردیا دل کو نشانہ سنگ جورِ سنگدل
کہدو کعبے کو خلیل اللہ سے ہم ڈھاتے ہین آج

فرقتِ جانان مین مونس اپنا یان کوئی نہین
او غمِ تنہائی تجھسے دل کو بہلاتے ہین آج

ردیف ثاے مثلثہ

ٹھوکرین ناز سے چلمن مین لگاتے ہو عبث
خواب سے فتنۂ محشر کو جگاتے ہو عبث

اوس ستمگار سے اتنا بھی کسینے نہ کہا
چاہنے والیکو کیون اپنے ستاتے ہو عبث

ایک بھی تم مرے مطلب کی نہین سنتے کبھی
مجکو تم باتون ہی باتون مین اوڑاتے ہو عبث

صورتِ یار مری آنکھونکی تپلی ہی مین ہی
اشکو تم دیدۂ و دانستہ مٹاتے ہو عبث

مین تو ہون عاشق جانباز تمھارا جانی
گالیان مجکو مری جان سناتے ہو عبث

تم کو مقتول نظر پر ہی ترحم لازم
کشتۂ چشم کو تیغین یہ دکھاتے ہو عبث

وعدۂ وصل کا ایفا بھی تو اک دن ہو کبھی
روز پٹی دلِ محزون کو پڑھاتے ہو عبث

چشم بد دور نظر دیکھو نہ لگ جائے کہین
آنکھ نرگس کو مری جان دکھاتے ہو عبث

حق الفت کو مرے صفحۂ خاطر سے تو
نقش باطل کیطرح اس کو مٹاتے ہو عبث

ای بتو خوف خدا بھی ہی تمھین کچھ کہ نہین
کعبۂ دل کو جو اسطرح سے ڈھاتے ہو عبث

صورتِ نقش قدم ہو مین پڑا چھیڑتے ہو
اور بھی خاک مین تم مجکو ملاتے ہو عبث

جان جائیگی مری رشک مین غیرونکے ضرور
اپنی محفل سے مجھے دیکھو اوٹھاتے ہو عبث

رہے مٹھی بندھی اوڑجائیگا ورنہ سمجھ لے تو
نپائے طائرِ رنگِ حنا ای نازنین فرصت

تمھین فرصت نہین ملتی ہی گو غیرونکے ملنے سے
ذرا ہم سے بھی مِل لینا جو ملجائے کہین فرصت

ستمگارون کے پنجے سے سمجھ لے تا دمِ آخر
بہت مشکل ہی ملنا او دلِ اندوہگین فرصت

عذابِ گور سے فرصت ملیگی خاک وان ہمکو
وہین کیا ہوگی فرصت جب نہین ملتی یہین فرصت

نہین خالی خود آرائی سے وہ جسطرح مین غم سے
اونھین بھی اندنون میریطرح ملتی نہین فرصت

پھنسا کیون زلف کے پھندے مین بے سمجھے ہوے آخر
تجھے پہلو مین تھی پہلے تھی دلِ گوشہ نشین فرصت

خیالِ خام ہی اونسے اگر ہو واہش ہی ملنے کی
اونھین غیرونکے ملنے سے نہوگی بالیقین فرصت

صدا آتی ہی تیرے عاشقِ محزون کی تربت سے
نہ بالائے زمین فرصت تھی نے زیرِ زمین فرصت

شبِ فرقت مین دم بھر آجکل لینے نہین دیتی
کسی کا فکر کی مجکو یادِ زلفِ عنبرین فرصت

دمِ پیری حواس و عقل زائل ہوتے جاتے ہین
ہمارے بزم کے سب چاہتے ہین ہمنشین فرصت

صدا آتی ہی سینے سے یہی میرے پسِ مُردن
ذرا لینے دے مجکو سوزِ داغِ آتشین فرصت

رہائی جیتے جی قیدِ تعلق سے تو مشکل ہی
ملے بعدِ فنا شاید دلِ اندوہگین فرصت

خیال اوس بت کا دل سے جائے یہ ممکن نہین اصلا
بھلا تمکو احمد ملنے کی ہی اوس سے کہین فرصت

سوے گلشن گر قدم رنجہ کبھی فرماے تو
آب گل سے پاؤنکو تیرے دُھلاے عندلیب

باغ مین جانا کسی دن اپنا ہوگا گر کبھی
ہم گلون سے کچھ کہین گے ماجراے عندلیب

لاکھ سر پٹکا کرے یہ خانۂ صیاد مین
کون سنتا ہی قفس مین نالہاے عندلیب

صحبت گل رات دن منظور ہی اسکو اگر
شاخ گل پر آشیان اپنا بناے عندلیب

فیض سے اپنی نواسنجی کے دیکھو اے احد
کر دیا زاغون کو مین نے ہمنواے عندلیب

ردیف تاے فوقانی

فشار قبر سے گو ہے مجھے ممکن نہین فرصت
تڑپنے کی مگر یا رب نہ دے زیر زمین فرصت

لحد مین چین پانا خیر اتنا بھی نہین ممکن
ترے ہاتھون سے بعد مرگ او زہرہ جبین فرصت

تصور ہاتھ سے زلفون کے چھوٹیگا نہ جائیگا
نہ لینے دیگا مرقد مین یہ مار آستین فرصت

لگاوٹ ہو کسی سے اور کسی سے گرم صحبت ہو
فقط اک مجھسے ملنے کی تمھین ملتی نہین فرصت

اثر سے آہ کے وہ تنگ یون آ کر کے کہتے ہین
خدارا ایک دم لینے دے آہ آتشین فرصت

ہماری قبر پر آ کر کے حسرت سے یہ کہتے ہین
تجھے تو مل گئی ہی خوب اے عزلت گزین فرصت

کبھی غازہ ہی رخ پر اور کبھی گیسو سنورتے ہین
بناوٹ سے تمھین تو رات دن ملتی نہین فرصت

فصل گل ہی لطف پر صیاد کچھ سنتا نہین
کیجیے کس سے بیان ماجرائے عندلیب

نالہ کرتے کرتے عشق گل مین جب خود مرگئی
ہی گلون کے سر پہ ناحق خونبہائے عندلیب

گل سے درپردہ بہار باغ یہ کہتی ہی آج
چاہیے کچھ گلبدن بہر قبائے عندلیب

صدمۂ فرقت سے ای صیاد ہی درد جگر
روغن گل کھینچلے بہر دوائے عندلیب

صدمے جو گذرے ہین اسیر خانۂ صیاد مین
قابل حسرت ہی ای گل ماجرائے عندلیب

قطرۂ شبنم نہ سمجھو برگ گل پر ہین عیان
اشک چشم گل سے نکلے ہین برائے عندلیب

قافلہ باد بہاری کا چمن سے چل بسا
اب کہان وہ گل کہان وہ نغمہائے عندلیب

آتش گل سے چمن مین آگ ہی ہر سو لگی
شور آخر کیون نہ گلشن مین مچائے عندلیب

مین جو جاؤن باغ مین ای گل تو ہی مجکو یقین
نالۂ دل سے مرے پہلو بچائے عندلیب

موسم گل مین ستم ہی دیکھ ای صیاد کیا
چل نہین سکتے قفس مین دست و پائے عندلیب

روبرو گل کے جو تو ہو باغ مین یہ گل کھلے
شرم سے اپنے پرو مین منہ چھپائے عندلیب

نکہت گل کچھ اوڑا سکتی نہین باد صبا
ہی بندھی گلشن مین ان روزون ہوائے عندلیب

صدمۂ بیداد سے ہی اسقدر گرم فغان
ہوش گلچین کا اوڑاتی ہی صدائے عندلیب

نالے کا مذکور کیا تاثیر ہونے کی نہین
عشق مین گل کے اگر خون مین نہائے عندلیب

رخصت فصل بہاری ہوگی اکدن باغسے
کچھ سمجھکر جیمین گل سے دل لگائے عندلیب

دیکھیے ہوتا ہی کب صیاد اسپر مہربان
عرش تک جانے لگے ہین نالہاے عندلیب

باغبانکا ذکر کیا ہی آج صیادونکے بھی
ہوش کھوتے ہین چمن مین نالہاے عندلیب

تو وہ گل ہی گر کہین بھولیسے تجکو دیکھلے
فصل گل تک ہوش مین ہرگز نہ آئے عندلیب

شور و نالہ گریہ ہین ذرات عشق گل مین ہی
آہ سے آتش نہ گلشن مین لگائے عندلیب

تو جو بیچے اسکو ای صیاد تو غنچا بھی
اپنی مٹھی سے زر گل دے بہاے عندلیب

گل کے دلمین ہی وہ خواہش جو دل بلبل مین ہی
آرزوے گل بنی ہی التجاے عندلیب

بیٹھکر اوس گل کے کوٹھے سے جو آئے ہو لحد
سرمۂ چشم صفاہان خاک ہوے عندلیب

کیون نہو ہر گل کے دلمین آج جاے عندلیب
پونہچے ہی باب اجابت پر دعاے عندلیب

گر گل عارض کو تیرے دیکھ پائے عندلیب
اپنے جامے مین نہ پھولے سے سمائے عندلیب

جاے گل ہو باغ مین ای گل اگر تو جلوہ گر
مین بھی گلشن مین کرون نالے بجاے عندلیب

پوچھتے ہین گل صبا سے ماجرائے عندلیب

کاش اوس غنچہ دہن کو دیکھ لائے عندلیب	گل نیا نالو نسے گلشن مین کھلائے عندلیب
آمدِ فصلِ خزان سے شورِ ماتم ہی بپا	ہی شکستِ رنگ گل سے یہ صدائے عندلیب
پھونکنا گر خانۂ صیاد کا منظور ہو	آہ آتش بار سے آتش لگائے عندلیب
عشق مین گل کے ہین جتنے رنج و غم جاتے رہین	قیدِ ہستی سے جو اپنے کو چھڑائے عندلیب
فصلِ گل اب ہو چکی ہی آمدِ فصلِ خزان	خوابِ غفلت سے کہو سر کو اوٹھائے عندلیب
تو وہ گل ہی گر چمن مین جلوہ فرما ہو کبھی	خاکِ پا کو تیری آنکھون مین لگائے عندلیب
فصلِ گل تو دور ہی پر کر رہی ہی پیچھے	کہدو بے پر کی نہ یون ہردم اوڑائے عندلیب
تو جو جائے باغ مین دم عشق کا تیرے بھرے	رنگ اپنا دیدۂ گل مین جمائے عندلیب
خانۂ صیاد مین یہ آہ و زاری ہی عبث	گوشِ گل تک کب پہونچتی ہی صدائے عندلیب
قیمتِ بلبل اگر صیاد کو منظور ہی	ہی زرِ گل مشتِ غنچہ مین بہائے عندلیب
تو وہ گل ہی بہرِ گلگشتِ چمن گر تو جائے	ہر چراغِ گل مین گل روغن جلائے عندلیب
غش پہ غش آتے ہین عشقِ گل مین اسکو دمبدم	کچھ گلاب اب چاہیے بہرِ دوائے عندلیب

آئے کوٹھے پر ترے گر بیٹھکر تو ہوا بھی
سرمۂ چشم گلستان خاک ہائے عندلیب

گوش گل کھولے ہوئے سنتے ہین کچھ درپردہ آج
ہی نسیم صبح کہتی ماجرائے عندلیب

آتش گل پھونک دیگی آشیانہ تک ترا
تو ہی نادان گل سے کچھ گر لو لگائے عندلیب

واہ ری تاثیر عشق گل کہ اک نالے مین آج
ہوش صیادو کے گلشن مین اوڑائے عندلیب

جل کہان سکتا ہی اوس خورشید رو کے روبرو
لاکہ گلشن مین جیسے شمع گل جلائے عندلیب

باغ مین ہم تم چلین اور اپنی ہی یہ آرزو
تم ہو گل کی جا پہ اور ہم ہون بجائے عندلیب

دام مین صیاد تیرے پھنس گئی بلبل اگر
باغ مین نالے کرینگے ہم بجائے عندلیب

عارض گل رنگ کی تیرے اگر دیکھے بہار
اپنے جامے مین نہ پھر پھولے سمائے عندلیب

باغ مین چلیے گل و بلبل کا سنیے ماجرہ
ہی جفائے گل زیادہ یا وفائے عندلیب

تو وہ گل ہی تیری الفت مین اگر نالہ کرے
ہوش ہی پھولونکے گلشن مین اوڑائے عندلیب

تو وہ گل ہی رشتۂ تار نفس مین گوندھکر
ہار پھولون کا ترے خاطر بنائے عندلیب

تو وہ گل ہی عشق تیرا گر کہین پیدا کرے
آشیان آنکھون مین گل کے پھر بنائے عندلیب

انقلاب طبع بھی لازم ہی الفت مین احمد

مین وہ عاشقِ دل گرفتہ ہون ایجان | مرے بعد میرا بھی غم سے کیجیے گا

وصیت یہ یارو ہی نام اوس صنم کا | دمِ مرگ پڑھکر کے دم سے کیجیے گا

غمِ یار مین ای احد خیر تو ہی | کہان تک بھلا چشمِ نم سے کیجیے گا

ردیف بائے موحدہ

گوشِ گل مین کر رہی ہی شکوے ہاے عندلیب | ہی نسیم صبح مین بھی کیا ہوا ے عندلیب

باغ مین شب کو جو تجکو دیکھ پائے عندلیب | شمع کافوری وہین او گل جلائے عندلیب

[illegible] کو ترے گرد [illegible] پائے عندلیب | آتش الفت سے گلشن کو جلائے عندلیب

تو وہ گل ہی گر تجھے پھر دیکھ پائے عندلیب | کو بکو باغِ جہان مین خاک اوڑائے عندلیب

رنگ گل جب چہرۂ گل سے اوڑے تو یہ کہا | لوح دل سے نقش الفت کو مٹائے عندلیب

پھونکنا گر خانۂ صیاد کا منظور ہو | آتش دل سے ابھی آتش لگائے عندلیب

ایکدم کو ٹھے پہ بیٹھے تھے ترے آ کر کے وہ | پیتے ہین دھو کے گل بھی آج پائے عندلیب

ہی دمِ رخصت یہی بادِ بہاری کی صدا | دل نہ دو دنکے لیے گل سے لگائے عندلیب

کچھ نہین سنتے ہین گل گو رات بھر رو روکے بھی | کہتی ہی شبنم چمن مین ماجرا ے عندلیب

وہ کہتے ہین تمہارا کیا گیا سودائے الفت مین
مجھے اس پردین رسواے خاص و عام ہونا تھا

پیامِ وصل کے بدلے پیامِ مرگ ہی آیا
غنیمت ہی اودھر سے بھی تو کچھ پیغام ہونا تھا

سرِ بالینِ عیشِ غم کے یہ فرماتے ہین آکر
مجھے بدنام ہونا تھا تجھے خوش نام ہونا تھا

نہ جاتی فرقتِ جانانمین جان تو اور کیا ہوتا
مریضِ عشق کو آخر بھلا آرام ہونا تھا

مرے نالونکو سنکر کے فرماتے ہین لوگون سے
لگاوٹ کا آخر کو برا انجام ہونا تھا

مآلِ عشق کو پہلے نہ سمجھے تھے مگر آخر
مجھے برباد الفت مین بت خودکام ہونا تھا

نہ نکلی آرزوئے دل احمد اک روز بھی اپنی
فقط اوس بت کی الفت مین مجھے بدنام ہونا تھا

کہان تھی خبر یہ کرم کیجیے گا
مجھے آپ مشقِ ستم کیجیے گا

تمہاری جفاؤنسے واقف نتھے ہم
یہ سمجھے تھے ہم پر کرم کیجیے گا

جفا اسقدر لیکے دل کو ہمارے
نہ سمجھے تھے ہم ای صنم کیجیے گا

خدا کے لیے باز آؤ جفا سے
غریبون پہ کبتک ستم کیجیے گا

ضرور اونسے یہ پوچھنا جاکے قاصد
کبھی آپ خط بھی رقم کیجیے گا

اسطرح کسی پر کوئی شیدا نہین ہوتا

کہنا ترا ابھی او دل دیوانہ کردیا
جان کو فدائے جلوہ جانانہ کردیا

ناصح کو زلف یار کی بو لے گئی صبا
اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کردیا

اترو ہون دشت نجد مین اپنا قیام ہو
آباد ہم نے مجنون کا ویرانہ کردیا

جلوہ دکھاکے دیکھیے اوس شمعرو نے آج
عالم کو اپنے حسن کا پروانہ کردیا

کس کام کا یہ شیشۂ دل اپنا تھا مگر
اوس عکس رو نے اسکو پری خانہ کردیا

قربان سر کو کر دیا تیغ نگاہ پر
جی دیکھو صرف ہمت مردانہ کردیا

قربان ترے خیال کے ایجان جان مجھے
دیوانہ کردیا کبھی فرزانہ کردیا

مےخانۂ جہان مین جب اپنا گذر ہوا
اک جام دیکے ساقی نے مستانہ کردیا

دلمین بتونکو دیتے ہی دیتے جگہ احمد
کعبے کو ہمنے دیکھیے بت خانہ کردیا

تمہارے عشق مین رسوائے خاص و عام ہوناتھا
مری آغاز الفت کا یہی انجام ہوناتھا

مری حالت کو بولے دیکھکر کیون دل لگایا تھا
تماشا ہی مجھی کو مورد الزام ہوناتھا

جوشِ وحشت نے نہ رکھا تار بھی پوشاک کا | دستِ وحشت ڈھونڈتا پھرتا ہی دامان کیا ہوا
لوگ جب کہنے لگے وہ مرگیا بیمار عشق | بولے صحت ہو چلی تھی جانیے ہان کیا ہوا
قید ہستی سے چھٹی جب روح گھبرا کر کہا | اب پتا ملتا نہین قالب کا زندان کیا ہوا
پوچھتی ہی باغ مین آکر خزان سے بادِ صبح | نالۂ بلبل تھے جسمین وہ گلستان کیا ہوا

ہی یقین محشر مین احمد کے کرم سے ای احد
آکے پوچھیگی شفاعت غرق عصیان کیا ہوا

یون مفت مین دل قید کسیکا نہین ہوتا | جبتک کہ تری زلف کا پھندا نہین ہوتا
اس عشق نے رسوای جہان خوب کیا ہی | کسجا ترے دیوانے کا چرچا نہین ہوتا
فرماتے ہین لوگون سے سزاوار ہین اسکے | عشاق پہ جو ظلم ہو بیجا نہین ہوتا
بیمار غم ہجر کے بڑھتے ہین مرض اور | پرسان جو مرا رشک مسیحا نہین ہوتا
چادر نہ مری لاش پہ تم اوڑھکے آؤ | مقتولِ نظر کے لیے پردا نہین ہوتا
مشتاق تجلّی ہین ہر اک صورت موسیٰ | کیون بام پر اوس شوخ کا جلوا نہین ہوتا

تم جیسے احد عشق مین اوس بت کے پھسے ہو

نہ ثابت جسم پر دستِ جنون سے نے پیرہن چھوڑا
بہار آئی چلے دیوانے صحرا کو وطن چھوڑا

صدا بربادیِ قصرِ فریدون سے یہ آتی ہی
کسے آباد تو نے گردشِ چرخِ کہن چھوڑا

بلا نازل ہوا کرتی ہی مجھپر کُنجِ مرقد مین
نہ مرنے پر بھی دل نے عشقِ زلفِ پرشکن چھوڑا

نہ آیا رحم اے صیاد کچھ افسوس کی جا ہی
ستایا اسقدر آخر کو بلبل نے چمن چھوڑا

رہا وحشت کا اپنی قبر مین بھی سلسلہ باقی
جنون نے بعد مردن بھی نہ اک تارِ کفن چھوڑا

احد کھا کر قسم اللہ کی اقرار کرتے ہین
ترے کوچے کا آنا اب بتِ نازک بدن چھوڑا

وہ گرفتارِ بلاے زلفِ پیچان کیا ہوا
دیکھتا تھا رات بھر خوابِ پریشان کیا ہوا

کیا سبب ہی پاس نا آنیکا کچھ فرمایئے
کیون گھٹا دی آپنے الفت مری جان کیا ہوا

ہو گیا اک دم کے دم مین گل چراغِ زندگی
جل کے عاشق ترا مثلِ شمعِ سوزان کیا ہوا

ذکر ہی دو روز کا مرتا تھا کہتے ہین یہ لوگ
اب نہین معلوم کچھ بیمارِ ہجران کیا ہوا

کیا ہمین آپ آزماتے ہین طریقِ عشق مین
تمکو لینا ہی تو لیلو یہ دل و جان کیا ہوا

جب نشان پایا نہ اپنے عاشقِ رنجور کا
ہنسکے فرمانے لگے بیمارِ ہجران کیا ہوا

یون وحشت زدہ ہونگے محشر کے دن
گریبان جو ہوگا تو دامن نہوگا

تمنائے دل لیچلے گی وہان
شبِ وصل وا گرچہ روزن نہوگا

تو ایسا ہی عیار محشر خرام
کہ واقف تری رہ سے رہزن نہوگا

احمد ہند مین خاک برباد ہوگی
مدینے مین اپنا جو مدفن نہوگا

تو نے گیسو کو ہٹایا رخِ زیبا نکلا
شبِ تاریک گئی صبح کا تارا نکلا

یار آتا ہی نظر بام پہ کہتے ہین مریض
دیکھو وہ بہ چرخِ چہارم پہ مسیحا نکلا

مطلبِ دل ہوا حاصل وہ ہوئے ہمسے خوشی
دلِ مایوس سے ارمان نہ کیا کیا نکلا

سرو و شمشاد و صنوبر کوئی ہمسر نہوا
قدِ برجستۂ دلدار دو بالا نکلا

پھر ہوا چاہتا ہی نوح کا طوفان برپا
چشمِ خونبار سے پھر اشک کا دریا نکلا

شکلِ تقدیر ہمیشہ وہ رہا برگشتہ
مطلبِ دل نہ کبھی اوس سے ہمارا نکلا

عشق بازی مین احمد آپ جو کامل نکلے
اپنے فن مین بتِ عیار بھی یکتا نکلا

جسوقت سے کہ رابطۂ جسم وجان تھا

الفت کو میری خاک مین لیکر ملا دیا
حرفِ غلط کی طرحسے تونے مٹا دیا

اللہ رے ظلم شانِ خدا کچھ نہ پوچھیے
بیٹھے جو غیر آکے تو ہمکو اوٹھا دیا

زلفِ دوتا کو آپکی ناحق ہو مجسے بل
دل مانگ کرکے مانگ نے ہمسے لیا دیا

دنیا مین کوئی کرتا نہ پھر اس سے ہمسری
تیری نگہ نے خوب جوابِ قضا دیا

تبخانۂ بتان کی احد سیر کیجیے
کعبے کی راہ کو تو بتون نے بُھلا دیا

جو تیرا گذر سوے گلشن نہوگا
تو بلبل کا بھی شور و شیون نہوگا

بجھی بعد مردن اگر آتشِ دل
چراغِ لحد اپنا روشن نہوگا

جنون تجکو الفت ہی گر مجسے یون ہی
گریبان تلک چاک دامن نہوگا

شبِ تیرہ و تار فرقت مین ای دل
غضب ہی کہ وہ ماہ روشن نہوگا

نہ پائینگے قابو مین ای شوخ تجکو
کبھی ہاتھ مین تیرا دامن نہوگا

مرا لے لیا راہ سے چلتے ہوے دل
زمانے مین تسا بھی رہزن نہوگا

آتی نسیم صبح بھی تھی سیر کو وہان ۔ اصلا گمان آمد بادِ خزان نتھا

اور اک مکان بھی اسمین نہایت بنا تھا خوب ۔ ایسا جہان مین ڈھونڈھیے تو پھر مکان نتھا

محفل مین اوسکی رہتا تھا پریونکا بس ہجوم ۔ اِندر کے جز اکھاڑے کے اور کچھ گمان نتھا

جام و سبو سے ایک طرف مشغلہ تھا وان ۔ اور اک طرف تھا رقص کہ جسکا بیان نتھا

مطرب وہ دیکھکر جسے زاہد بھی رند ہو ۔ کسکی زبان پہ دیکھکے بس الامان نتھا

گت ناچنے مین لوگونکی ہوتی تھی گت بری ۔ بے دلکو تھا نہ بیٹھا کوئی وان جوان نتھا

گھنگرو کی بس صدا سے قیامت بپا تھی وان ۔ انداز وہ بتانے کا جس کا بیان نتھا

طبلے کی تھاپ بائین کی تھی جو گمک بپا ۔ صبر مَلَک کو لوٹتی تھی اسمین گمان نتھا

سارنگی کی صدا تھی جو زون ٹونکی بس بلند ۔ لوگون کو اک سرور تھا جسکا بیان نتھا

تھے ولولے شباب کے اوڑے ہوئے تھے دل ۔ حالت مین اپنی کوئی بھی پیر و جوان نتھا

سایہ پری ہما کا رہا کرتا تھا وہان ۔ سامان عیش ایسا کسی جا عیان نتھا

تھوڑے دنونکے بعد زمانہ یہ لایا رنگ ۔ جز چغد اور کوئی جو دیکھا وہان نتھا

سمجھے نمود بود کو جب سے ہین اے احد

وہ باغ جسکی صاف دیوارین بلور کی — وہ صحن فرش نور کے جز اور گمان نتھا

وہ نہر آب حیوان کا جسپر گمان ہو صاف — وہ حوض عطر کے سوا جسمین عیان نتھا

اور وہ روش کہ فرش زمرد ہو جسکی گرد — چکر وہ جسکے مثل یہ آسمان نتھا

اور وہ کیاریان کہ بھرین سب گلاب سے — وہ نالیان کہ جلوۂ حق بھی نہان نتھا

اشجار وہ کہ جس پہ تصدق بہار ہو — وہ پھول جنکو گرنیکا اپنے گمان نتھا

نرگس کہین تھی چشم تمنا کو وا کیے — سنبل سے پیچ گیسوے جانان نہان نتھا

سوسن پہ تھا گمان تکلم کا بار بار — داؤدی پر بھی جلوۂ حق کچھ نہان نتھا

شبّو کے پھول سے تھی بپا بھینی بھینی بو — عباسی کو بھی صدمۂ بادِ خزان نتھا

لالہ بھی داغ حسرت دلدار کھائے تھا — بیلے مین وہ مہک تھی کہ جسکا بیان نتھا

نسرین و نسترن مین بھی عالم نیا تھا ایک — تھی وہ چمن مین بو جو کسیکو گمان نتھا

خوشبوے چنبیلی کی تھی فرحناک روح کی — صد برگ سے بھی سیکڑون جلوہ نہان نتھا

تھا رقص مور کا کہین بلبل کا شور تھا — کوکو کی تھی صدا کہین جسکا بیان نتھا

خندان کسی جگہہ پہ تھا کبک دری بھی وان — وہ چال تھی تدرو کی جسکا بیان نتھا

اللہ رے سوزِ سوز نہان ہجر یار مین | پھونکا بس اسطرح سے کہ مطلق دھوان نتھا

بیتاب تھا جگر بھی شبِ ہجر یار مین | مانند برق پہلومین دل ہی طپان نتھا

غیرونکا اونکی بزم مین جبتک نتھا گذر | جھگڑا ہمارے اونکے کبھی درمیان نتھا

آیا نہ راستی پہ دلِ یار عمر بھر | کسدن کجی پہ ہمسے رخِ آسمان نتھا

تھا وعدۂ وصال نہ آئے تو کیا کہین | اک دم قرار رات بھر ایجان جان نتھا

آتا نظر وہی تھا ہر اک شی مین بیگمان | جب پردۂ خودی بھی یہان درمیان نتھا

بادِ خزان کے آتی ہی معلوم یہ ہوا | بلبل کا اس چمن مین کبھی آشیان نتھا

کوے صنم سے خاک بھی برباد تونے کی | لازم ہمارے ساتھ یہ ای آسمان نتھا

افشان تری جبین کی شبِ وصل دیکھکر | تارے بھی اتنے ٹوٹے کہ جسکا بیان نتھا

دیکھا تو بن بہار کے جاتی ہی باغ سے | مرغان نغمہ سنج کا بھی آشیان نتھا

وہ کون مرغ تھا جو نتھا مست بوی گل | پڑھتا گلستانمین سبق بوستان نتھا

بل بے شبِ فراق تری جانگدازیان | شامل جگر کے دل ہی فقط اک طپان نتھا

ق

ہی انقلاب دہر بھی قابل لحاظ کے | چرچا سوائے عیش کے کوئی جہان نتھا

لے لیا دل کو مرے کیا دیکے وعدہ وصل کا
تیز چالاکی مین ہمسے وہ بت پُرفن رہا

روکے شبنم کہتی ہی کھلائیگا گل سبکا سب
گر شگفتہ پھول تیرا آج او گلشن رہا

عالم ہستی مین کیا بے لوث کاٹی زندگی
نے خیالِ دوستی نے اندیشۂ دشمن رہا

بعد مردن تھا خیال اک غیرتِ گل کا احد
رشکِ باغِ خلد اپنا گوشۂ مدفن رہا

ہمپلّہ تیرا دہر مین کوئی جوان نتھا
یوسف کا تیرے حسن سے پلہ گران نتھا

یہ جانتے تھے چین سے گذریگی عمر بھر
ہمکو خیالِ ہجر کبھی مہربان نتھا

کی رہروانِ ملکِ عدم کی جو جستجو
دیکھا تو نالۂ جرسِ کاروان نتھا

جاری تھا اشک چشم سے جو ہجر یار مین
اک بحر خون تھا چشمۂ آب روان نتھا

در پردہ جتنی خط کی ہی رخسار یار پر
یوسف کے بندہ کرنے کو کیا کاروان نتھا

سوزش نہین رہی مجھے کب ہجر یار مین
کسدن یہ داغ دل مرا آتش فشان نتھا

جن و بشر حور و ملک مین کسی مین بھی
چرچا تمھارے حسن کا دیکھو کہان نتھا

جبتک شباب تھا نہ تھی پیری کی کچھ خبر
تھے تیر کی طرح سے خیالِ کمان نتھا

پڑے ہین کوے قاتل مین تو اب ہم اوٹھکے جائینگے
سمجھتے یان سے ہین بیکار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

بہت شمشاد اور سرو و صنوبر رشک کھا ئین گے
نہ گلشن مین کہین ای یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

سرِ بالین مریضِ غم کے یہ فرماتے ہین آکر
ہوا آخر یہ کیون دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

طریقِ عشق مین اکثر متاعِ صبر لٹتی ہو
احمد اس راہ مین ہشیار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

عمر بھر عشقِ بتان کا دل مرا مسکن رہا
شعلۂ آتش فشان گویا یہ دامن رہا

کم نصیبی اسکو کہتے ہین کہ بعدِ مرگ بھی
پھر گئے آ کر کے وہ جب [illegible] قدم مدفن رہا

اک پری پیکر کی فرقت مین دمِ آخر تلک
خانۂ تن مین ہجومِ غم رہا خیون رہا

خون پروانے کا ثابت کسکے سر پر کیجیے
شمع کی الفت مین اپنا آپ وہ دشمن رہا

گفتگو مین رات بھر دامن تلک آیا نہ ہاتھ
دور ہمسے وصل مین بھی وہ بتِ پرفن رہا

جب سے ای شاہِ جنون حضرت کا دل مین گھر ہوا
دستِ وحشت سے گریبان چاک تا دامن رہا

جور کا کیا ذکر ہی یان بس ارادہ ظلم کا
یہ بھی ای جان شیشۂ دل کے لیے آہن رہا

ہو گی تاریکی نہ ای زاہد ہماری قبر مین
داغِ دل بعدِ فنا یون ہی اگر روشن رہا

برائے نام ہوا ای یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا
ہوا آخر کو اب دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

ہر اک انداز پر محوِ تماشا ایک عالم ہی
غضب کا ہی تمھارا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

ہوا آخر یہی حاصل نتیجہ عشق کامل کا
تپِ غم نے کیا دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

رقیبون کی نگاہون مین ہمارا ایک مدت سے
کھٹکتا ہی مثالِ خار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

زمانے مین ہر اک کو زخمیِ تیغ ادا پایا
یہ کس سے تمنے سیکھا یار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

نہ تھا معلوم پہلے سے ہمین عشقِ ستمگر مین
کہ ہوگا بعد کو دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

توقّع زندگی کی اب نہین کچھ پائی جاتی ہی
ترے بیمار کو ہی بار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

پریرو عاشقونکی تیرے اب یہ طرفہ حالت ہی
سمجھتے ہین بس اک آزار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

خدا کیواسطے تاخیر مت کر اب بھی آنے مین
مریضِ غم کو ہی دشوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

الٰہی خیر کیجو بارسا اب بار گیسو سے
گذرتا ہی اونھین اکبار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

تپ ہجران نے آخر دق کیا اب اسقدر ہمکو
رہا باقی پئے اظہار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

جلینگے آتشِ حسرت سے بزم کوے دلبر مین
جو دیکھینگے کہین اغیار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

ہر اک انداز سے اک وار گویا دل پہ پڑتے ہین
ہمارے حق مین ہی تلوار اوٹھنا بیٹھنا چلنا

آگ الفت کی سوا ہوتی دلِ بلبل مین
آتشِ گل سے اگر جل بھی نشیمن جاتا

قبر مین آتا اگر آتشِ فرقت کا خیال
شعلۂ شمع ہر اک تارِ کفن بن جاتا

ای بتو اوڑکے نہ پڑتا یہ غبارِ عصیان
جھاڑتا راہِ محبت مین جو دامن جاتا

آپ آتے جو کبھی فاتحہ خوانی کی لیے
باغِ جنت کو نہ مین چھوڑکے مدفن جاتا

دیکھپاتا جو کہین عارضِ گلگونکو ترے
تیرے کوچے سے نہ بلبل سوئے گلشن جاتا

اونکو درپردہ یہ نفرت ہی مری صورت سے
خود چلے جاتے اگر مین پسِ روزن جاتا

مین وفادوست تھا ایسا کہ شبِ آدینہ
قبر تک فاتحہ پڑھنے کو بھی دشمن جاتا

جوشِ وحشت مین جو ہوتی مجھے پروائے لباس
ای جنون ہاتھ سے کیون پیرہنِ تن جاتا

وہ جو کہتا ہی کہ مین بھول گیا وعدۂ وصل
اتنا کہنے سے بھی کیا وہ بتِ پرفن جاتا

مین وہ مقبولِ بتان ہون کہ صنم خانونمین
اپنے ہمراہ مجھے لے کے برہمن جاتا

مین وہ میکش تھا اگر رعد نہوتا پیدا
کون پھر قبر پہ میری پئی شیون جاتا

ای احد لوگ سمجھتے کہ یہی ہی فردوس
گور پر میری جو وہ غیرتِ گلشن جاتا

فصل گل مین ہی اسیرانِ قفس کے دلمین / راہ کچھ دن کے لیے کیجے صبا سے پیدا

اوس کماندار سے کہدو کہ جو آنا ہی تو آے / مر کے ہوتا ہی کوئی تیر قضا سے پیدا

دیکھیے چلنے مین کھنچ کھنچ کے قدم رکتے ہین / بانکپن آج ہی کیا تیغ ادا سے پیدا

شور و نالہ یہ زمانے مین ہی میرے دم سے / گر مین چپ ہون تو نہو بانگ درا سے پیدا

ہین ادائین تری اس دل مین سمجھکر ہو جفا / کچھ جفا ہو نہ ادا پھر بھی جفا سے پیدا

کس سے وعدہ کیا اب دال مین کالا ہی ضرور / بات کچھ ہی گرہ بند قبا سے پیدا

شعر گوئی کیطرف جی نہو مائل تو احد / خاک مضمون کرین طبع رسا سے پیدا

گنبدِ قبر مرا برج قمر بن جاتا / وہ مہ اوج شرف گر سرِ مدفن جاتا

وہ چھوڑا کرنہ اگر ہاتھ سے دامن جاتا / کام جو کچھ مجھے منظور تھا سب بن جاتا

مصرعِ آہ دکھاتا جو کبھی موزونی / آسمان مطلعِ انوار صفا بن جاتا

عکس پڑتا جو ترا ای فلکِ حسن و جمال / ذرہ خورشید ضیا رشکِ قمر بن جاتا

لطف تھا خنجرِ مژگان کی چمک کا ہون قتیل / میرا لاشہ بھی تڑپتا سو مدفن جاتا

پھر کوئی قافلہ راہی ہی سوے ملک عدم
شور ماتم ہوا احمد بانگِ درا سے پیدا

شوخیِ حور ہی گر رنگ حنا سے پیدا — فتنۂ حشر ہی نقشِ کفِ پا سے پیدا

گم ہوے اپنے سے جب ہمکو ہوئی اپنی خبر — بے نشانی ہوئی یان اپنے پتا سے پیدا

بیٹھکر پہلو مین تم حال نہ پوچھو اپنا — درد دل اپنا ہی یان اپنی صدا سے پیدا

نکہت زلف جدھر دیکھو اوڑی پھرتی ہی — خوب یارانہ کیا اسنے صبا سے پیدا

گر کبھی نالۂ پر درد کو سن لے میرے — لاکھ چاہین نہو پھر بانگ درا سے پیدا

گالیان دیتے ہین تو دیکھکے ہنس دیتے ہین — صلح کی باتین ہین آج جفا سے پیدا

سنکے نالونکو مرے لوگونسے فرمانے لگے — حسرتین لاکھون ہین اسکی صدا سے پیدا

آئے وہ میری عیادت کو جو ہمراہ رقیب — ملک الموت ہوے پہلے قضا سے پیدا

حوصلہ تم کو ہوا اور جفا کرنے کا — یہ نتیجہ ہوا آخر کو وفا سے پیدا

روحِ فرہاد یہ ہی فاتحہ منظور ہمین — ای جنون کوہ پہ ہون شیرین بتا سے پیدا

میکشو فصل بہاری وہ چلی آتی ہی — ابر ہی جانب میخانہ ہوا سے پیدا

ہوتے ہین زندۂ جاوید قتیل اسکے مگر
آبِ شمشیر بھی ہی آبِ بقا سے پیدا

روشنی ہی در و دیوار پہ پھیلی ہر سو
چاندنی گھر مین ہی اک ماہ لقا سے پیدا

صورتِ نقشِ قدم اوٹھ نہین سکتا مین بھی
میری پامالی ہی نقشِ کفِ پا سے پیدا

ابتو بیشک دلِ گم گشتہ ہی پردے مین ہی
نالۂ درد ہی کچھ بانگِ درا سے پیدا

شور مورونکا کہین اور کہین کوکو کی صدا
صحنِ گلشن مین ہی کیا لطف گھٹا سے پیدا

کوچۂ جانا نمین خاک اوڑکے پہونچ جائے کہین
اس لیے میل کیا مرکے صبا سے پیدا

الفتِ زلف مین تا صبح نہین جینے کی شکل
شب بلا خیز ہوئی شامِ بلا سے پیدا

نالہ کرتا ہون اُبھر کرکے تو کہتا ہی وہ شوخ
شکوۂ جور نہو دیکھو صدا سے پیدا

دیکھتے ہین کبھی آنکھین بھی چُراتے ہین کبھی
کچھ لگاوٹ تو ہی آنکھونکی حیا سے پیدا

گال اُبھرے ہوے ہین اور ہی گدرایا بدن
گرمیِ حسن سے ہین غنچہ نما سے پیدا

شربتِ وصل سے الفت ہوئی دونی مجکو
دردِ دل مین ہو اکچھ اور دوا سے پیدا

دل تو پہلو سے گیا ہی تھا مگر پاتا کون
آپ کی چوری ہوئی دزدِ حنا سے پیدا

اپنا ہی داغِ جگر آہِ جگر سے روشن
کیا تماشا ہی کہ ہی شمع ہوا سے پیدا

روتا ہون تیرے گوہر دندان کی یاد مین
مد نظر ہی اشک گُہر بار دیکھنا

کیا کیا نہ رنج وصدمے اوٹھائینگے جیتے جی
قالب مین ہی جو روح گرفتار دیکھنا

سودائی کسکے نقش قدم کے ہوئے ہو تم
جی مین ہی کس کا روزن دیوار دیکھنا

گردش خُم فلک کی یہی ہی تو ایک دن
میخانہ ہی رہے گا نہ میخوار دیکھنا

جوش جنون مین جائینگے صحرا کی سمت ہم
چھوٹیگا ہم سے کوچہ و بازار دیکھنا

کل کو رہینگے خوش وہی ای ساکنان خلق
غم کھاتے ہین جو آج پئے یار دیکھنا

جائینگے جب گذر رہ دنیا سے ای احد
خواب وخیال ہوگا در یار دیکھنا

ظلمت شب یہ نہین شام بلا سے پیدا
سو بلا سر پہ ہوئی زلف دوتا سے پیدا

نالہ کرتا ہون تو غفلت سے مجھے آجاتی ہی
میری خاموشی بھی ہی میری صدا سے پیدا

منہ چھپا لینے پہ بھی ناز سے تاکید یہ ہی
دلبری لاکھ ہو انداز حیا سے پیدا

عشق گیسو مین یہ سمجھو کہ پریشان ہوے
سو بلا ہو گی ابھی ایک بلا سے پیدا

شیشۂ دل کے ہون سو ٹکڑے مگر شرط یہ ہی
ٹوٹنے کی نہ صدا ہووے صدا سے پیدا

چاہ حیرت مین ڈبویا اوسکی چاہت نے مجھے
ای پری جس دم ترا چاہِ ذقن یاد آگیا

وادیِ غربت نے جسدم بے سروسامان کیا
اپنی بربادی کا تب رنج و محن یاد آگیا

اسقدر شوق شہادت کا تصور جم گیا
خواب مین بھی ہمکو تو ای تیغ زن یاد آگیا

بات کرتے کرتے لوگونسے ہوئے خاموش ہم
جسگھڑی ہمکو وہ طفل کم سُخن یاد آگیا

آب شیرین پر دلایا فاتحہ ہمنے وہین
بے ستون پر ای احد جب کوہکن یاد آگیا

بلبل کے ہے نصیب مین گلزار دیکھنا
چھوٹے نہ شوق جلوۂ دیدار دیکھنا

مائل جو ہوتے ہین تری زلفِ دراز کے
ہوتے ہین خود بلا مین گرفتار دیکھنا

یارب شب فراق مین ہی صبح تک دعا
کب ہو نصیب زلف و رخِ یار دیکھنا

شیشے سے بڑھکے جانیو نازک اسے تُو
ٹوٹے کہین نہ خاطرِ مئے خوار دیکھنا

جائے نہ جس جگہ پہ مَلک کا خیال و وہم
ہووے نصیب وہ ہمین دربار دیکھنا

ہووے شب وصال مین یارب نصیب پھر
ناز و ادا و غمزۂ دلدار دیکھنا

سودا بڑھا جو گیسوئے مشکین یار کا
پھر مجکو سوئے تبت و تاتار دیکھنا

بجھ گئے ہین باغ کے کیا کیا چراغِ گل	جلتی ہی آج بادِ مخالف چمن مین کیا
ای سوزِ دل کفن تو نہ جلتا مزار مین	دینی تھی آگ تجکو اسی پیرہن مین کیا

دیکھو تو فیضِ حضرتِ آتش سے ای احد
روشن چراغِ فکر ہی بزمِ سخن مین کیا

روے گلگون دیکھکر مجکو چمن یاد آگیا	گیسوِ مشکین سے صحراے ختن یاد آگیا
جوشِ وحشت مین نکیون نالے ہون مثلِ عندلیب	باغِ عالم مین وہ گل رشکِ چمن یاد آگیا
کیون نہ روئین ہنستے تمکو دیکھکر ہم ای گلو	آج گلشن مین ہمین وہ گلبدن یاد آگیا
عالمِ حیرت مین ہم پامال از خود ہو گئے	جب ترا ای فتنۂ محشر چلن یاد آگیا
کیون نہ روئے ای پری وہ ابرِ باران کیطرح	تیرے دیوانے کو غربت مین وطن یاد آگیا
جامہ زیبی کی حقیقت مل گئی سب خاک مین	ہو گئے سب محو جب ہمکو کفن یاد آگیا
جان نکے دینے پر آمادہ ہوئے پروانہ وار	جسگھڑی مجکو وہ شمعِ انجمن یاد آگیا
سر پر آفت آگئی دل پیچ مین پڑنے لگا	جب ترے گیسو کا وحشت مین شکن یاد آگیا
فصلِ گل مین تیرے دیوانے یونہین عریان پھرے	ہوش جب آیا خزان مین پیرہن یاد آگیا

پیغامِ وصل سُنکے پھری روح تن مین کیا — رونق دوبارہ ہوگئی اس انجمن مین کیا

اب وہ اسپہ بھی ڈھونڈھے سے پاتا نہین پتا — معدوم ہوگیا ہون تلاشِ دہن مین کیا

اللہ رے سوزِ شعلۂ داغِ فراقِ یار — بعد فنا بھی آگ لگی ہو کفن مین کیا

مِلنا جو ہو تو مِل لے کہ باقی ہی زندگی — ای جان روح آئیگی پھر قصرِ تن مین کیا

لاکھونکو تونے قتل کیا اک نگاہ مین — اب گفتگو رہی ہی ترے بانکپن مین کیا

دِل پُھک رہا ہی جان بھی گھبرا رہی ہی آج — سوزِ جگر نے آگ لگائی بدن مین کیا

کرتی ہی شورِ بُلبُلِ نالان جو ای صبا — اوس گُلکی آج آئی سواری چمن مین کیا

ہی فکر مدحتِ دُرِ دندانِ یار کی — غوطہ لگا رہا ہون محیطِ سخن مین کیا

تشبیہ دیکے سرمۂ دنبالہ دار سے — ان شاعرون نے شاخ لگائی ہرن مین کیا

گُل کھل رہے ہین نغمہ سرا عندلیب ہی — اوترا ہی کاروانِ بہاری چمن مین کیا

مدِّ نظر ہی مجکو جو تسخیرِ چشمِ یار — مصروف ہون شکارِ غزالِ ختن مین کیا

گردش سے ساکنانِ جہانکو مفر نہین — طبقے ملے زمین کے چرخِ کہن مین کیا

موباف سرخ یار نے ڈالا ہی زلف مین — لالہ کا گُل کھلا ہی سوادِ ختن مین کیا

خاک عاشق پر نہین لازم یہ خوش رفتاریان
جو مٹے ہین آپ ہی اونکو مٹانا بھی نتھا

بُت نہین سُنتا مری کچھ اور نہ کچھ تو ایخدا
پھر تو لازم یہ مرا نقشہ بتانا بھی نتھا

ق
مرگیا مین تو کہا دیکھو احد کیسا ہی آج
آگے دیکھا تو یہان میرا ٹھکانا بھی نتھا

سب پھرے افسردہ دل جا کر کے یہ اونسے کہا
تمکو لازم اسطرح غفلت مین آنا بھی نتھا

سُنکے یہ گھبرائے اور بولے کہ کچھ تو خیر ہی
ایسی باتو نکو زبان پر اپنے لانا بھی نتھا

کوئی بولا مرگیا اب پوچھتے ہو خیر کیا
کوئی بولا آپ کو اتنا ستانا بھی نتھا

چُپ رہے کچھ دیر تک پھر بولے کیا کہتے ہو تم
کیا مجھے الفت مین اوسکو آزمانا بھی نتھا

اتنا فرما کر کیا مرقد کی جانب عزم پھر
پونہچے اوس جا جس جگہہ پر اونکو آنا بھی نتھا

پھر تو میری خاک اوٹھ اوٹھکر کے لپٹی پانون سے
روئے اور بولے کہ ایسا دل لگانا بھی نتھا

آہ اک حسرت سے کھینچی اور لوگون سے کہا
ہمکو بیشک اسطرح سے آزمانا بھی نتھا

جان دی فرقت مین تم نے تو احد اچھا کیا
اونکو کچھ منظور ملوانا و رآنا بھی نتھا

شانہ وہان جو زلفِ پُرشکن در شکن مین کیا
یان کشمکش مین روح ہی اپنے بدن مین کیا

دھر پکڑ رستے مین کچھ مجھسے ہوئی تھی یون ہی	لیگیا چھین کے دل وہ بت پرفن اپنا
خانہ کولمین مرے نام بھی ظلمت کا نہین	شمع سان سینے مین ہر داغ ہی روشن اپنا
گالیان دیکے مناتے ہین تو یہ کہتے ہین	کیون خفا ہوتے ہو تا کی یہ لڑکپن اپنا
طالب دید کی آنکھون مین جب آجاتی ہی جان	تب دکھلا دیتے ہین آکر رخ روشن اپنا
ابتو ہی نام خدا دور جوانی بھی قریب	اب تو تم چھوڑ دو ای جان لڑکپن اپنا
زندگی ہی مین تعلق کی تھین باتین ساری	دیکھنے بھی کوئی آیا نہ پس مردن اپنا
خون دل روتا ہون اتنا کہ ابھی فرش زمین	سرخ ہوجائے نچوڑون جو مین دامن اپنا
گر نچوڑون تو سمندر ابھی لہرین مارے	دامن ابر کرم ابتو ہی دامن اپنا
تا دم زیست بکھیڑے تھے عزیزون کے فقط	پھر نظر آیا نہ کوئی پس مردن اپنا

وصل مین ہجر کی باتون پہ جو روتا ہون احد
میری آنکھونسے لگا دیتے ہین دامن اپنا

ای پری منظور گر صورت دکھانا ہی نہ تھا	دام گیسو مین مرے دلکو پھنسانا بھی نہ تھا
گر نہین تاثیر کچھ آہ و فغان مین ہمدمے	ای خیال یار ایسا تو رلانا بھی نہ تھا

اپنے خیال مین ہی اک افسانہ خواب کا

حال کھلتا نہین ہم پر پس مردن اپنا — کوے جانا نمین ہی یا خلد مین مدفن اپنا

شعلۂ داغ الٰہی رہے روشن اپنا — گل نہووے یہ چراغ تہ دامن اپنا

عشق خال و رخ جانا نمین ہے مرے ہین دیکھین — فیصلہ کرتے ہین کیا شیخ و برہمن اپنا

مجکو تاریکی مرقد سے نہین ڈر زاہد — داغ دل ہوگا چراغ سر مدفن اپنا

یہ سمجھو کہ نہین دیکھنے والا کوئی — تم اوٹھاؤ تو بھلا پردۂ روزن اپنا

پہلے تو سنکے وہ دل تھام لیا کرتے تھے — اب نہین سنتے ہین وہ نالۂ و شیون اپنا

فصل گل تو گئی کس سوچ مین بلبل تو ہی — آتش دل سے جلا تو بھی نشیمن اپنا

بلبلو گلشن ایجاد مین فرصت جو ملے — ہم سنائینگے تمھین نالۂ و شیون اپنا

کوچۂ یار مین سنتے ہین سمجھکر گلشن — بلبل دل نے بنایا ہی نشیمن اپنا

آپ نالے تو مجھے کرنیکو کہتے ہین مگر — دل سنبھالے ہوے رہیے بس روزن اپنا

عشق خال و رخ جانا نمین تماشا دیکھو — شیخ سمجھے ہین مجھے اپنا برہمن اپنا

سچ تو یہ ہی کہ مزار زیست کا ملجا تا ہی — جب دکھا دیتے ہو مجکو رخ روشن اپنا

چھوٹی نہ زیب و زینت دنیا جو اب تلک
پیری نے اور روگ لگایا خضاب کا

دیکھا جو بحر ہستی مین تو سر اوٹھاتے ہی
موج فنا نے توڑ دیا سر حباب کا

پھر نیسے آمدن جو اونھین شوق ہے یہی
آباد ہوگا گھر کسی خانہ خراب کا

ساقی کی چشم میگون کی تاثیر دیکھیے
قاضی کے ہاتھ مین ہی پیالہ شراب کا

ای جوش طبع اپنی اگر زندگی رہے
پیری مین یاد آئیگا عالم شباب کا

گردش برنگ آسیا یہ بے سبب نہین
چکر بنا ہون توسن عمر شتاب کا

کچھ چاہیے تصرف پیر مغان ضرور
ہی محتسب کے ہاتھ مین کاغذ حساب کا

مین حال بحر ہستی موہوم کیا کہون
دم بھر بنا ہون دم مین طلسم حباب کا

ہمپلہ اپنی نیکی کے مین نے بدی بھی کی
رکھا نہین کبھیڑا حساب و کتاب کا

منہ دیکھتا ہی صبح کو اوس برق وش کا روز
کیون آسمان پہ ہو نہ دماغ آفتاب کا

رحمت جو اوسکی ہوگی تو زاہد ضرور ہی
قصر بہشت گھر کسی خانہ خراب کا

گیسو مین جلوہ رخ پر نور یہ نہین
عالم ہی پیش چشم شب ماہتاب کا

لطف شب وصال جو سچ پوچھو ای احد

اس بحر مین قرار ہی دم بھر حباب کا

لب کے قرین نہین ہی یہ ساغر شراب کا / اک برج مین قران ہی مہ و آفتاب کا

او برق دل جلون پہ جو گرنیکا شوق ہو / بہرِ پناہ منہ پہ ہو دامن سحاب کا

خط کا نمو یہ مصحف رخ کے نہین ہی گرد / اک حاشیہ بنا ہی خدا کی کتاب کا

کرتے نہین ہین مصحفِ رخ کا تمھارے ذکر / پڑھتے سبق ہین روز خدا کی کتاب کا

پروانہ وار بزم مین سب تیری جلگئے / شعلہ یہ بھڑکا شمع رخِ لاجواب کا

معدوم جستجو مین ہوے اسکی ہم ولے / مضمون ملا نہ اوس دہنِ لاجواب کا

تنگی سے منہ کی بات بھی دبکر نکلتی ہی / عالم ہی اونکے یہ دہنِ لاجواب کا

جب تک کہ دم ہی اس تنِ خاکی مین ساقیا / بھر بھر کے مجکو دیتا جا ساغر شراب کا

سوزش کو میری آہ کی دیکھے جو برق بھی / منہ پر جھجک کے ڈال لے دامن سحاب کا

بعدِ فنا خیال جو آیا اوسے مرا / ق / مرقد پہ آکے پردہ اوٹھایا حجاب کا

ٹھکرا کے قبر کو مری حسرت سے یہ کہا / بہرِ خدا اوٹھو نہین یہ وقت خواب کا

کالا ہو منہ جو پیری مین زینت پسند ہون / گرجائین بال شوق اگر ہو خضاب کا

یہ فخر یہ غرور یہ شہرت یہ مرتبہ		تھا نقل جامِ جم مرے جامِ شراب کا
اوس بحرِ حُسن کا جو خیال آیا رات کو	ق	آنکھوں مین چھا گیا مرے عالم سحاب کا
یہ چرخِ کُہن حباب کے مانند ہو گیا		دریا یہ بڑھ گیا مری چشمِ پُر آب کا
آنکھین جدھر پھرین تری عالم اودھر ہوا		تابع زمانہ چشم کے ہی انقلاب کا
دردر کی ٹھوکرین مجھے کھلوائے جاتا ہی		یا رب بُرا ہو اس دلِ خانہ خراب کا
آئی صدا یہ قبرِ سکندر سے بعدِ مرگ		دیکھا جو کچھ ان آنکھوں سے عالم تھا خواب کا
اوسکی نگہ کے پھرتے ہی ہم مر گئے تو کیا		گُشتہ زمانہ آنکھوں کے ہی انقلاب کا
پوچھو نہ کچھ حقیقت ہستی بے ثبات		آیا جو کچھ خیال مین عالم تھا خواب کا
قاصد وہ پہلے خط کو جو پڑھ لین تو اوسکے بعد	ق	کہنا کہ مانگا خط بھی ہی خط کے جواب کا
لکھدین جو خط تو کہنا زبانی کہا ہی کچھ		گر کیجیے تو کام ہی بیشک ثواب کا
مرتا ہی اکدم کو جو چلیے تو خوب ہی		مدت سے اشتیاق ہی اوسکو جناب کا
دورانِ سر سو دورِ فلک سے مجھے نصیب		آئے خیال مجکو جو بھولے سے خواب کا

دنیا مین زندگی کی توقع ہو گیا احمد

خط لکھنے کو ملے جو ورق آفتاب کا

روشن ہی عکس رخسے پیالہ شراب کا
یہ فیض ماہتاب پہ ہی آفتاب کا

اللہ رے فیض جلوۂ نورِ رُخِ صنم
رتبہ ملا ہی ذرّے کو بھی آفتاب کا

میکش وہ ہون کہ غم مین بھی چاہون تو ساقیا
دَورِ فلک مین دَور ہو جامِ شراب کا

گردون پہ جسکو لوگ سمجھتے ہلال ہین
یہ تو ہی نقشہ اوسکے شکستہ رکاب کا

لہرا کے زلف چہرے پہ وہ اپنے کہتے ہین
دیکھا بوقت شام غروب آفتاب کا

مَے کش وہ ہون کہ عالمِ مستی مین بارہا
توڑا لڑا کے جام سے شیشہ شراب کا

موت آئی ہی مجھے کسی گلرو کے عشق مین
ہو گردِ قبر سے مرے تختہ گلاب کا

گردون پہ ہر مہینے مین ہو کر کے جلوہ گر
ہی یاد وہ ہلال کسیکے رکاب کا

زاہد تو اوسکے کوچے مین مَے پی لے میرے ساتھ
جنت مین کیا حرام ہی پینا شراب کا

اللہ رے اسیریِ بلبل کا انتظام
صیاد عطر مل کے چلا ہی گلاب کا

بنکر ہلال ماہ فلک پر نکلتا ہی
نقشہ اوڑا لیا ہی جو تیری رکاب کا

کیا جانئے کہ دھوم یہ آمد کی کس کی ہی
چھڑکا وہو رہا ہی چمن مین گلاب کا

سر چڑھ کے بل بے زلف دوتا کا تمھاری بل
عالم ہی اوسکے مضمون مین بھی پیچ وتاب کا

گر پڑتا ہی وہ ہاتھ سے قاصد کے لیتے ہی
ناحق کو خط مین حال لکھا اضطراب کا

قاصد کو موت کوچۂ جانان مین آگئی
مین منتظر ہی بیٹھا ہون خط کے جواب کا

پیمانہ زیست کا نہو لبریز جب تلک
خالی نہ ساقی ہو کہین ساغر شراب کا

بیتابی سے نہین مری نسبت کسیکو ہی
بجلی نے کچھ اوڑایا ہی ڈھنگ اضطراب کا

سر سپٹ کر کے بلبلین کہتی صبا سے ہین
چوری گیا چمن سے کٹورا گلاب کا

دیکھو فریب رحم کہ صیاد وقت غش
بلبل کے منہ پہ دیتے ہین چھینٹا گلاب کا

لکھ لین جو چاہین کاتب اعمال حشر مین
پھونکونگا ایک آہ مین دفتر حساب کا

جب سے کہ چشم مست کو ساقی کے دیکھا ہی
آنکھونمین نشہ رہتا ہی ہر دم شراب کا

اک آہ کر کے نامۂ اعمال پھونکدین
جھگڑا رہے نہ تاکہ حساب و کتاب کا

چھپ چھپ کے میکشی یہ صفائی بھی زاہدو
دامن پہ ہوگا حشر مین دھبا شراب کا

کچھ جمع خرچ میرے تعلق نہین رہا
کیا کھولکر کے پوچھینگے دفتر حساب کا

اوس رشک مہ کو نامہ لکھون تب مین ای احد

سبزۂ خط یہ نہین عارضِ جانانکے قریب
دوش پر پر یونکے ہی تختِ سلیمان نکلا

میرے تلوونسے ملی آنکھ غزالون نے احد
الفتِ چشم مین جب سوے بیابان نکلا

اللہ رے فروغ رخِ برق تاب کا
غیرت کے مارے زرد ہی مُنہ آفتاب کا

ساغر مین عکس ہی یہ رخِ شعلہ تاب کا
یا بُرجِ آبی مین ہی گمان آفتاب کا

یہ حُسن جلوہ گر ہی مرے ماہتاب کا
چکّر مین دیکھکر ہی دماغ آفتاب کا

رفعت پسند کون نہین ہی زمانے مین
عیسیٰ بھی ہمجلیس ہوا آفتاب کا

رونے کیوقت آنکھین جب اولٹین تو رویا خوب
دریا بہا جو اولٹا پیالہ حباب کا

وہ رحم دل ہون دریا بہاتا ہون روکے مین
جب ٹوٹتا ہی کوئی پیالہ حباب کا

عیسی سے کہد و بیٹھے ہو کیون آسمان پر
دورانِ سر ہی کیجے علاج آفتاب کا

زلفِ دوتا کا آپکی آتا ہی جب خیال
مضمون باندھ لیتا ہون مین پیچ و تاب کا

بے دل شکستگی نہین ہوتا وصالِ یار
دریا سے دیکھو ٹوٹ کے مِلنا حباب کا

ڈر ہی کہ پڑھتے وقت نہ خط گر پڑے کہین
قاصد لکھون جو حال مین کچھ اضطراب کا

بوے گیسو کے ہی دل ساتھ خدا خیر کرے
گھر سے ہمراہ پریشان کے پریشان نکلا

مژدہ ہو زیست کو ای مرگ تو رخصت ہو چا
گھر سے اپنے مرا عیسی پئے درمان نکلا

دیکھکر جلوۂ رخ کو ترے ای نیّر حسن
صورت آینہ خورشید بھی حیران نکلا

کشتیِ عمر کو اشکون نے ڈبویا آخر
دیدۂ تر سے مرے نوح کا طوفان نکلا

کسقدر دردِ دل اپنا بھی ہی آرام پسند
اپنے پہلو سے نہ باہر کبھی ایجان نکلا

قصۂ برہمیِ زلفِ درازِ جانان
جب خیال آیا تو اک خواب پریشان نکلا

ہی صدا کوچہ کاکل میں [illegible] کی میرے
زلف جانان کیطرح مین بھی پریشان نکلا

دامنِ یار سے لپٹی نہ کبھی خاک مری
بعد مردن بھی نہ اپنا کبھی ارمان نکلا

شوقِ آزادی اسیرونکو یہ اللہ رے ہی
مرغ جان بھی قفسِ تن سے پرافشان نکلا

ترے کشتونکی یہ اللہ ری کثرت قاتل
جس جگہ دیکھا وہین گنج شہیدان نکلا

شوق ملنے کا دلا کر مجھے برباد کیا
اسمین ارمان ترا کیا ای مرے ارمان نکلا

شعلۂ داغِ جگر آہ جگر سے نہ بجھا
اس ہوا مین بھی چراغ تہِ دامان نکلا

بوے نافہ کیطرح سے دلِ وحشی شب کو
کوچۂ کاکلِ پیچان سے پریشان نکلا

کیا ہے چین دم بھر تو افاقہ ہی رہا دم بھر
تپ فرقت نے دم لے لے کے جسمِ ناتوان پھونکا

دل و غم پر ہین کیا کیا گریبان اِن شعلہ رویونکی
جرس پھونکا کسینے اور کسینے کاروان پھونکا

بھلا ظاہر کرین لوگو نمین کیا اب رازِ الفت کو
جگر کی آگ نے تو دفترِ ملکِ بیان پھونکا

یہی معنی احد سوزِ محبت کے ہین کیا شاید
کہ آخر دل کو جان کو تن کو سبکو ایکسان پھونکا

زمینِ شعر یہ تھی پھونکنے ہی کے احد قابل
اِسے بھی آج فیضِ حضرتِ آتش سے یان پھونکا

حیف ہی دشمنِ دین بھی رخِ جانان نکلا
تھا جو مومن وہی نا[illegible]ن نکلا

حیرت افزاے جہان قالبِ انسان نکلا
جسمِ خاکی مین دل آئینۂ حیران نکلا

بچکے تربت سے جو کچھ توسنِ جانان نکلا
قبر سے خاک اُڑاتا مری ارمان نکلا

بل جو کھا کر سوِ رخ گیسوئے پیچان نکلا
حسن کے گنج کا یہ مار نگہبان نکلا

پھنستے ہی زلف مین بس دلکو چھپایا تو نے
دزد اس رات کے پردہ مین تو ایجان نکلا

گاہ ہے ناقوس مین چلایا جرس مین گاہے
پردۂ غیر مین عاشق ترا نالان نکلا

گال کو آنکھو نسے مَل کر مرے بولے ہنسکر
دید کا شوق کچھ ای دیدۂ گریان نکلا

نہین پھونکا دھوان پکپکے حقہ سے زلف اوسنے
چراغِ روز سے لیکر رخِ شب پر دھوان پھونکا

برنگِ گل چمن مین کھلکھلا کر ہنس پڑے غنچے
خدا جانے صبا نے کان مین کیا انکے یان پھونکا

قفس مین نالۂ بلبل یہ صد سوز و ماتم ہے
برا صیاد کا ہو فصلِ گل مین آشیان پھونکا

ہمارے شعلۂ دل مین یہ ہی اللہ ری سوزش
نہ اک دل ہی کو اسنے تا بمغزِ استخوان پھونکا

ستم تازہ یہ صیاد دون کا دیکھو ساتھ بلبل کے
بسِ مردن بھی رکھکر آشیان مین آشیان پھونکا

ہمارے خرمنِ ہستی سے تبلا کیا عداوت تھی
جو تونے جل کے اسکو آج ای برقِ طپان پھونکا

نہین لائی اوڑا کر کے صبا یہ نکہتِ گیسو
مسیحا نے تنِ بیجان مین گویا آکے جان پھونکا

شبِ فرقت ہماری آہِ سوزان نے یہ حد کی
زمین سے لیکے اسنے تا بحدِ لامکان پھونکا

ہوے ظاہر شرارے دفعۃً اللہ ری سوزش
جو حقہ پیکے ٹھنڈی سانس بھی لیکر دھوان پھونکا

تپِ فرقت سے آہِ دل سے سوزِ شعلۂ جان سے
جوان سب سے بچے تو تونے او سوزِ نہان پھونکا

نہ پھونکا خرمنِ مہ کو نہ قصرِ آسمان کو گر
تو تونے کیا تنِ پر درد کو ای سوزِ جان پھونکا

شرارت اونکی ہی دردِ حنا کی دید کے قابل
کہ دیکھو شعلۂ رنگِ حنا سے جسم و جان پھونکا

دل اپنا پر وہ ناقوس مین جا کر جو چلایا
تو سوزِ نالۂ ناقوس نے دیرِ بتان پھونکا

ق

ہمارے خط کو لیکر اوسطرف جب راہی تو ہوتا
پتا اے نامہ بر یہ یاد رکھنا کوے قاتل کا

کبوتر کے کہین پر پرزے پرزے اوڑے ہونگے
تماشا بھی نظر آئیگا وان کچھ رقص بسمل کا

بپا اک فتنہ مثل فتنۂ محشر وہان ہوگا
دکھائی دیگا ہر جا حال بس بیتابی دل کا

کہین روزن سے وہ بھی جلوہ فرما دیکھنا ہونگے
مقابل مین نہین کچھ جسکے رتبہ ماہ کامل کا

عوض دلکے احد درد محبت مول لیتے ہین
کہین دنیا مین ایسا بھی سنا ہی کام عاقل کا

ہماری آتش دل نے تن پژمردہ جان پھونکا
تماشا ہی مکین نے اس مکان کے خود مکان پھونکا

جگر کو دلکو جانکو تن کو سبکو ایکسان پھونکا
ہماری آہ سوزان نے احد کیا کیا مکان پھونکا

شکایت شعلۂ دلسے ہی درد دل کی یہ اپنی
جلن کیا تھی جو تونے میرے رہنے کا مکان پھونکا

گل و بلبل مین جھگڑا ہی تھا کیا جسکو صبا تونے
ذرسی بات کو لیکر یہان پھونکا وہان پھونکا

صدا اسکا تو نمین آتی ہی شکست رنگ ہر گل سے
کہ آخر نالۂ بلبل نے دیکھو بوستان پھونکا

جلا کر دل خیال شعلۂ رخسار یون بولا
نصیب دشمنان اس گھر کو کسنے مہربان پھونکا

مکان یاس و حسرت تھا دل ماتم زدہ اپنا
اسے بھی آج تونے جل کے اوسوز نہان پھونکا

صدا پازیب کی اونکی جو یاد آتی ہی زندان مین
ہلا کر پاؤن کو سن لیتا ہون نالہ سلاسل کا

ہوے ہو آجکل کس برق وش کے چاہنے والے
احد احوال کچھ کھلتا نہین بیتابیِ دل کا

دہانِ زخم سے ابتک بیان ہی تیرے بسمل کا
او ٹھاؤنگا جہان تک اوٹھ سکیگا ناز قاتل کا

سنا کرتے تھے پہلو مین بہت کچھ شور ہم دل کا
جو دیکھا چیر کر تو صاف تو وہ تھا فقط گل کا

لگا کر تیر میرے سینے پر پھر ترچھی چتون سے
تماشا دیکھا او ابرو کمان اب رقصِ بسمل کا

بھریگا اوسمین جو [illegible] نگا وہ میکش ہون
جو بنوائیگا خُم ساقی کہین مجھ رند کی گل کا

نہین امیدِ آزادی فقط زیرِ قفس ای جان
پھڑکنا عمر بھر لکھا ہوا ہی طائرِ دل کا

مرے نالون کو سُن سنکر کے فرماتے ہین لوگونسے
اثر ہونے لگا ہی اسکی کچھ بیتابیِ دل کا

صدا زنجیر کو بیدار رکھا وحشتِ دل نے
مرے دم سے فقط زندان مین ہی نالہ سلاسل کا

ہر اک کی لاش پر کہتا ہی کسنے مار ڈالا ہی
تجاہل دیکھیے ہم بسملون کے ساتھ قاتل کا

نہین کچھ مے کی حاجت بس ابھی بدمست ہو جائے
لگائے مُنہ سے گر خالی کوئی ساغر مری گِل کا

پڑے گر ہاتھ کوئی مجھپہ یہ شوقِ شہادت ہی
دہانِ زخم سے مُنہ چوم لون شمشیرِ قاتل کا

صدائے نالہ برپا ہی رواں آنکھوں سے آنسو ہین
نکلتا آج شاید دم ہی اپنے حسرتِ دل کا

خیال آتا ہی رہ رہ کر کے اپنی سخت جانی سے
نہ دکھ جائے کہین نازک بہت ہی ہاتھ قاتل کا

خدا جانے کدھر راہی ہوے یاران صحبت بھی
نشان ملتا نہین ہی اب کہین محفل کا

بچھاؤن فرش خواہش اور جلاؤن دل کی شمعین
جو آؤ خواب مین دل مین نیا سامان ہو محفل کا

نہ وہ شکلین نظر آتی کہین ہین اور نہ وہ باتین
فقط اک نقشہ آنکھون مین کھنچا ہی اہل محفل کا

کچھ اثباتِ دہن مین گفتگو یہ کر نہین سکتے
بہت کچھ منطقیّون کو ہی گو دعوی دلائل کا

نہین کچھ بولتے منہ سے فقط رہ جاتے ہین ہنسکر
جو کہتا ہون کبھی رہ رہ کے تم سے مدّعا دل کا

نہ لے آرام او جانِ حزین تن سے نکل کر تو
ابھی تجھکو بہت باقی ہی طی کرنا منازل کا

ہمیشہ جستجوے یار مین پھرتے رہے لیکن
نہ دیکھا خواب مین بھی منہ کبھی مطلب کی منزل کا

جو چلتا ہون کبھی تو گرد اونکے گھر کے پھرتا ہون
مسافر صورتِ پرکار ہون مین ایک منزل کا

ذرا سا چین پہلو مین تلاشِ یار لینے دے
ابھی یہ دل یہان ہارا ہوا آیا ہی منزل کا

اوسیدم ہوش مین فرہاد اور مجنون بھی آجاتے
جو سن لیتے کہین قصہ ہماری وحشتِ دل کا

سیاہی تل سے چشمِ حور کے ای جان بناؤن مین
ورق پر شمس کے مضمون لکھون رخسار کے تل کا

کہا حالت کو میری دیکھکر سب عاملون نے یہ
نہین آسیب یہ پابند ہر گز نقش عامل کا

حصول مدعا کی عاملون سے کیا تمنا ہو
سمجھتا نقش قسمت کو ہو نہین بس نقش عامل کا

نہ منہ کو پھیر لیے بہلائیے مجکو نہ باتون مین
جو چھیڑا ہی تو کچھ سن لیجیے قصہ مرے دل کا

احد یہ تلملاتی کوندتی بجلی جو ہی اکثر
اوڑایا ڈھنگ اسنے بھی میری بیتابی دل کا

نہین کچھ آج سے ہی مجپہ عالم مرغ بسمل کا
ازل سے ہون مین کشتہ خنجر بیداد قاتل کا

یہ چھٹا دیوانہ شاید پھر کوئی اب قید ہستی سے
بنا ہی آج ماتم خانہ ہر حلقہ سلاسل کا

مرے پہلو مین آتا ہی نظر اک نور کا عالم
گذر ہی خانہ دل مین یہ کس خورشید منزل کا

ہماری روح جنت مین پھرےگی ہو کے بس آہو
مرا ہون شیفتہ ہو کر کے جو مین چشم قاتل کا

گلے پر پھیر خنجر شوق سے بہر خدا اب تو
ہوا جاتا ہی خون پہلو مین قاتل حسرت دل کا

ملی جوش جنون مین وہ مجھے اللہ ری طاقت
ہلا دیتا ہی پاے عرش کو نالہ مرے دل کا

شہادت تھی نہ قسمت مین لکھی تو اسکے باعث سے
پڑی تلوار ترچھی سیدھا گو تھا ہاتھ قاتل کا

وہ مجنون ہون کہ بعد مرگ بھی لڑکون کو کاوش ہی
بنا کر مارتے پتھر ہین سب پتلا مری گل کا

یہ شوقِ دیدِ مجنون کو ہی دم آیا ہی آنکھون مین
اوٹھا دے کہدو لیلی سے کوئی اب پردہ محمل کا

کمال اتنا تصور مین تو ہو لیلی کے ای مجنون
جدھر دیکھے اودھر آئے نظر بس جلوہ محمل کا

ابھی جل بھن کے مثلِ خاک بن ہو سر دم بھر مین
جہنم تک پہونچ جائے اگر شعلہ مرے دل کا

طوافِ کعبۂ رخ ہو چکا بس اب یہ باقی ہی
بجائے سنگِ اسود بوسہ لون رخسار کے تل کا

یہی غوغا مچا ہی کوچۂ قاتل مین برسون سے
ادھر سے بچکے بس جانے نپاوے قافلہ دل کا

ابھی جنت سے حورین اور آئین قاف سے پریان
تماشا گر دکھاؤن تم کو اپنے جذبۂ دل کا

وہ بحرِ حسن دریا کے کنارے جاکے جب بیٹھا
برنگ موج منہ ہر مچھلیون نے چوما ساحل کا

جو عالی مرتبہ ہین اون کو یہ پست اور کرتا ہی
فرشتون کو دکھایا عشق نے منہ چاہ بابل کا

تو وہ ہی غیرتِ زہرہ کہ جسکی چاہ مین پڑکر
ملائک دیکھتے ہین عرش سے منہ چاہ بابل کا

نکر حسنِ دو روزہ پر غرور ای ساقیِ مہوش
چھلک جاتا ہی بھرتے ہی پیالہ ماہِ کامل کا

بہار آئی ہی دیوانون کی حالت اور ہی کچھ ہی
سرودِ مست ہی زندان مین ہر نالہ سلاسل کا

نمکین سے تری تقریر مین شیرین بیانی ہی
مقابل مین ترے ہوتا ہی کھٹا دانت قابل کا

بس اکدم مین کرون گا سرد مین نارِ جہنم کو
بڑھا اشکون سے رونے مین اگر دریا مرے دل کا

لیے دو چار بوسے مختلف اونکے تو یہ بولے
بھلا فرمائیے تو آپ یہ ہی کام عاقل کا

یہ حُسنِ چند روزہ پر تو اپنے ای پری پیکر
غرور اتنا نکر یہ کام ہی انسانِ جاہل کا

جگر ہوتا ہی ٹکڑے اور کلیجہ مُنہ کو آتا ہی
زبانسے نام لیتا ہون جب اوس شوخ غافل کا

اک اپنے گھر کو بس ویران کرکے ای جنون آخر
کیا آباد ہمنے سیکڑون خانہ سلاسل کا

احد الفت نہ مجکو اوس سے ہو یہ غیر ممکن ہی
دل اوس بت کا ہی تابع اور مین تابع ہون اس دل کا

جگر پر زخم کھاکر خنجر ابروے قاتل کا
تڑپنا مرغ بسمل کیطرح اک کھیل ہی دل کا

رقم کرتا ہون مضمون مین کسی گل کے فضائل کا
صریر کلک کاغذ پر ہی اک نالہ عنادل کا

یونہین اولیلیِ پردہ نشین گر فرط الفت ہی
پسِ مردن بنیگی روح مجنون پردہ محمل کا

محبت مین رخِ املح کی عشقِ خال لازم ہی
نمک کے ساتھ ہوتا ہی مزا کچھ اور فلفل کا

شبابِ حسن رخصت ہو گیا اب وقت پیری ہی
ہوا بیمغز جب پھر رہ گیا کس کام کا چھلکا

نہو جب تو بغلمین اپنے تو پھر ساقی مہوش
مئی گل رنگ مین بھی ہی مزا زہرِ ہلاہل کا

نہین نسبت ہی قطرے گلمین کچھ اور تلمین حیران ہون
گلِ رخسار پر نکلا یہ دانہ کس طرح تل کا

بہت ڈھونڈھا نہ پایا شکل تیرے تو ہوا ثابت
جہان مین ممتنع بس نام ہی تیرے مقابل کا

جو عاقل ہین اونھین راحت کی فکر اصلا نہین ہوتی
خیال عیش رکھنا ہر گھڑی ہی کام جاہل کا

نہین ہی چین ہجر یار سے دم بھر بھی دنیا مین
قیامت مین بھی دیکھین حال کیا ہو مجھسے غافل کا

خیال نفع کیونکر ہو مین وہ برگشتہ طالع ہون
سراسر ہی نقصان ہو اگر لون نام حاصل کا

نہ پوچھو فرقت جانان مین کیا کیا راتین گذرین
کبھی دق نے کیا دق اور کبھی صدمہ رہا سل کا

بہت ڈھونڈھا نہ پایا آجتک ہمنے زمانے مین
ہمیشہ نام ہی سنتے رہے انسان عاقل کا

چرائے کیون نہ بیدڑ ہوکے دل کو میرے پہلو سے
نہین دزد حنا کو کچھ خطر سلطان عادل کا

وہ آئینے مین منہ کو دیکھکر کہتے ہین لوگون سے
زمانے مین نہین ہی دوسرا میرے مقابل کا

کتاب عشق کے اک لفظ کا مطلب نہین سمجھا
دل نادان ہی تو شاگرد کس استاد جاہل کا

کسی کروٹ کسی پہلو نہین ہی چین اب دل کو
ستاتا ہی نہایت عشق اب اوس شوخ غافل کا

ترا نقشہ بنا کر صانع قدرت نے فرمایا
بناؤنگا نہ اب مین دوسرا تیرے مقابل کا

شب فرقت مین ایذائین بہت کچھ جو اوٹھائی ہین
تو پھر اب ناک مین ہی دم ہمارے حضرت دل کا

یہی دن رات ہجر یار مین ہی اب دعا تجھسے
الٰہی بھول جاؤن نام تک اوس شوخ غافل کا

نہ کعبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے ہمکو
بھلا کیا منکشف ہو حال ہمپر حق و باطل کا

جو وان غیرونکے پہلو مین رہا کرتے ہین وہ اکثر
تو یان دن رات صدمہ رہتا ہی وجع مفاصل کا

نہونگے مست بوے گل بہار آئی بھی گلشن مین
گیا جوش جنون کے ساتھ سارا ولولہ دل کا

بہت کھنچ کھنچ کے دم لے لیکے رک رک کے چلتی ہی
احد مقتل مین دیکھو آج غمزہ تیغ قاتل کا

تصور رات دن رہتا ہی اک فردوس منزل کا
گذر باغ ارم مین آج کل ہی حضرت دل کا

جب اوسکا دھیان کرتا ہون خیال زلف آتا ہی
مرے پاے تصور مین بھی ہی عالم سلاسل کا

نہین پہلو مین ہی وہ تو تصور اون کا رہتا ہی
مری بیجا صلی مین بھی ہی اک مضمون حائل کا

نہ پوچھو ہجر مین حالت مری کیا ہو چکی کیا ہی
کیا دق نے بھی دق سینے پہ صدمہ سل سے ہی دل کا

جلا دے برق گر گر اوسکو وہ برگشتہ طالع ہون
مرے خرمن پہ لے گر نام دہقان آگے حاصل کا

جہانمین جتنے ہین دیوانے تیرے ہین پری پیکر
سنا یا حسن نے تیرے نشان انسان عاقل کا

تو چھوڑو ستم کو عدل سے اب پیش آؤ تم
خدا کے گھر مین سنتے ہین بڑا رتبہ ہی عادل کا

وہ ظالم آشناے ظلم ہی ایسا بگڑتا ہی
کوئی بھولے سے بھی گر نام لے سلطان عادل کا

جگہ نقطے کی قرآن مین نہین ہی مجکو حیرت ہی
تمھارے مصحفِ رخسار پر نقطہ ہی کیون تل کا

تڑپنے کی نہ دی دم بھر بھی مہلت مجکو قاتل نے
نہ نکلا ہاے بعد از قتل بھی کچھ حوصلہ دل کا

یہ محوِ دیدِ لیلیٰ ہی جو ممکن ہو تو لائق ہی
بنے تارِ نگاہِ قیس سے پردہ بھی محمل کا

تو وہ رشکِ سلیمان ہی کہ اب بھی قاف سے اوڑکر
تماشا دیکھنے آتی ہین پریان تیری محفل کا

اندھیری رات مین روشن ہین گویا شمع کافوری
یہ عالم آج کل گیسو مین ہی اونکے انامل کا

دم آیا ہی لبون پر ہی تمنّا بوسۂ لب کی
سؤالِ آخری ہی رد نکر تو اپنے سائل کا

شبِ فرقت مین سر دھنتے ہین روتے ہین بلکتے ہین
نتیجہ اور کیا ہوتا ہماری سعی باطل کا

بہت فرہاد اور مجنون کے تو قصے سنے ہونگے
کبھی پھر خدا سُن لیجیے قصہ مرے دل کا

پسِ مردن بھی ہجرِ یار مین لحد مین تڑپتا ہون
نمایان سنگِ مرقد پر بھی ہی عالم زلازل کا

کیا قتل اوسنے جانبازو نمین میری آبرو رکھلی
حقیقت مین بہت ہی دم غنیمت تیغِ قاتل کا

اثر باقی جنون کا ہی وہی اللہ رے ابتک
کھلونے والے بھی مجنون بناتے ہین مری گِل کا

نہ آیا نزع کے بھی وقت وہ میری عیادت کو
تصور مرتے مرتے بھی رہا جس شوخِ غافل کا

ہوے مقتل سے راہی پھیر کر منھ رنج کے مارے
ندیکھا جب گیا اونسے تڑپنا بس مرے دل کا

بتانِ سنگدل سے ہو نہ صورت آشنا کوئی
یہی نالہ ہی برسون سے شکستِ شیشۂ دل کا

گلے کو گھونٹکر فرقت مین اپنی جان دی مین نے
نہ منت کش ہوا صد شکر دست و تیغِ قاتل کا

دمِ فکرِ سخن مضمون عالی پانون پڑتے ہین
تصور ہی احد اُن روزون کس خورشید منزل کا

صدا دیتا ہی بعد از قتل یہ سر اوسکے بسمل کا
ازل سے ناز پروردہ ہون دست و تیغِ قاتل کا

[illegible] ہون کہ ہی ملک تصور جسکے قبضے مین
مری آنکھون مین جلوہ ہی مری لیلیٰ کے محمل کا

نکلجائے ابھی سے [illegible]ت ہی اپنی یہ جانسوزی
چراغِ طور بھی پروانہ ہی جس شمع محفل کا

بہت خوش ہو کے مجھسے بال وہ اپنے گوندھاتے ہین
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی کیا انامل کا

کوئی محرابِ کعبہ مین ہی کافر گویا جا بیٹھا
یہ عالم زیرِ ابرو ہی ترے رخسار کے تل کا

رسائی دل کو اب کیونکر نہ زلفِ یار تک ہوگی
مقدر سے کریمون کے بڑھا ہی حوصلہ دل کا

خدا کے سامنے محجوب ہوگا قتل ناحق سے
قیامت مین مرا ہی ہاتھ اور دامن ہی قاتل کا

وہ ہمسے طالعِ برگشتہ کیصورت پھرے اے دل
گمان جس ہاتھ پر ہوتا تھا گردن مین حمائل کا

خیال اوس سنگدل کا دل سے دم بھر بھی نہین جاتا
رہا کرتا ہی سینے پر مرے اک بوجھ اب سل کا

کسی گل کا ہون بیمارِ محبت صورتِ بلبل
سرِ بالین مرے تکیہ ہو پرہاے عنادل کا

نہ پوچھو ہی گرہ کیون رشتۂ گریہ مین اشکون کی
نہ سمجھو سہل کھلنا عقدہاے کارِ مشکل کا

بگڑتے ہین سوالِ وصل پر وہ تو یہ باعث ہی
ابھی کچھ امتحانِ الفت مین کرتے ہین مرے دل کا

غبار اپنا بگولا بن کے اکثر رقص کرتا ہی
پسِ مردن خیال آتا ہی جب رقص اوسکی محفل کا

کھلینگے ناخنِ تدبیر سے بندِ قبا اک دن
انھین ہاتھون سے حل ہوتا ہی عقدہ کارِ مشکل کا

حسینانِ جہان کرتے ہین کسبِ نور سب اوس سے
چراغِ طور ہی اک گل چراغ اب جسکی محفل کا

بہار گل چمن مین تھی تو بلبل نالہ کرتی تھی
خزا مین برگ افتادہ سے [illegible] فیصلہ دل کا

سوا میرے کرم ہی غیر پر اوس بحرِ خوبی کا
پڑا کیا بخت پر میرے بھی سایہ بختِ ساحل کا

اثر باقی پسِ مردن ابھی تک ہی خرابی کا
بگڑ جاتا ہی بن بنکر کے پتلا بھی مری گل کا

بوقتِ شعرگوئی ہجرِ جانان مین جو نالان تھا
مرے دیوان مین ہی اوراق سے عالم جلاجل کا

سیہ رو آسمان تھا رات بھر مارے ندامت کے
ستارے دیکھکر حیران تھے جلوہ تیری محفل کا

سلیمان بھی جو آئے تو نہ دمسازِ تکلم ہو
فلک پر ہی دماغِ انزودن تیرے در کے سائل کا

رخِ جانانکو کیون ان ماہتی تنکون سے نسبت دون
نہ وہ خورشید کا نقشہ تو ہی نقشہ جلاجل کا

وہ دریا کے کنارے سیر کو ہر روز جاتے ہین
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی بخت ساحل کا

دکھادے خنجرِ ابروے بُرّان کو اگر قاتل
نظر آجاے محفل مین تماشا رقصِ بسمل کا

دلِ محزون تلاشِ رہروانِ خاک جانے ے
پتا کیونکر ملے ہی فاصلہ اون سے منازل کا

دھڑکتا ہی کبھی دم بھر کبھی دم بھر ٹھہرتا ہی
عجب احوال ازروزون احد سینے مین ہی دل کا

سُویہ گر ہوا یہ خنجرِ ابروے قاتل کا
نظر آئے فلک پر بھی تماشا رقصِ بسمل کا

نکل جائے ابھی ارمان قاتل تیرے بسمل کا
پڑے گر ہاتھ پورا تو ہو پورا حوصلہ دل کا

ارادہ ہی یہی زندان مین بس اب حضرتِ دل کا
چلو صحرا کو توڑو سلسلہ بالکل سلاسل کا

خدا کا شکر کر اب تک کمالِ حُسن ہی ورنہ
کمال اک شب فقط رہتا ہی مہمان ماہ کامل کا

ہنسی معشوق کی ہوتی ہی وجہِ گریۂ عاشق
چمن مین خندۂ گل سے ہی بس نالہ عنادل کا

الٰہی دیکھیے مقتل مین کس دن پیاس بجھتی ہی
مین تشنہ لب ہون اک مدت سے آبِ تیغ قاتل کا

ترے در کی گدائی کے لیے بس ای شہ خوبان
فلک بھی لیکے پھرتا ہی پیالہ ماہ کامل کا

شب تاریک گیسو مین دکھا کر مانگ کہتے ہین
اسی رستے مین لُٹ جاتا ہی دیکھو قافلہ دل کا

لبِ ساحل نہین ہی تر تو کم ظرفی کا باعث ہی
قصورِ فیض دریا کیا قصور اسمین ہی ساحل کا

الٰہی پانوٗن بھی میرے مثالِ بخت سو جائین
خفا ہوتے ہین دربان دیکھکر ہلنا سلاسل کا

یہ شوقِ دیدِ لیلی ہی کہ بس اوڑکر لپٹ جائے
غبارِ قبرِ مجنون دیکھلے گر جلوہ محمل کا

ندامت سے چھپا لیتا ہی مُنہ کو اپنے دامن سے
گذر ہوتا ہی میری قبر پر جس وقت قاتل کا

خطِ تقدیر مین عشقِ خطِ رخسار لکھا تھا
سمجھ لینا ہوا کیا سہل مطلب خطِ مشکل کا

یونہین فریاد کرتے ہین اسیرِ کاکلِ پیچان
یہی زندانمین ہردم غُل ہی پانوٗنکے سلاسل کا

دعائین دیتے ہین دلسے سمجھ لو دلمین تم بھی کچھ
حسابِ دوستان در دل فقط ہی فیصلہ دل کا

نہ کعبے کو گئے ہم دیر سے اچھا ہوا ای دل
فقط اک دردِ سر ہی تھا یہ طی کرنا منازل کا

شہادت تھی نہ قسمت مین لکھی تو اسکے باعث سے
جھکائی لاکھ گردن پر نہ اوٹھا ہاتھ قاتل کا

لگایا اپنے سینے سے اوٹھاکر اوسکو قاتل نے
تڑپکر جا پڑا ا[illegible]نہ جب سر اوسکے بسمل کا

ہمین وہ قتل کرکے اب کفِ افسوس ملتا ہی
فریبِ رحم تو دیکھو ہمارے ساتھ قاتل کا

پہونچ جاتا ہون کوےِ یار مین گرچہ ہون دور اوس سے
ہی پاے شوق سے آسان طی کرنا منازل کا

دل اپنا کوچہ کاکل سے پھرکر جیسے آیا ہی
کچھ ایسا خستہ ہی جیسے تھکا ہو کوئی منزل کا

تھی جو الفت ابروے خمدار سے تیری مجھے
سوکھکر اےجانِ جان تن بھی ہلال آسا ہوا

اشک کا قطرہ ہمارے دیدۂ مسدود سے آج
گرتے ہی دیکھو زمین پر صاف انگارا ہوا

مہر کی حالت ہی اپنی اے احمد اب ضعف سے
نام کو اُٹھنا ہی اپنا جب کبھی اُٹھنا ہوا

اثر باقی ہی بعدِ مرگ ضعفِ جسم زائل کا
کچھ اُٹھکر بیٹھ جاتا ہی بگولا بھی مری گِل کا

فرشتونکو بھی ہوگا عشق اوس زہرہ شمائل کا
ستارہ دیکھنا چمکیگا پھر اب چاہ بابِل کا

پتا ملتا نہین ہی بکتے ہین لاکھ ساحل کا
خدا ہی ناخدا ہی اب ہماری کشتیِ دل کا

وہ بسمل ہون کہ اُلفت بڑھگئی ہی قتل ہونیسے
تڑپکر چوم لیتا ہون مین اکثر ہاتھ قاتل کا

یہی ذرات ہی جمین کوئی تڑپے کوئی پھڑکے
پسند آیا ہی بس اونکو تماشا مرغ بسمل کا

مری آنکھونپہ پٹی باندھی اونسے خونکے ڈر سے
نہ دیکھا ہاے وقتِ قتل بھی مُنہ ہمنے قاتل کا

نظر آئی نہ پھر مجنون کو لیلی بدنصیبی سے
کیا بیہوشی نے پردہ اُٹھا جب پردہ محمل کا

نکل جاؤن سوے صحرا ابھی جمین ہے زندانسے
بہار آئے تو اب کے سلسلہ توڑون سلاسل کا

اثر باقی رہا بعدِ فنا بل بے پریشانی
کلالون سے نہ ہرگز بن سکا کاسہ مرے گل کا

کہ نہیں سکتا ہون اونسے گو زبان کہنے کو ہی
گونگے کے دل کا یہ اپنا مدعا گویا ہوا

نغمہ سنجِ گلشنِ معنی ہون مین بھی بلبلو
کچھ سناؤنگا اگر اس باغ مین رہتا ہوا

ضعف سے اپنی یہ حالت ہو گئی ہی ای احد
نالہ بھی آتا ہی لب تک سو جگہ اڑتا ہوا

آتشِ دل کا اثر یہ دیکھلو پیدا ہوا
ایک ہی نالے سے اپنے آسمان نیلا ہوا

سبزۂ خط کے نکلنے کا ہوا عالم مین شور
طوطی اپنے یار کا بھی بولتا پیدا ہوا

جسپہ یہ پڑتا ہی وہ شی بھی چمک جاتی ہی صاف
سایۂ مہتاب گویا یار کا سایا ہوا

نازکی ایسی ہی اس سے بھی نکل آیا عرق
جسمِ جانان پہ اگر شبنم کا بھی گرتا ہوا

جام خالی دیکھے ساقی تو جو ترسانے لگا
کاسۂ می حق مین میرے بھیک کا کاسا ہوا

کشتۂ چشمِ سیاہِ یار تھا جو ہمدمو
بعد مردن جو غبار اپنا تھا وہ سُرما ہوا

وصل کی شب شمع کی حاجت نہ تھی اصلا مجھے
اوس پری کے آتی ہی گھر نور کا سارا ہوا

دل پہ جب او شمع رو نقشہ ترا آیا اوتر
پہلو فانوسِ خیالی کی طرح اپنا ہوا

آتے ہی صورت کے تیری آئینہ رونق آ گئی
اپنا پہلو او پری بلور کا شیشا ہوا

ہون وہ مجنون صورتِ جانان جو آئے خواب مین
دل ہمارا جلوہ گاہِ جلوۂ لیلا ہوا

گردشِ چشمِ فسونگر کے اثر سے دیکھنا
دل بھی اپنا بنکے آہوِ بادیہ پیما ہوا

میرے بیدم ہونے تک ترچھی نگاہونکی رہی
پار سینے کے اوترکر تیر یہ سیدھا ہوا

مفت ہمسے لیکے تمنے ای بتو کھویا اسے
دردسے آنکھونکے دل اپنا یہ تھا پالا ہوا

آتی آوازِ انا لیلی بھی تھی ہر عضو سے
سر سے پا تک قیس جب محوِ رخِ زیبا ہوا

رکھتا ہی بیچین مدت تک تعلق دل کا بھی
غیر کے پہلو مین بیٹھے درد یان پیدا ہوا

ہر دہانِ زخمِ بسمل سے یہ آتی ہی صدا
زخمی تیغِ نگہ جو ہو گیا اچھا ہوا

نام باقی ہی وجودِ جسم بالکل کچھ نہین
گم کمر کی جستجو مین صورتِ عنقا ہوا

چھیڑ دیتا ہون مین نوکِ خار سے اکثر اسے
جوش پر جسدم مرا خونِ رگِ سودا ہوا

نور سے اپنے بنا کر احمدِ مختار کو
آپ ہی مجنون بنا اور آپ ہی لیلا ہوا

مر گیا عاشق تمھارا ہو گیا قصہ تمام
آرزوے وصل کا بھی آج منہ کالا ہوا

یہ مریضِ غم سے اپنے وہ بگڑ کر کہتے ہین
تم پڑے بیمار اور عالم مین مین رسوا ہوا

ہوکے عاشق آپکی زلفِ سیہ کا جان مین
کوچہ و بازار مین کیا کیا نہ مین رسوا ہوا

جان اپنی سبزۂ خط پر کسیکے جائیگی
تھا یہی شاید خطِ تقدیر مین لکھا ہوا

بام پر آکر نقابِ رُخ اُٹھایا اوسنے جب
آفتابِ روزِ محشر جلوہ گر گویا ہوا

رتبۂ اکمل کو پونہچا جو ہوا گوشہ نشین
گوہرِ یکتا صدف مین قطرۂ دریا ہوا

یادِ غیرونکی ہو کیا اب کچھ خبر اپنی نہین
اسقدر مین اُوپری محوِ رخِ زیبا ہوا

دہر مین جسکا مقدر نام ہی ای ہمدمو
عمر بھر دیکھو نہ ہمسے وہ کبھی سیدھا ہوا

اسقدر میری طرفسے بدگمانی ہی اوسے
خواب مین بھی آتا ہی وہ شوخ تو ڈرتا ہوا

کوچۂ جاناں مین جا کر گر پڑے جو سر کے بل
کعبے مین گویا احد سجدہ ادا اپنا ہوا

رونے مین جسدم تصورِ سبزۂ خط کا ہوا
زخمِ دل پر مرہمِ زنگار کا پھاہا ہوا

لاکھ سر مارا کیا لیکن نہ وہ اچھا ہوا
منفعل تیرے مریضِ غم سے کیا عیسا ہوا

بیٹھکر پہلو مین اپنے ایکدم وہ اوٹھ گئے
دشمنِ جان دردِ دل اپنے لیے پیدا ہوا

بحرِ عالم سب حباب آسا نظر آنے لگے
جوش پر اشکونکا میرے جسگھڑی دریا ہوا

ہی بیانِ گوہرِ دندانِ جانان دیر سے
گوشۂ عزلت مین جو بیٹھا دُرِ یکتا ہوا

جس شجر کے سایہ مین بیٹھا وہ بے پتا ہوا

باغ مین دستِ حنائی کا ترے چرچا ہوا
ہر رگِ گل مین اثر خونِ تمنا کا ہوا

چھونے سے زلفِ سیہ کے دل سے ناخوش ہو گئے
آئینے مین بال ناحق آپکے پیدا ہوا

بال کو بکھرا کے رخ پر بولا وہ آئینہ رُو
اب حلب مین دیکھلو تار بھی پیدا ہوا

ہون وہ وحشی زلف کے سودے مین رہتا ہون ہمین
حلقۂ گرداب غم ہر حلقۂ دریا ہوا

جانے کس شمع رو سے پھر لگی ہی اسکو لَو
آجکل رہتا ہی کچھ پہلو مین دل جلتا ہوا

خرمنِ صبر و تحمل پر اک آفت آگئی
جب وہ مثلِ برق آیا خواب مین ہنستا ہوا

انتظامِ ہستیِ موہوم مین آیا فساد
نالۂ پُر دردِ غم کا دل پہ جب بلوا ہوا

کس توقع پر علاج ایسے مریضِ غم کا ہو
دیکھکر افسردہ جس بیمار کو عیسا ہوا

ای بتو اب مجھ مین ہی وہ گرمیِ الفت کہان
سرد مہری سے تمھاری دل مرا ٹھنڈا ہوا

دیکھکر کیا منہ عدم سے ابرِ تر کا آئے تھے
مثلِ شبنم عمر بھر اس باغ مین رونا ہوا

چشمِ مستِ یار نے بدمست مجھکو کر دیا
ساغری کی خواہش رہ گئی اچھا ہوا

لکھدیا تھا جو دہن کا اور کمر کا حال کچھ
نامہ بر عنقا ہوا اور خط پر عنقا ہوا

ہاتھ پڑنیسے وہ اپنے جسم پر جھجکین نہ کیون
آتشِ رنگِ حنا سے شعلہ ہی بھڑکا ہوا

سیرِ دریا کے لیے جب مین گیا بے یار کے
حلقۂ گردابِ غم ہر حلقۂ دریا ہوا

لکھ دیا تھا حالِ وحشت ہمنے بھولیسے جو کچھ
نامہ بر بھی لیکے خط راہیِ سوءِ صحرا ہوا

خون اتنا بہ چلا تلوونمین کانٹے جب چبھے
دامنِ گل کیطرح سے دامنِ صحرا ہوا

جب بھری تارِ نظر مین صورتِ زیبائے یار
پتلیونمین پتلیون کا بھی تماشا کیا ہوا

کسنے ہاتھ اپنا ملایا ہاتھ سے اوس شوخ کے
طائرِ رنگِ حنا تک آج ہے کے در[illegible]

پھر [illegible] خط کی محبت سے ہوا عشقِ ذقن
رہنما یہ خضر خط ا[illegible] پیا ہوا

بے نشان کرتی ہی مجکو اپنی ہی گم گشتگی
گم ہوا وہ جس نگین پر نام بھی کندا ہوا

کشتۂ تیرِ نگاہِ ناز مدفون ہو گیا
ابتو دل اوکاوشِ مژگان تر اٹھنڈا ہوا

جامِ مے کے شوق مین بیٹھے رہے پھر دن مگر
بخل ساقی میرے حق مین پنبۂ مینا ہوا

اوس مہِ برجِ منور پر تو رخ سے تھے
چاندنی پر چاندنی کا بزم مین دھوکا ہوا

خط کا اونکے چہرۂ تابان پہ ہے اب یہ نمود
یا ورق پر شمس کے مضمون ہی کچھ لکھا ہوا

وحشتِ غربت مین وہ ہون مین بے سروسامان احد

چلی تھی روٹھکر مجھسے یہ ہمراہِ قضا جس دم
تو کس حسرت سے مُنہ تکتا تھا مین عمرِ گریزان کا

مضامین میرے دیوان مین ہین دیکھو عشق کے ایسے
ہر اک شعر اپنا گویا پنجہ ہی گلستان کا

زمین شعر نے رتبہ فلک کا ای احد پایا
ہر اک نقطہ مہ برج شرف ہی اپنے دیوان کا

احد یہ شاعرانِ حال و ماضی مین کہان باتین
نہو شاہِ دواوین نام کیونکر اپنے دیوان کا

جلوہ انگیز زلفِ شبگون سے رخِ زیبا ہوا
آفتابِ حشر نکلا نور کا تڑکا ہوا

حیرت فزائے تجلیان وہ نور کا بُتا ہوا
دیکھکر انسان کیا پریون کو بھی سکتا ہوا

جلوۂ رخ سے کیا گھر بیخودی نے آنکھ مین
جب اُٹھا پردہ اودھر تو پھر ادھر پردا ہوا

پڑ گئے لاکھون پھپھولے دست و پائے یار مین
شعلۂ رنگ حنا سے یہ اثر پیدا ہوا

روئے جب یادِ دُرِ دندان مین تو پھر خاک پر
لوٹ کر اشکون کا قطرہ گوہر یکتا ہوا

اسقدر افتادگی مین محو حیرت ہو گیا
نقشِ پائے یار پر اپنا مجھے دھوکا ہوا

پیسنے کا قصد رکھتا ہی مے ہردم مدام
آسیائے چرخ کا گویا کہ مین دانا ہوا

جان کے جانیکی کچھ پروا نہین پر غم یہ ہی
دامن قاتل پہ میرے خون کا دھبا ہوا

یہ سمجھے تھا کہ اک دن چاک ہوگا دست وحشت سے
خدا نے بارے پردہ رکھ لیا میرے گریبان کا

نہ کعبے سے تعلق کچھ نہ نسبت دیر سے مجکو
مرے مذہب سے مذہب ہی جدا گبر و مسلمان کا

ترے آنیسے گلشن مین یہ کیفیت ہوئی پیدا
بہار باغ جنت ہی ہر اک تختہ گلستان کا

نہ کیونکر مصحف رخسار جانان سے محبت ہو
مسلمان زادہ ہون مین اور حافظ ہون مین قرآن کا

جو کچھ کہتا ہون مین اونسے تو وہ کیا کیا نہین کہتے
خدا ایسے ہی نہ تابع کردے انسان کو بھی انسان کا

پتا جا کر کے کوے یار مین یون پوچھنا قاصد
بتاؤ نام یان رضوان ہی کسکے در کے دربان کا

زمانہ زندگی کا اپنی پھر کر گر کہین آتا
تو اوس سے پوچھتے احوال کچھ عمر گریزان کا

نہین ہی سبزہ خط گرد رخ کے دست قدرت نے
لکھا ہی حاشیہ دیکھو خط ریحان مین قرآن کا

جو جاتے ہو تو ہنس پڑتے ہین غنچے کھلکھلا کر کے
چمن مین دیکھکر عالم تمھارے روے خندان کا

دل پر داغ مین پنہان ہزارون آرزوئین ہین
کھلائیگا کبھی گل کوئی غنچہ اس گلستان کا

گئے تھے دیکھے دھوکا ہجر مین پھر کر جو پھر آتے
تمھارے سامنے کرتے گلہ عمر گریزان کا

بس مردن بھی اپنے دل مین باقی ہی خلش کچھ کچھ
تعلق نشتر غم سے ہی باقی کیا رگ جان کا

پڑے جسپر نظر تیری بھلا کیونکر وہ بچ جائے
قضاے ناگہانی نام ہی اس تیر مژگان کا

مری سر گشتگی وحشت مین طرفہ رنگ لائی ہی
بگولا بنکے پھرتا ہی غبار اپنے بیابان کا

یہانتک گل رخونکے عشق مین گل ہمنے کھائے ہین
کہ عالم زخمہاے دل پہ ہی گلہاے خندان کا

میسر بوسۂ لب ہون گے رخ پر خط کی آمد ہی
نشان تبلائین گے اب خضر مجکو آب حیوان کا

احمد کچھ اور بھی اب نالۂ موزون رقم کیجے
ابھی تو حوصلہ باقی ہی کلک گوہر افشان کا

لکھا ہی اسقدر مضمون قدرت ہاے یزدان کا
طلسم خامۂ کن خاتمہ ہی میرے دیوان کا

لکھون دیوان مین گر قصہ طول زلف جانان کا
ازل مطلع ہو دیوان کا ابد مقطع ہو دیوان کا

رہیگا عشق اسکو گر یونہین تیرے گریبان کا
گلا کٹوائے گا اک دن ہلال عید قربان کا

جنون مین جادۂ وحشت نے کیا وسعت یہ پائی ہی
فضاے عالم امکان بھی اک گوشہ ہی دامان کا

مری گو جان لی پر چھٹگئی بدنام ہونے سے
بہانہ ملگیا اچھا قضا کو روز ہجران کا

تجلی سے رخ انور کی کیون حیرت نہو مجکو
چراغ طور پروانہ ہی شمع روے جانان کا

دل مضطر مرا جب دیکھیے بے چین رہتا ہی
مزاج اچھا نہین رہتا ہی اس دشمن جان کا

غم تازہ یہان جب دیکھیے مہمان رہتا ہی
مرا دل بنگیا ہی اک مکان داغ عزیزان کا

دل وحشی خیالِ گیسوئے جانان مین رہتا ہی
دیا ہی ساتھ یہ اچھا پریشان نے پریشان کا

اوداسی چہرۂ عاشق پہ چھا جاتی ہی پہلے سے
خدا کالا کرے مُنہ اور بھی اس شام ہجران کا

لحد مین بھی ہزارون صدمۂ فرقت اوٹھائینگے
نچھوڑیگا بس مردن بھی پیچھا عشق جانان کا

کڑی ہر خانۂ زنجیر کی منزل ہی زندان مین
پھر اوسپر ہی غضب ہونا تصور زلفِ پیچان کا

چمن مین کان جو کھولے ہوے ہر گل پریشان ہی
صبا شاید کہ قصہ کہتی ہی زلفِ پریشان کا

دلا دیتا ہی یادِ لذت شمشیر جب مجکو
خوشی سے چوم لیتا ہون مُنہ اپنے زخم خندان کا

جگہ یون خانۂ دل مین ہمارے یاس نے کی ہی
کہ اب باقی نہین ہی نام تک بھی ابن ارمان کا

وہ بلبل ہون قفس مین گرچہ مدت ہو گئی مجکو
مری آنکھون مین ابتک ہی کھنچا نقشہ گلستان کا

نہانِ خونِ تمنا ہین یہان لاکھون خموشی مین
نہ لب کھلوا تو ای حسرت کبھی گورِ غریبان کا

نمودِ سبزۂ خط سے قریبِ لب ہوا ثابت
مقدر مین خضر ہی کے تھا چشمہ آبِ حیوان کا

لحد مین خفتگانِ خاک اب کیا خاک سوئینگے
اجل کہتی ہی افسانہ کسی زلفِ پریشان کا

لیاقت شعر فہمی کی ہر انسان مین نہین ہوتی
سخندان جو ہین وہ مطلب سمجھتے ہین سخندان کا

امیدِ وصل یارب قطع ہو جائے کہین دلسے
نہین اُٹھتا دلِ حسرت زدہ سے ناز ارمان کا

کیا ہی تنگ جب وحشت نے تو پھر دست وحشت سے
کیا ہی تنگ مین نے حالِ دامان وگریبان کا

مچا اندھیر ہی غوغا ہی مار امار کا ای دل
نگر ہرگز ارادہ کوچۂ گیسو سے سجان کا

رہو آباد کہنے کو نہ سمجھو میرے بے حاصل
بڑھاتی ہی گدا کی بھی دعا کچھ رتبہ سلطان کا

نظر آتا نہین دل اپنا بچتے ای احد ہمکو
پرا بیڈھب جما ہی آج اونکی فوج مژگان کا

ملال انتظار باقی تو مجھ بیمار ہجران کا
شبِ غم نے قیامت تک مرے ماتم مین مُنہ ڈھان کا

نہین پردہ ہوئی ہی زلف شبگون روے جانان کا
شب معراج نے آکر کے کعبے کا ہی مُنہ ڈھان کا

مسرت آکے پھر جاتی ہی پاسِ خاطرِ غم سے
ابھی صبح وطن مُنہ تکتی ہی شامِ غریبان کا

شب فرقت مین اپنے دل کا بس اللہ حافظ ہی
مزاج اب بیقراری پوچھتی ہی دردِ پنہان کا

خیالِ مجمعِ احباب پر مُنہ ڈھانک لیتا ہون
ہی اک افسانۂ ماتم بیان خواب پریشان کا

شریک بیکسی وحسرت و اندوہ وحرمان ہی
مزاج ای صبحِ غم کیا پوچھیگی شامِ غریبان کا

خیالِ زلف کو رونق ہوئی گھر چھوڑ دینیسے
شبِ غم نے لگایا حاشیہ شامِ غریبان کا

نمک پاشیکا زخمونپر مرے جب قصد کرتے ہو
خوشی مُنہ چومتی ہی ہنسنکے اپنے زخمِ خندان کا

مرادِ دستِ حنائی کی جو الفت مین مین دیوانہ
شفق بنکر فلک پر ہی غبار اپنے بیابان کا

خیال آتا ہی جب مرغِ جنون کے قید کرنیکا
بنا لیتے ہین پھندا آپ ہم تارِ گریبان کا

ضیا وہ پائی اوس آئینہ رو کی داغِ ہجران نے
خجالت نامۂ خورشید ہی چاک اب گریبان کا

تری آنکھون کی گردش کو جو گردش مین نہین پایا
تو کیا کیا چرخ کھاتا ہی دلِ اس گردونِ گردان کا

نقابِ رخ اوٹھا کر جب کبھی گلشن مین جاتے ہین
سبق پڑھتے ہین مرغانِ چمن اونکے گلستان کا

بتا دیگا وہ حیرانی بڑا ہی صاف طینت ہی
ذرا احوال پوچھو آئینے سے اپنے حیران کا

یہ قاصد پہلے خط دیکر زبانی یہ بھی کہدینا
لبون پر آرہا ہی دم ترے بیمارِ ہجران کا

صفائی دیکھیے اللہ ری شانِ حسنِ خلقت سے
کھلا سینہ تو پردہ اوٹھ گیا اسرارِ پنہان کا

چھپانیسے نہین چھپنے کا قاتل قتلِ ناحق ہے
شہادت نامہ ہی دامن ترا خونِ شہیدان کا

مٹایا خواہشِ دنیا نے ایسا ڈھونڈھیے گر بھی
نشان ملتا نہین اسکندر و فغفور و خاقان کا

بہارِ گلشنِ فردوس پھر جاتی ہی آنکھون مین
اوٹھا دیتے ہو پردہ جسگھڑی رخسارِ تابان کا

دکھایا کھولکر منہ اوسنے پردیسے جو محفل مین
سحر ہوتے ہی بس منہ زرد تھا شمعِ شبستان کا

لبِ جان بخش تک آئے نہین ہین بال لہرا کر
یہ کالے آکے پانی پی رہے ہین آبِ حیوان کا

وہ گریان ہون کہ رُو رُو کر کے دریا بھر دیا مین نے
خیال آیا ہی جب فرقت مین مجکو چشم جانان کا

نہین ہی سبزۂ خط کا نمُو گرد اونکی آنکھون کے
چری ہی آہوؤن کی گویا خط رخسار جانان کا

تمھاری کاکلِ پر خم کے خم کو دیکھکر ای جان
دھوان بنکر ابھی اوڑ جائیگا دل سنبلستان کا

پریزادان معنی پر احد اپنی حکومت ہی
گمان ہر صفحۂ دیوان پہ ہی تختِ سلیمان کا

مرا دل طور سینا ہی تجلی گاہ یزدان کا
جہان مین نام ہی موسی فقط اس گھر کے مہمان کا

جنون مین کس طرح پھیلا ہی ہاتھ اب وحشتِ جان کا
کہین ای عقل رکھ لے تو ہی پردہ اس گریبان کا

اسیکے گرد اس کمبخت کی دن رات گردش ہی
یہ دل ہی یا الٰہی یا کہ مرکز چرخ گردان کا

جنون مین یہ اثر دکھلایا عشقِ روے تابان نے
بنا خورشید محشر ہی ہر اک ذرہ بیابان کا

کیا ہی چاک اوس خورشید رُو کی مہر مین اسکو
شعاعِ آفتابِ حشر ہی تار اب گریبان کا

سراسر محو حیرت اپنے قاتل کا ہون حیرت ہی
گمان ہر زخمہاے تن پہ ہی اب چشم حیران کا

دکھایا بعد مردن لطف عشق روے تابان نے
لحد مین داغہاے دل سے ہی عالم چراغان کا

نقابِ روے انور جب اُٹھا دیتے ہو چہرے سے
نظر آجاتا ہی عالم بہار باغ رضوان کا

غزالِ چشم کی تیری اگر بگڑی نظر دیکھے
لہو ہو پانی پانی بہ چلے شیرِ نیستان کا

ہو دنیا اور کوے یار مین میری اقامت ہو
ملے دوزخ اگر ہو شوق پھر گلزارِ رضوان کا

دلِ صید چاک کا اللہ رے اپنے شوق جانبازی
ازل ہی سے نشانہ بنگیا ہی تیرِ مژگان کا

ترے قد اور ذقن کو دیکھکر کیا پھبتی سوجھی ہی
نہالِ حسن مین اک پھل لگا سیبِ زنخدان کا

شبِ فرقت جو سوتے مین مین اکثر چونک اوٹھا ہون
ہوا ہی شیرِ قالین پہ گمان شیرِ نیستان کا

جگہ اوس حور طلعت کے اگر کوچے مین ملجاتی
ارادہ مرکے بھی کرتے نہ ہم گلزارِ رضوان کا

گئے جب قید مین یوسف لگی کہنے زلیخا یون
ستارہ آج کل چمکا ہوا ہی دیکھو زندان کا

جو مثلِ لب صفت جانبخشی کی پائی نہین اسنے
تو کیا کیا خون نہین پانی ہوا لعلِ بدخشان کا

نگاہِ شوق بس لیکر چلی ہی پھر وہین مجکو
نشانہ جاتے ہی ہوگا جہان دل تیرِ مژگان کا

وہ ادنا سی صفت ہی میری کوی حور طلعت کی
جہانتک وصف ہی واعظ ترے گلزارِ رضوان کا

نہین ہیں یہ جو آئے ہین ذقن تک بال لہراکر
یہ کالے پانی پینے آئے ہین چاہِ زنخدان کا

سنور کر اسطرح کاکل بنا کر باغ مت جاؤ
نہین تو چھوٹ جائیگا ابھی دل سنبلستان کا

فلک بھی اک حباب آسا نظر آتا ہی آنکھون مین
یہ دریا بڑھ گیا ہی دیکھو میری چشمِ گریان کا

کیا قتل ایک کو تو جلکے حسرت سے مرے لاکھون
تری تلوار کرتی کام ہی کیا برقِ خندان کا

تمھارے لعلِ لب کو دیکھکر بس کیا ہی شرمایا
جگر ہو پانی پانی بہ چلا لعلِ بدخشان کا

جو آئی زلف گردِ رخ نظر آنے لگا ہمکو
قریبِ چشمۂ خورشید عالم سُنبلستان کا

مرے مانند اسکو بھی اگر مضطر بنانا ہی
تماشا دیکھو آکر چاندنی مین ماہِ تابان کا

ضعیف و ناتُوان ایسا ہوا ہون جس گھڑی چاہے
تھکا دے مجکو منزل بنکے ہر ذرہ بیابان کا

جو شب کو میرے ماتم کے لیے مُنہ کھولکر آیا
ہوا روشن چراغِ آرزو شہرِ خموشان کا

کنوئین مین قید رکھا مجکو اس تقصیر پر سون
لیا بوسہ جو بھولے سے کبھی چاہِ زنخدان کا

نظر آئی ہر اک جا چاندنی پھیلی ہوئی مجکو
لحد مین آج آیا دھیان جو اوس ماہِ تابان کا

مین وہ دیوانہ تشنہ لب ہون جا پہ ہے ایکدم بھر مین
سُکھا دے کھینچکر دریا کو ہر ذرہ بیابان کا

پسِ مردن سراغِ ساکنانِ خاک پایا ہی
کھُدی جب قبر دروازہ کھلا شہرِ خموشان کا

لبِ جانبخش کی سرخی کا عالم دیکھکر ای جان
ہوا جاتا ہی ٹکڑے ٹکڑے دل لعلِ بدخشان کا

مقابل میرے مہرو کے جو ماہِ چاردہ نکلا
گھٹا غیرت سے بس ہر شب کو چہرہ ماہِ تابان کا

نہین ہو وجہ آئی زلف یہ سوئے ذقن اونکی
گریگی دل کو میرے قید یہی چاہِ زنخدان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا آغاز بسم اللہ سے مین نے اپنے دیوان کا
ہوا الحمد للہ ہمقرینِ نظم قرآن کا

سرِ دیوان لکھا جو وصف اوس رشکِ سلیمان کا
نظارہ آکے پریان کرتی ہین رُو دیوان کا

لکھون دیوان مین جو مضمون اوس رخسارِ تابان کا
ہو مطلع مطلعِ خورشیدِ محشر اپنے دیوان کا

بناؤن حال مجنون کی طرح ہر فرد انسان کا
سوادِ دیدۂ لیلی سے لکھون شعر دیوان کا

ہوا ہی جلوۂ معنی سے یہ رنگ اپنے دیوان کا
نظر آتا ہی ہر مضمون مین اک عالم پرستان کا

یہ پھیلا جاتا ہی ہر جا یہ چرچا میرے دیوان کا
ملا ہی چاہتا ہی خاک مین شہرہ صفاہان کا

کبھی بھولیسے جب سوے فلک اوس شوخ نے جھانکا
اوٹھا پردہ تلک پردہ نشینِ باغِ رضوان کا

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

درین ایام میمنت انضمام بفضل خداوند کارساز نسخۂ مضامین ناز و نیاز یعنی دیوان سرایا اعجاز موسوم بنام نامی

نغمۂ راز

[illegible] از ترانہ سنجی عندلیب گلشن [illegible] الاحد

باہتمام اذل انام عاجز محمد عبد الرحمن خان ابن محمد روشن خان مغفور در تربیت فتح خدمت برادر معظم محمد مصطفےٰ خان مبرور

مطبع [illegible] ۱۳۰۲ [illegible]